دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی

اس کی تاسیس، وجہ تاسیس، تعلیمی، تبلیغی، انتظامی
اور عام افادی کوائف و احوال کا مختصر مگر جامع مرقع

از حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب
مہتمم دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ
دفتر اہتمام دارالعلوم دیوبند

طبع اوّل صفر ۱۳۸۵ھ مطابق جون ۱۹۶۵ء

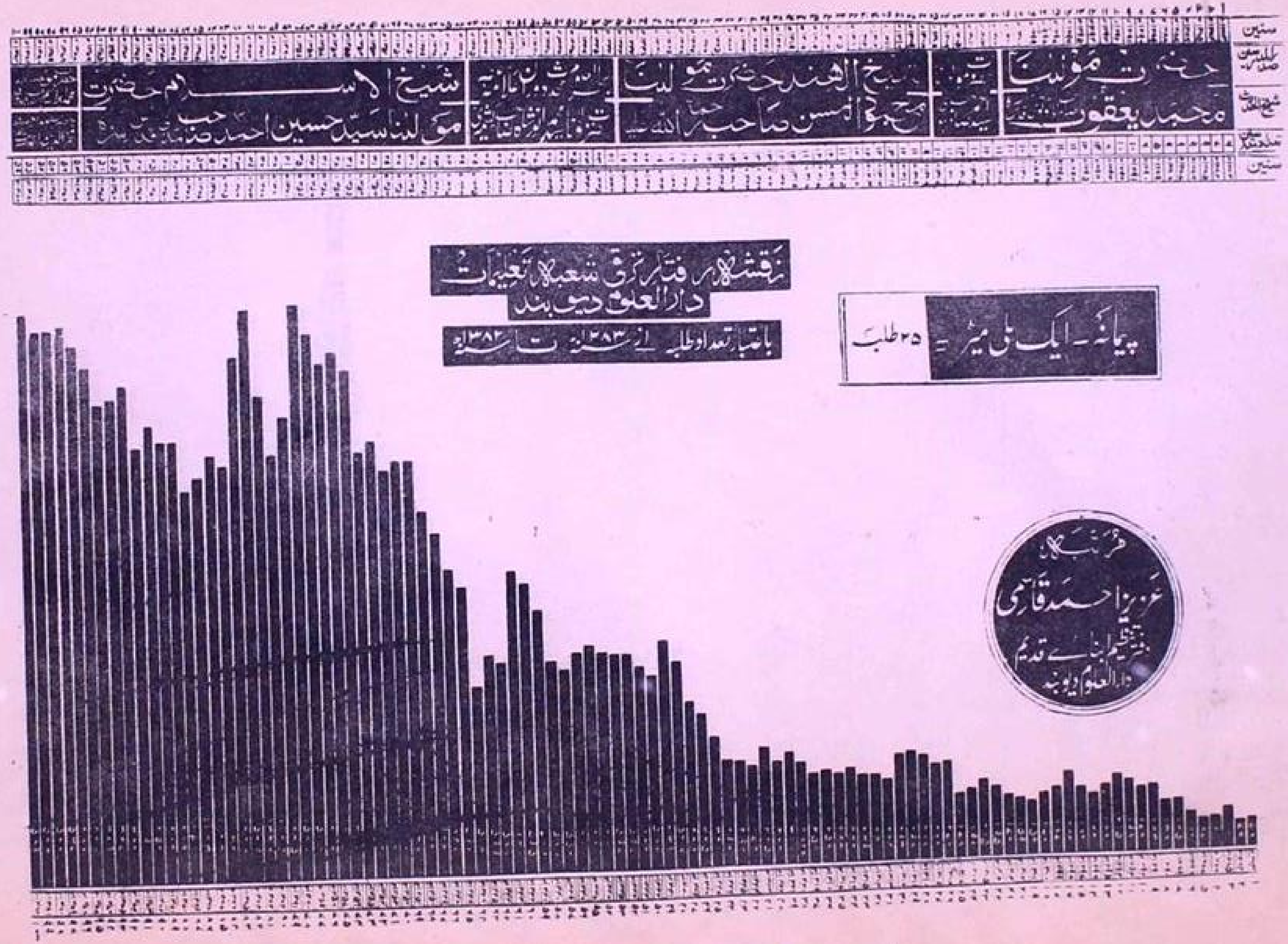
قیمت دو روپے آٹھ آنہ (مجلد) علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:-

دفتر اہتمام دارالعلوم دیوبند

{ڈائمنڈ آفسٹ پریس دہلی}

فہرست عنوانات


نقشۂ رفتار ترقی شعبۂ تعلیمات
دار العلوم دیوبند
باعتبار تعداد طلبہ از ۱۲۸۳ تا ۱۳۸۲ھ
پیمانہ - ایک ملی میٹر = ۵ طلبہ
حضرت مولانا محمد یعقوب
شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب
مرتبہ
عزیز احمد قاسمی
دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

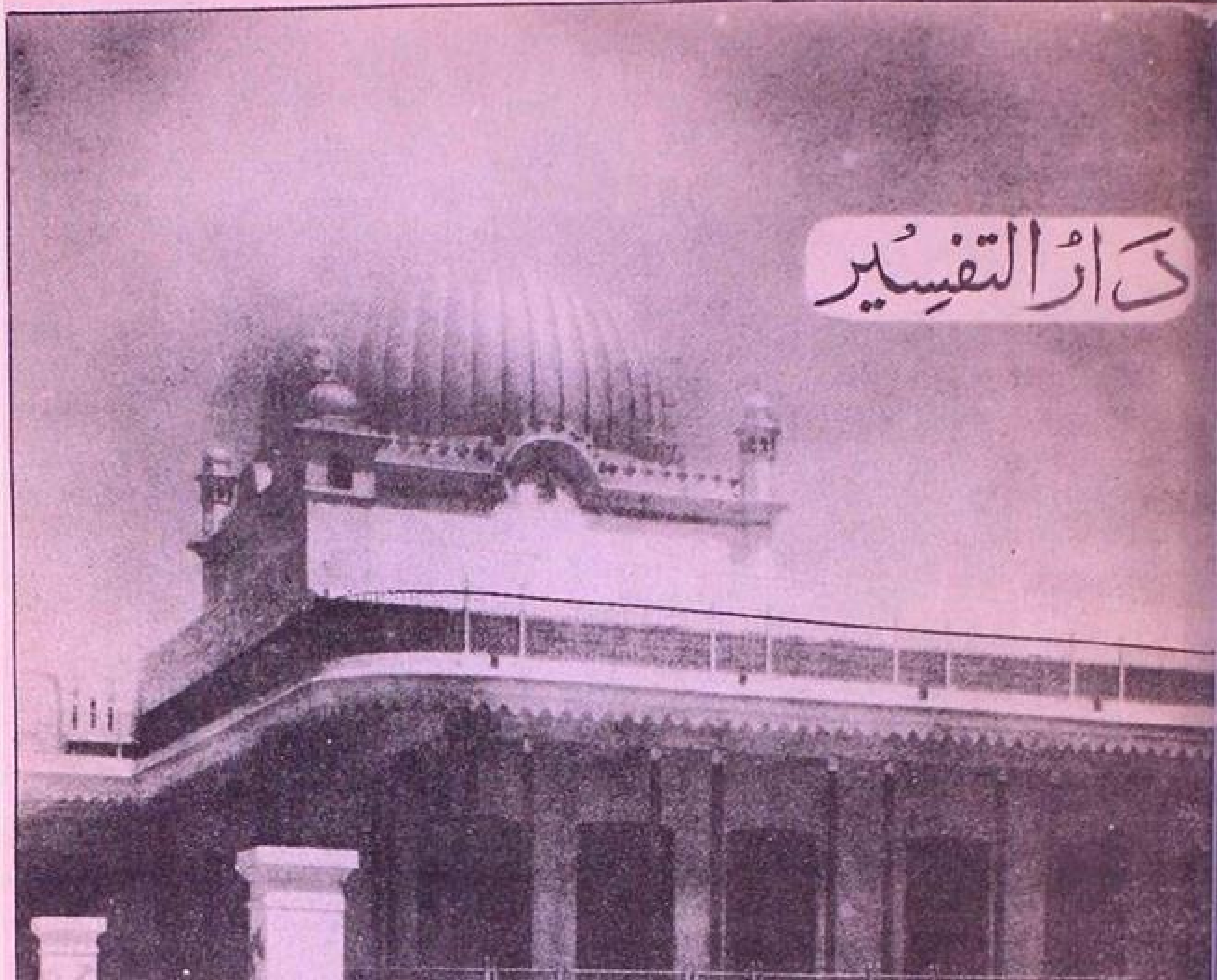
پیش لفظ

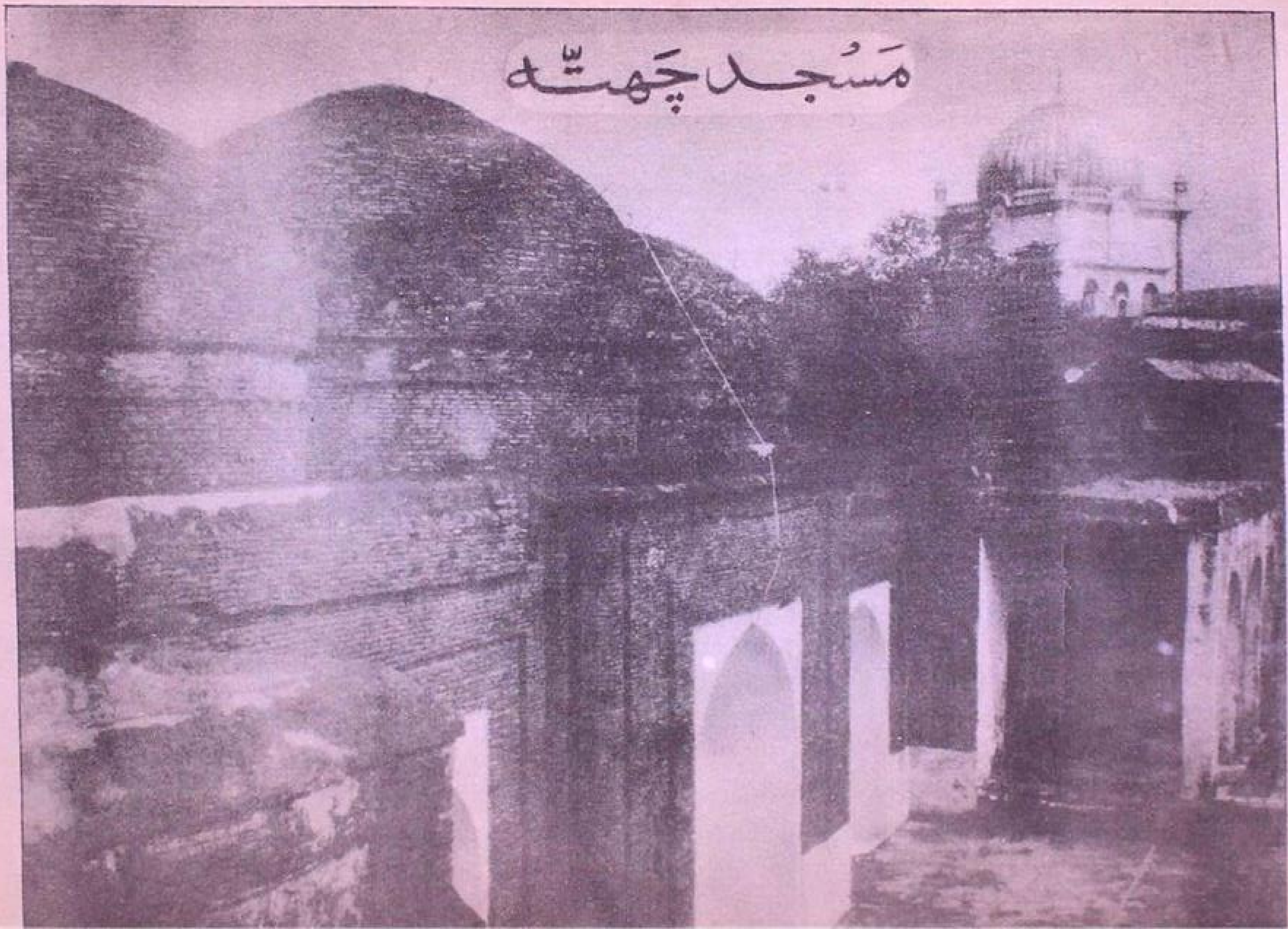
الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد :-

ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ دارالعلوم دیوبند کی ایک اجمالی تاریخ، اُردو، عربی، انگریزی، گجراتی اور ہندی میں کتابی صورت سے پیش کی جائے۔ کیونکہ دارالعلوم دیوبند نہ صرف دینی تعلیم کی ایک مرکزی درسگاہ ہے بلکہ اسلامی تہذیب وثقافت اور دینی تربیت کا ایک بین الاقوامی مرکز بھی ہے۔ اس کے فضلاء تمام دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے علمی اور تہذیبی رشتے عالمی انداز سے شخصیتوں اور اداروں سے قائم ہیں۔ اور اس کے اثرات شعوری اور غیر شعوری طور پر عام قلوب تک پہونچے ہوئے ہیں۔ اس لئے متعلقین دارالعلوم کے علاوہ واردین وصادرین کا ایک سلسلہ ہے جو نہ صرف اطراف ہند بلکہ غیر ممالک سے شدّ رحال کر کے اس کی طرف کھینچتا ہوا آتا رہتا ہے۔ پھر یہ نہ صرف علمی افراد ہی تک محدود ہے بلکہ تاریخ پسند سیّاح بھی اسکی شہرت وعظمت کی داستانیں سُن سُن کر اس کے مشاہدہ کے لئے بکثرت آتے رہتے ہیں۔ آنے والوں اور آنے کے آرزومندوں کے دلوں میں معائنہ سے قبل اور بعد قدرتاً یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ " دارالعلوم کیا ہے ؟ کب قائم ہوا۔ ؟

کیوں قائم ہوا؟ کس نے قائم کیا؟ کن حالات میں قائم ہوا؟ اور قائم ہوکر اس نے کیا کیا؟" اِن سوالات کا تفصیلی جواب ظاہر ہے کہ زبانی اور وہ بھی ہر وارد و صادر کے لئے علیحدہ علیحدہ دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ اس لئے بجز اس کے کوئی اور چارۂ کار نہ تھا کہ اِن پُرس و جُو کرنے والوں کے سامنے دار العلوم کی سالانہ رودادیں، ماہانہ رسالے، ہنگامی اشتہارات اور وقتی پمفلٹ وغیرہ رکھ کر انکی اشک شوئی کردی جائے۔ لیکن یہ صُورت ناکافی ہونے کے ساتھ ساتھ ان سوالات کا تشفی بخش جواب ہونے کے بجائے سوالات میں مزید اضافہ کا باعث بنتی رہی، جس سے طلب حقیقت کا اشتیاق تو بڑھتا رہا اور تشفی کی سعی پیاس میں مزید اضافہ کرتی رہی۔ ان کاغذات سے ہنگامی اور جزوی حالات ضرور سامنے آجاتے تھے لیکن اِن سے نہ وہ بنیادی سوالات حل ہو سکتے تھے جو ہر وارد و صادر کے دل کی آواز تھے اور نہ ہی اصل ادارہ، اس کی بنار کی غرض و غایت، اس کے موسسین اور بانیوں کا کردار اور بلا تخصیص سال و ماہ اس کی اساسی پوزیشن کا کوئی تعارف ہی ہو سکتا تھا۔

اس سلسلہ میں احقر نے ۱۳۵۰ھ میں ایک تحریر بنام "سرسٹھ سالہ روداد دار العلوم" مرتب کی جس میں ضروری عنوانات کے تحت دار العلوم کا کچھ تاریخی مواد فراہم کر کے اس سن کے سالانہ جلسۂ تقسیم انعام میں پیش کیا۔ حاضرین جلسہ اور واردین و صادرین اس سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے۔ اور ان کے چہروں پر خوشی کی چمک نمایاں طریق پر محسوس ہونے لگی۔ لیکن بہر حال روداد سرسٹھ سالہ تھی تو سرسٹھ سال ہی کی اس میں کارگذاری بھی دکھائی جا سکتی تھی اور وہ بھی ایک جلسہ میں پڑھی جانے والی روداد کی حیثیت سے مجمل اور مختصر بھی تھی جس سے اس عظیم ادارہ کی پوری پوری حقیقت اور اہمیت اور ہمہ گیر پوزیشن نمایاں نہیں ہو سکتی


دارالتفسیر


مَسُجد چھتّہ

تھی۔ اس لئے یہ روداد بھی ایک حد تک وقتی اور جزوی کاغذ ہی کی حیثیت میں رہ گئی جس سے یہ عمومی منصوبہ پورا نہ ہو سکا اور بدستور دل کی یہ خلش قائم رہی کہ پورے دارالعلوم کی ایک اجمالی مگر مکمل تاریخ بیک وقت آنکھوں کے سامنے آئے جس سے ادارہ کے سنوی یا وقتی حالات پر نہیں بلکہ خود ادارہ پر روشنی پڑے اور اس کی اساسی اور عالمگیر نوعیت، اس کی رفتار ترقی اور ترقی پذیر منصوبوں کے درخشاں آثار کھل کر سامنے آجائیں جن سے بحیثیت مجموعی خود ادارہ کی حقیقی عظمت و شان نمایاں ہو۔

تب یہ اہم منصوبہ ایک مُہم کے طور پر محترم سید محبوب صاحب رضوی انچارج محافظ خانہ دارالعلوم کے سپرد کیا گیا۔ واقعات کی جستجو اور تلاش کے لئے عنوانات کی ایک فہرست احقر نے انہیں دی تاکہ ان نشانوں پر مواد بآسانی فراہم کیا جا سکے ساتھ ہی اپنی ذہنی معلومات بھی ان کے سامنے رکھیں جو اکابر دارالعلوم کی مبارک مجلسوں اور صحبتوں کے ذریعہ میرے ذہن کی امانت بنی ہوئی تھیں۔ موصوف نے کام شروع کیا لیکن وہ اپنے دفتری فرائض اور متعلقہ خدمات کے ساتھ خاطر خواہ اس موضوع پر کام نہ کر سکے اور کام بدستور تشنۂ تکمیل رہا۔

بالآخر قرعۂ فال محترم مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی ناظم شعبۂ تنظیم ابناء قدیم دارالعلوم دیوبند کے نام پر نکلا جنھیں ذاتی طور پر بھی اس قسم کے امور کی تدوین و تالیف سے دلچسپی تھی۔ اور وہ دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کے متعدد اہم تاریخی نقشے تیار کر چکے تھے جن میں ادارہ کی اصولی اور اساسی معلومات کا اچھا خاصہ ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا۔ اس لئے انھیں اس منصوبہ سے لطور خاص ذاتی دلچسپی پیدا ہوئی۔ احقر نے سابقہ عنوانات کی فہرست اُن کے سامنے رکھی اور کچھ ان کی رسا طبیعت نے خود بھی مضمون خیز عنوانات پیدا کئے۔ جن سے احوال

کے مختلف تاریخی پہلو سامنے آسکتے تھے۔ موصوف نے دار العلوم کی قدیم و جدید روداروں اور مستند دفتری کاغذات سے ان عنوانات کے تحت مواد فراہم کرنا شروع کر دیا۔ اور ہر جمع شدہ حصّہ وقتاً فوقتاً احقر کو دکھاتے رہے جس میں ترمیم و تنسیخ، حذف و ازدیاد اور ترتیب میں تقدیم و تاخیر کے ساتھ جا بجا اپنی معلومات کا اضافہ کیا جاتا رہا۔

الحمد للہ کہ سال بھر کی عرق ریزی سے دار العلوم کی اجمالی تاریخ پر ایک ایسا مجموعہ مرتب ہو گیا جس کے مطالعہ سے بالاجمال پورا دار العلوم بیک وقت سامنے آسکتا ہے۔ اور واردین و صادرین کے یہ سوالات کہ "دار العلوم کیا ہے۔؟ کیوں ہے؟ کب سے ہے؟ کس سے ہے؟ کیا کر رہا ہے؟" وغیرہ وغیرہ اس سے بآسانی حل ہو سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر اس مجموعہ کے آئینہ میں دار العلوم کی پوری تصویر اُن کے سامنے آسکتی ہے۔

میں محترم بھائی مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی کا ممنون ہوں کہ ان کی شبانہ روز محنت سے میں اس مقصد میں کامیاب ہو سکا۔ اور آج دار العلوم کی تاریخ کا یہ اجمالی مگر جامع خاکہ اس کے متوسلین، بہی خواہوں اور متعلقین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

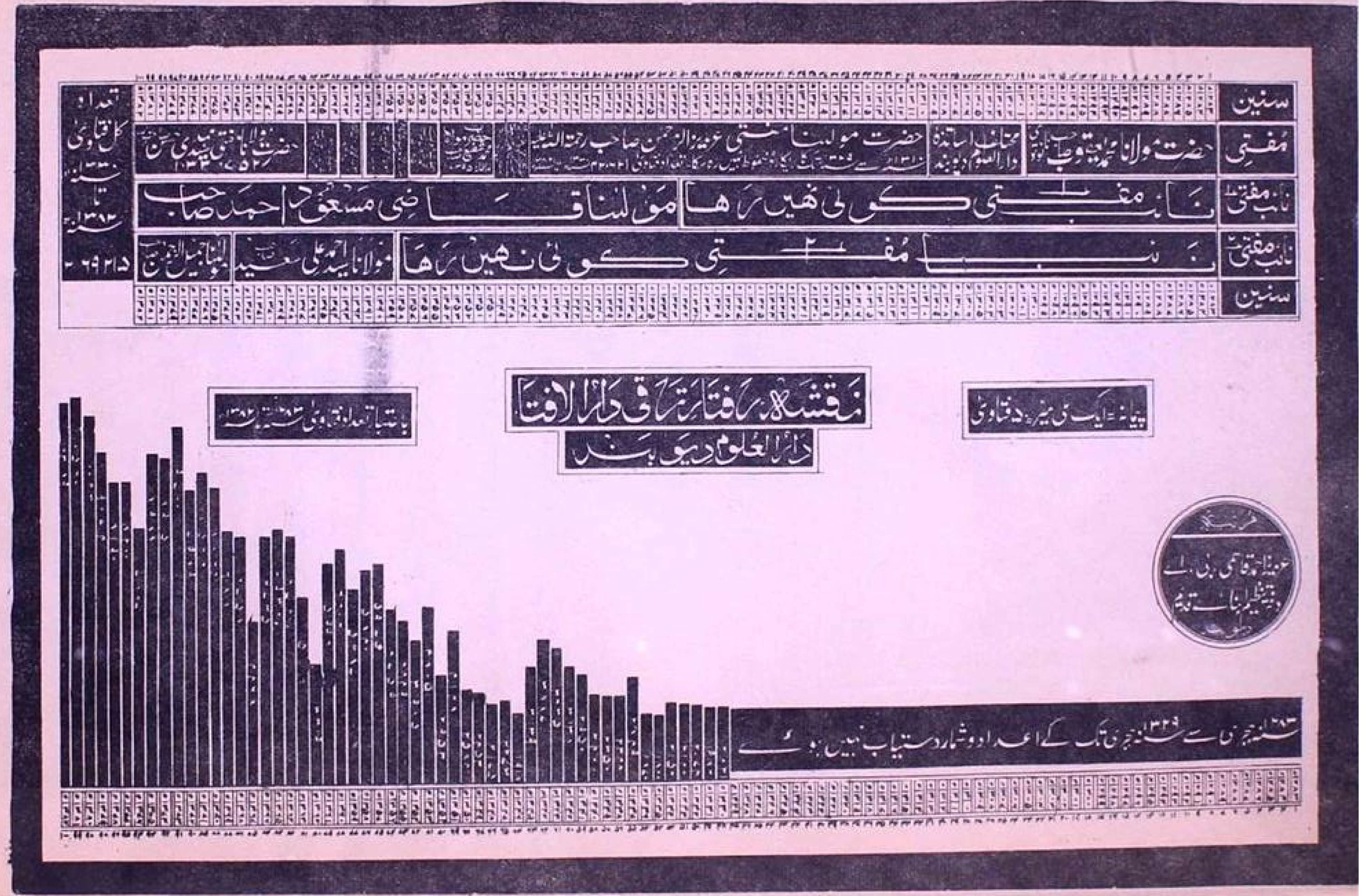
اس تاریخ کو اُردو سے عربی، انگریزی، ہندی اور گجراتی میں منتقل کرنیکا منصوبہ بھی پیش نظر ہے تاکہ ہند و بیرونِ ہند کے متعلقینِ دار العلوم، مشتاقانِ دید، اور بیرونی ممالک کے مختلف وارد و صادر سیّاح اور ساتھ ہی دور دراز ملکوں میں دار العلوم کی محبّت لئے ہوئے ہزاروں افراد اُسے اپنی اپنی لغت کی آنکھ سے دیکھ سکیں۔ اُردو کا ایڈیشن فی الحال پیش کیا جا رہا ہے اور عربی، انگریزی، ہندی اور گجراتی کے ایڈیشن وسائل کی فراہمی کے بعد کسی قریبی مدّت میں تیار کئے جا سکیں گے۔

اس مختصر تاریخ کے اوراق میں دار العلوم کے اس قلمی چہرے کے ساتھ اس کے عکسی چہرے (فوٹو) بھی موقعہ بموقعہ دیدئے گئے ہیں تاکہ دار العلوم کی معنویت سے آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی صورت سے بھی ایک حد تک شناسائی میسر آجائے۔ اس نوعیت کے ساتھ یہ تاریخ (۱۲۸) صفحات پر ہدیۂ ناظرین ہے۔ جس سے ہند و بیرونِ ہند میں اس کی سنو سالہ سرگرمیوں اور غیر معمولی خدمات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے اور دیکھا جاسکتا ہے کہ اس ملک کی کوئی بھی علمی اور عملی، اخلاقی اور سیاسی، ملکی اور ملّی، تعلیمی اور تبلیغی تحریک اس کے فیوض سے نہ صرف یہ کہ خالی نہیں ہے بلکہ بہت حد تک اس کی قیادت اور اس کے فضلاء کی سیادت کی رہینِ منّت ہے۔ وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

وانا العبد الضعیف

محمد طیّب غفرلہٗ۔ مہتمم دار العلوم دیوبند

۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ


نقشہ رفتار ترقی دار الافتا
دار العلوم دیو بند
سنین
مفتی
نائب مفتی
نائب مفتی کوئی نہیں رہا
مولانا قاضی مسعود احمد صاحب
نائب مفتی
نائب مفتی کوئی نہیں رہا
مولانا سید احمد علی سعید
سنین
تعداد کل فتاوی
۶۹۲۱۵
سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے سنہ ۱۳۲۹ ہجری تک کے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر تاریخ
دار العلوم دیوبند

تمہید

تیرہویں صدی ہجری آخری سانس لے رہی تھی، ہندوستان میں اسلامی شوکت کا چراغ گل ہو چکا تھا، صرف اٹھتا ہوا دھواں رہ گیا تھا جو چراغ بجھ جانے کا اعلان کر رہا تھا، دہلی کا تخت مغل اقتدار سے خالی ہو چکا تھا صرف ڈھول کی منادی میں "ملک بادشاہ کا" رہ گیا تھا۔ اسلامی شعائر رفتہ رفتہ روبہ زوال تھے۔ دینی علم اور تعلیم گاہیں پشت پناہی ختم ہو جانے کی وجہ سے ختم ہو رہی تھیں۔ علمی خانوادوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا فیصلہ کیا جا چکا تھا۔ دینی شعور رخصت ہو رہا تھا اور جہل و ضلال مسلم قلوب پر چھاتا چلا جا رہا تھا۔ مسلمانوں میں پیغمبری سنتوں کے بجائے جاہلانہ رسوم و رواج 'شرک و بدعت'، اور ہوا پرستی وغیرہ زور پکڑتے جا رہے تھے۔ مشرقی روشنی چھپتی جا رہی تھی اور مغربی تہذیب و تمدن کا آفتاب طلوع ہو رہا تھا.... جس سے دہریت و الحاد، فطرت پرستی اور بے قیدی نفس آزادی فکر اور بے باکی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں جس سے نگاہیں خیرہ ہو چلی تھیں اسلام کی جیتی جاگتی تصویر بیمار آنکھوں میں دھندلی نظر آنے لگی تھی اور اتنی دھندلی کہ اسلامی خد و خال کا پہچاننا بھی مشکل ہو چکا تھا، چمن اسلام میں خزاں کا دور دورہ تھا، خوش آواز اور شیریں ادا پرندوں کے زمزمے مدھم ہوتے جا رہے تھے اور ان کی جگہ زاغ و زغن کی مکروہ آوازوں

نے لے لی تھی یہ اور اسی قسم کے اور ہزار ہا حوادث اور المناک واقعات کے چند اجمالی عنوانات ہیں جن سے اس وقت کے ہندوستان کی مسموم فضا کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔

اند کے باتو بگفتیم و بدل ترسیدیم، که دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است

ان حالات سے یقین ہو چلا تھا کہ اسلام کا چمن اب اجڑا اور یہ کہ اب ہندوستان بھی، اسپین کی تاریخ دہرانے کے لئے کمربستہ ہو چکا ہے کہ اچانک چند نفوس قدسیہ نے بالہام خداوندی اپنے دل میں ایک خلش اور کسک محسوس کی۔ یہ خلش علوم نبوت کے تحفظ دین کو بچانے اور اس کے راستہ سے ستم رسیدہ مسلمانوں کو بچانے کی تھی۔ وقت کے یہ اولیاء اللہ ایک جگہ جمع ہوئے اور اس بارہ میں اپنی اپنی قلبی واردات کا تذکرہ کیا جو اس پر مجتمع تھیں کہ اس وقت بقائے دین کی صورت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دینی تعلیم کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کی حفاظت کی جائے اور تعلیم و تربیت کے راستہ سے ان کے دل و دماغ کی تعمیر کر کے ان کی بقا کا سامان کیا جائے اور اس کی واحد صورت یہی ہے کہ ایک درسگاہ قائم کی جائے جس میں علوم نبویہ پڑھائے جائیں اور ان ہی کے مطابق مسلمانوں کی دینی، معاشرتی اور تمدنی زندگی اسلامی سانچوں میں ڈھالی جائے جس سے ایک طرف تو مسلمانوں کی داخلی رہنمائی ہو اور دوسری طرف خارجی مدافعت نیز مسلمانوں میں صحیح، اسلامی تعلیمات بھی پھیلیں اور ایماندارانہ سیاسی شعور بھی بیدار ہو۔ ان مقاصد کے لئے کمر باندھ کر اٹھنے والے یہ لوگ رسمی قسم کے رہنما اور لیڈر نہ تھے بلکہ خدا رسیدہ بزرگ اور اولیاء وقت تھے اور ان کی یہ باہمی گفت و شنید کوئی رسمی قسم کا مشورہ یا تبادلۂ خیال نہ تھا۔ بلکہ تبادلۂ الہامات تھا۔ جیسا کہ میں نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ مہتمم سادس دارالعلوم دیوبند سے سنا کہ وقت کے ان تمام اولیاء اللہ کے قلوب پر بیک وقت یہ الہام ہوا کہ اب ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ و بقا کی واحد صورت قیام مدرسہ ہے۔ چنانچہ اس مجلس مذاکرہ میں کسی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حفظ دین و مسلمین کے لئے اب ایک مدرسہ قائم کیا جائے۔ کسی نے کہا کہ مجھے کشف ہوا ہے کہ ایک مدرسہ قائم ہو۔ کسی نے کہا کہ میرے قلب پر وارد ہوا ہے کہ مدرسہ کا قیام

ضروری ہے۔ کسی نے بہت صریح لفظوں میں کہا کہ مجھے منجانب اللہ الہام کیا گیا ہے کہ ان حالات میں تعلیم دین کا ایک مدرسہ قایم ہونا ضروری ہے۔ ان اہل اللہ کا اس تبادلۂ واردات کے بعد قیام مدرسہ پر جم جانا درحقیقت عالم غیب کا ایک مرکب اجماع تھا جو قیام مدرسہ کے بارہ میں منجانب اللہ واقع ہوا۔

اس سے جہاں یہ واضح ہے کہ اُس وقت کے ہندوستان میں قیام مدرسہ کی یہ تجویز کوئی رسمی، تجویز نہ تھی بلکہ الہامی تھی وہیں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس تجویز کے پردہ میں ملک گیر اصلاح کی اسپرٹ چھپی ہوئی تھی جو محض مقامی یا ہنگامی نہ تھی کیونکہ اسلامی شوکت ختم ہو جانے کا اثر بھی مقامی نہ تھا جس کے تدارک کی فکر تھی وہ پورے ملک پر پڑ رہا تھا اس لئے اس کے دفعیہ کی یہ ایمانی رنگ کی تحریک بھی مقامی انداز کی نہ تھی بلکہ اس میں عالمگیری پنہاں تھی۔ گو ابتداء میں اس کی شکل ایک چھوٹے سے تخم کی سی تھی مگر اس وقت اس میں ایک تناور شجرۂ طیبہ لپٹا ہوا تھا جس کی جڑیں سچے قلوب کی زمین میں پھیلی ہوئی تھیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اس سلسلہ میں ان نفوس قدسیہ کے سربراہ حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ تھے جنھوں نے اس غیبی اشارہ کو سمجھا۔ اور اُسے ایک تجویز کی صورت دی۔

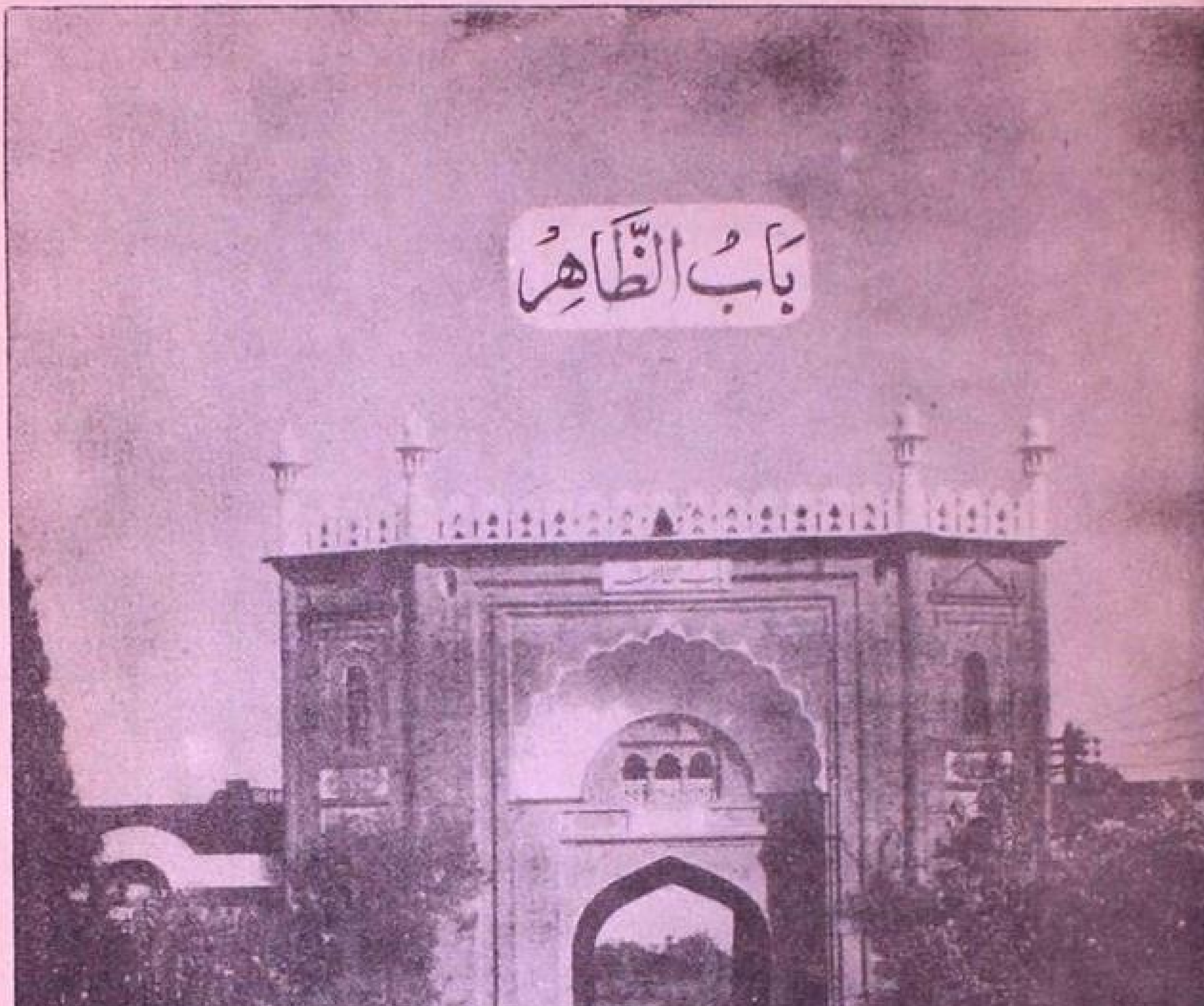
بنائے دار العُلوم

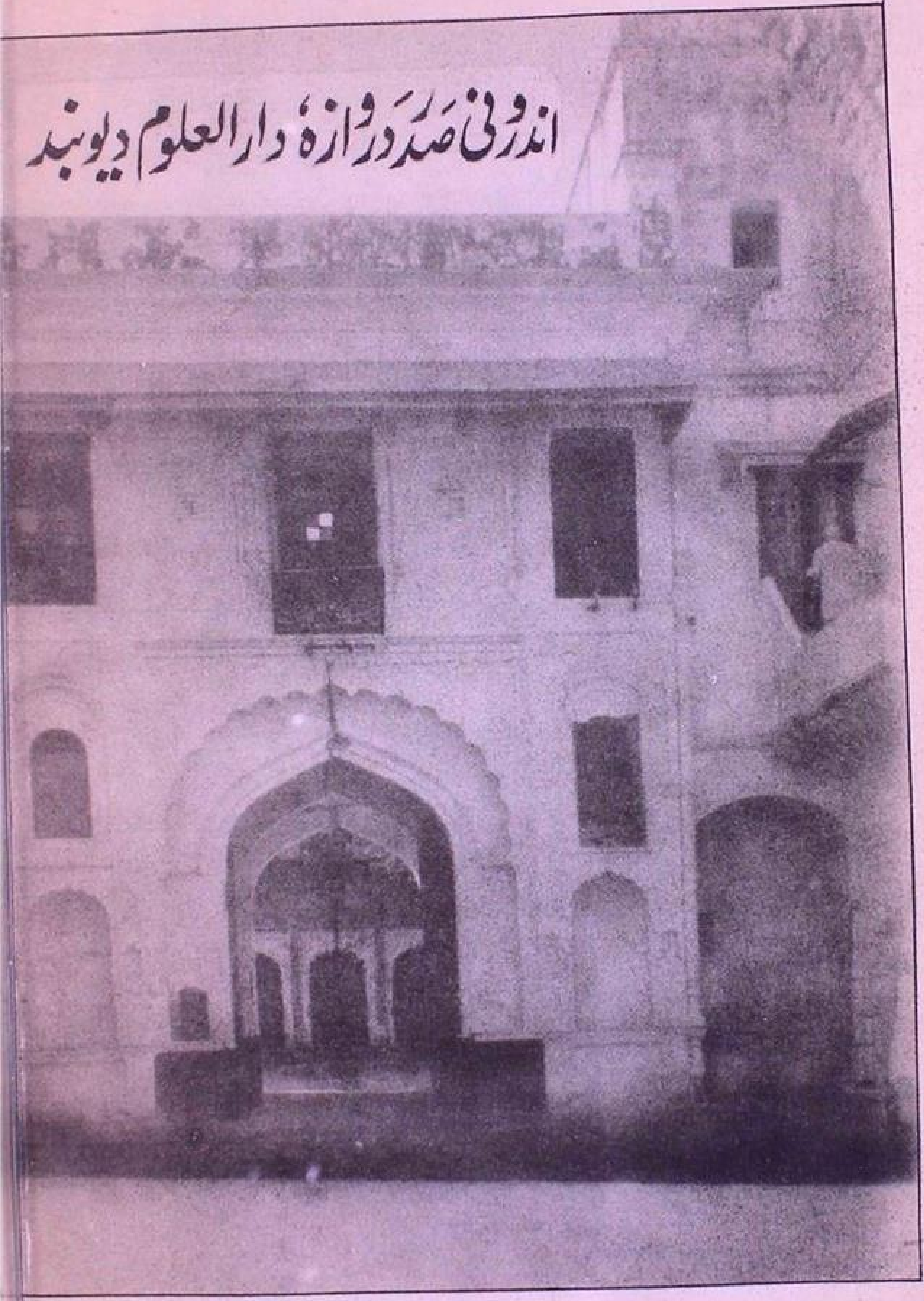
کچھ وقت گذرنے کے بعد یہ مبارک تجویز عملی صورت میں نمودار ہوئی

اور ۱۵رمحرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰رمئی ۱۸۶۶ء

کو دارالعلوم کی بنار رکھدی گئی

بنار رکھنے کی تفصیلات سوانح قاسمی میں ملیں گی۔ اس بنار میں خصوصیت سے حضرت حاجی سید عابد حسین صاحب قدس سرہٗ۔ حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مولٰنا فضل الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ قابلِ ذکر ہیں، جن کا ہاتھ ابتداہی سے تاسیسِ مدرسہ میں تھا۔ یہ حضرات خصوصیت سے حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے دست و بازو رہے ہیں اور بنار مدرسہ کے بعد بھی اس کی ذمہ دار مجلس کے رکن رکین کی حیثیت سے مدرسہ کے تمام امور میں عملاً شریک رہے ہیں، بعد میں حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس خیر کے رکن رکین ہوئے اور بالآخر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد و ایماپر دارالعلوم کے عہدۂ اہتمام پر فائز ہوئے اور آپ کا عہد اہتمام خیر و برکت کا سرچشمہ ثابت ہوا۔ دارالعلوم کی معنوی بنار کے لئے تو حضرت نانوتوی قدس سرہٗ نے آٹھ اصول تحریر فرمائے۔ جو اس ادارہ میں تمام قوانین کے لئے اساس و بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ اصول عملی تجویز فرمائے جو اس ادارہ کے نظم و انتظام کی اساس و بنیاد ہیں۔ دونوں بزرگوں کے اصولِ ہشتگانہ درجِ ذیل ہیں جو اس دارالعلوم کی حکمت علمی اور نظم و انتظام کی اساس ہیں۔


بابُ الظّاہِر



اندرونی صدر دروازہ دار العلوم دیوبند

اساسی اصول ہشتگانہ

از حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ

بانیٔ دار العلوم دیوبند

(۱) اصل اوّل یہ ہے کہ تامقدور کارکنانِ مدرسہ کی ہمیشہ تکثیر چندہ پر نظر رہے، آپ کوشش کریں اوروں سے کرائیں، خیراندیشانِ مدرسہ کو ہمیشہ یہ بات ملحوظ رہے۔

(۲) ابقاء طعام طلبہ بلکہ افزائش طعام طلبہ میں جس طرح ہو سکے خیراندیشانِ مدرسہ ہمیشہ ساعی رہیں۔

(۳) مشیرانِ مدرسہ کو ہمیشہ یہ بات ملحوظ رہے کہ مدرسہ کی خوبی اور اسلوبی ہو۔ اپنی بات کی پچ نہ کی جائے۔ خدانخواستہ جب اس کی نوبت آئے گی کہ اہل مشورہ کو اپنی مخالفت رائے اور اوروں کی رائے کے موافق ہونا ناگوار ہو تو پھر اس مدرسہ کی بنیاد میں تزلزل آجائے گا۔

القصہ تہ دل سے بروقت مشورہ اور نیز اس کے پس وپیش میں اسلوبیٔ مدرسہ ملحوظ رہے، سخن پروری نہ ہو اور اس لئے ضروری ہے کہ اہلِ مشورہ اظہار رائے میں کسی وجہ سے متامل نہ ہوں اور سامعین بہ نیت نیک اس کو سنیں یعنی یہ خیال رہے کہ اگر دوسرے کی بات سمجھ میں آجائے گی تو اگرچہ ہمارے مخالف ہی کیوں نہ ہو بدل وجان قبول کریں گے اور نیز اسی وجہ سے یہ ضرور ہے کہ مہتمم اُمور مشورہ طلب میں اہلِ مشورہ سے ضرور مشورہ کیا کرے۔ خواہ وہ لوگ ہوں جو ہمیشہ مشیر مدرسہ رہتے ہیں یا کوئی وارد صادر جو علم وعقل رکھتا ہو اور مدرسوں کا خیراندیش ہو۔ اور نیز اسی وجہ سے ضرور ہے کہ اگر اتفاقاً کسی وجہ سے مشورہ کی نوبت نہ آوے اور بقدر ضرورت اہلِ مشورہ کی مقدار معتد بہ سے مشورہ کیا گیا ہو تو پھر وہ شخص اس وجہ سے ناخوش نہ ہو کہ مجھ سے کیوں نہ پوچھا۔ ہاں اگر مہتمم نے کسی سے نہ پوچھا تو پھر ہر اہلِ مشورہ معترض ہو سکتا ہے۔

(۴) یہ بات بہت ضروری ہے کہ مدرسینِ مدرسہ باہم متفق المشرب ہوں اور مثل علمائے روزگار

خود بیں اور دوسروں کے درپئے توہین نہ ہوں۔ خدا نہ خواستہ جب اس کی نوبت آئے گی تو پھر اس مدرسہ کی خیر نہیں۔

(۵) خواندگی مقررہ اسی انداز سے جو پہلے تجویز ہو چکی ہے یا بعد میں کوئی اور انداز مشورہ سے تجویز ہو پوری ہو جایا کرے ورنہ یہ مدرسہ اول تو خوب آباد نہ ہوگا اور اگر ہوگا تو بے فائدہ ہوگا۔

(۶) اس مدرسہ میں جب تک آمدنی کی کوئی سبیل یقینی نہیں جب تک یہ مدرسہ انشاء اللہ بشرط توجہ الی اللہ اسی طرح چلے گا اور اگر کوئی آمدنی ایسی یقینی حاصل ہو گئی جیسے جاگیر یا کارخانہ تجارت یا کسی امیر محکم القول کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف و رجا جو سرمایۂ رجوع الی اللہ ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا اور امداد غیبی موقوف ہو جائے گی اور کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہو جائے گا۔ القصہ آمدنی اور تعمیر وغیرہ میں ایک نوع کی بے سروسامانی رہے۔

(۷) سرکار کی شرکت اور امراء کی شرکت بھی زیادہ مضر معلوم ہوتی ہے۔

(۸) تا مقدور ایسے لوگوں کا چندہ موجب برکت معلوم ہوتا ہے جن کو اپنے چندے سے امید ناموری نہ ہو بالجملہ حسنِ نیّت اہلِ چندہ زیادہ پائیداری کا سامان معلوم ہوتا ہے۔

انتظامی اصول ہشتگانہ

از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم دوم دار العلوم دیوبند

(۱) ہر کارخانہ کے امور جزئیہ کی بنا ایک شخص کی رائے پر رہنی چاہیئے۔ اسی قاعدہ پر اس کارخانہ کے امور جزئیہ کے انجام میں کسی صاحب کو اہل مشورہ میں سے دخل نہ ہو الا مشورہ اور رائے کہ وہ اپنے موقع پر اظہار فرما دیں جیسا اہل شوریٰ حل کر پسند کریں۔

(۲) امور جزئیہ میں جو کوئی صاحب بندہ کے مددگار ہوں گے یا اچھا مشورہ دیں گے بندہ ان کا

مشکور ہو گا مگر انجام ان کا موقوف بندہ ہی کی رائے پر رہنا چاہیئے۔

(۳) جس کسی صاحب کو، خواہ اہل شوریٰ خواہ اور عام خلق، کوئی امر قابلِ اعتراض معلوم ہو تو، مہتمم سے مزاحمت نہیں جلسۂ شوریٰ میں پیش کر کے اس کو طے کرالیں اور جیسا قرار پائے اس کے انجام پر مہتمم کو عذر نہ ہو گا۔

(۴) مشورہ کے جلسے جب کبھی ہوں بے حاضری مہتمم نہ ہوں گے اگرچہ اس کی ہی کسی بات پر خوردہ ہو۔ اور یوں اہل شوریٰ کو اختیار اعتراض کا ہر وقت ہے اور مہتمم کو موقع جواب کا۔

(۵) مہتمم اگر اہل شوریٰ کے اجتماع تک کسی امر ضروری کے انجام پر انتظار نہ کر سکے تو بذریعہ خط سب صاحبوں کو اطلاع دے گا اور اس ضروری امر کو سب صاحبوں کو قبول کرنا ہو گا!

(۶) آمدنی مدرسہ کی مہتمم کے ہاتھ میں رہے گی کیوں کہ صرف ضروریہ کے لئے کسی قدر روپیہ مہتمم کے ہاتھ میں رہنا ضروری ہے حاجت ضروری سے زیادہ روپیہ جب جمع ہو جایا کرے گا تو خزانچی کے پاس جمع کر دیا جائے گا۔

(۷) ہر روز وقت مقررۂ مدرسہ پر مہتمم مدرسہ میں جایا کرے گا اور اسی وقت میں امور متعلقۂ مدرسہ کو انجام دیا کرے گا۔

(۸) مناسب ہے کہ سب اہل شوریٰ مل کر اپنے دستخط اس معروضہ پر فرما دیں کہ مہتمم کو جائے سند رہے۔

دستخط۔ العبد محمد قاسم۔ دستخط العبد ذوالفقار علی۔ دستخط العبد محمد عابد۔ (تحریر ۳ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ)

دارالعلوم کی تاسیس اور پیشین گوئیاں

دیوبند کی ایک چھوٹی سی مسجد میں جسے چھتہ کی مسجد کہتے ہیں۔ ایک انار کا درخت ہے۔ اسی درخت کے نیچے سے آب حیات کا یہ چشمہ پھوٹا اور اسی چشمہ نے ایک طرف تو دین کے چمن کی آبیاری شروع کردی اور دوسری طرف اسکی تیز و تند رو نے شرک، بدعت، فطرت پرستی، الحاد و دہریت، اور

آزادیٔ فکر کے اُن خس وخاشاک کو بھی بہانا اور راستہ سے ہٹانا شروع کر دیا جنھوں نے مسلمانوں کے قلوب میں جڑ پکڑ کر انھیں یہ روزِ بد دکھایا تھا۔ بانیٔ دارالعلوم کا یہ خواب کہ "میں خانۂ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور میرے ہاتھوں اور پیروں کی دسوں انگلیوں سے نہریں جاری ہیں اور اطرافِ عالم میں پھیل رہی ہیں"۔ پورا ہوا اور مشرق و مغرب میں علوم نبوت کے چشمے جاری ہونے کی راہ ہموار ہو گئی۔ دارالعلوم کے مہتمم ثانی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مہاجر مدنی قدس سرہٗ کا یہ خواب کہ "علومِ دینیہ کی چابیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں"۔ خواب ہی نہ رہا بلکہ حقیقت کے لباس میں جلوہ گر ہو گیا۔

اور اس مدرسہ کے ذریعہ ان چابیوں نے اُن قلوب کے تالے کھول دیئے جو علم کا ظرف تھے، یا ظرف بننے والے تھے جن سے علم کے سوتے ہر طرف سے پھوٹنے لگے اور چند نفوس قدسیہ کا علم آن کی آن میں ہزارہا علما کا علم ہو گیا۔ حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ دیوبند سے گذرتے ہوئے جب اس مقام پر پہونچے تھے جہاں دارالعلوم کی عمارت کھڑی ہوئی ہے تو فرمایا تھا کہ "مجھے اس جگہ سے علم کی بو آتی ہے"۔ پس وہ خوشبو جس کو سید صاحبؒ کی رُوحانی قوت شامہ نے سونگھا تھا ایک سدا بہار گلاب کے پھول، بلکہ گلاب آفریں درخت کی شکل میں آ گئی جس سے ہزاروں پھول کھلے اور ہندوستان کا اُجڑا ہوا چمن تختۂ گلاب بن گیا کسے معلوم تھا کہ یہ خوشبو بیج بنے گی، بیج سے کلی کھلے گی، شگفتہ کلی سے پھول بنے گی، پھول سے گلدستہ بنے گی اور اس گلدستہ کی خوشبو سے سارا عالم انسانی مہک اُٹھے گا اور کسے پتہ تھا کہ ایشیا کی فضا میں مغربی استعماریت کے جو جراثیم پھیلے ہوئے ہیں وہ اس کی جراثیم کش مہک سے آپ ہی اپنی موت مرنے شروع ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس وقت کے برطانوی ہند میں نئی فاتح قوم (انگریز) کو فکر تھی کہ ہندوستان کے دل و دماغ کو یورپین سانچوں میں کس طرح ڈھالا جائے جس سے برطانویت اس ملک میں جڑ پکڑ سکے۔

ظاہر ہے کہ دل و دماغ کے بدل دینے کا واحد ذریعہ تعلیم ہو سکتی تھی۔ جس نے ہمیشہ اُن سانچوں میں دلوں اور دماغوں کو ڈھالا ہے جن کو لے کر تعلیم آگے آئی ہے اس لئے ہندوستان کو فرنگی رنگ میں ڈھالنے کے لئے لارڈ میکالے نے تعلیم کی اسکیم پیش کی اور وہ اسکولی اور کالجی تعلیم کا نقشہ لے کر یورپ سے ہندوستان پہونچا، اور یہ نعرہ بلند کیا کہ "ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا ہے جو رنگ اور نسل کے لحاظ سے ہندوستانی

ہوں اور دل و دماغ کے لحاظ سے انگلستانی ہوں۔" یقیناً یہ آوازہ جب کہ ایک فاتح اور برسر اقتدار قوم کی طرف سے اٹھا اور تھا بھی وہ تعلیم کا ـــــ جو بذاتِ خود ایک انقلاب آفریں حربہ ہے تو اُس نے ملک پر ذہنی انقلاب کا خاطر خواہ اثر ڈالا۔ اس تعلیم سے ایسی نسلیں اُبھرنی شروع ہوگئیں جو اپنے گوشت پوست کے لحاظ سے یقیناً ہندوستانی تھیں لیکن اپنے طرزِ فکر اور سوچنے کے ڈھنگ کے اعتبار سے انگریزی جامہ میں نمایاں ہونے لگیں۔ اسی ذہنی مگر خطرناک انقلاب کو دیکھ کر بانیٔ دار العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ نے دار العلوم قایم کر کے اپنے عمل سے یہ نعرہ بلند کیا کہ ـــــ

"ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا ہے جو رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں، اور دل و دماغ کے لحاظ سے اسلامی ہوں ـــــ جن میں اسلامی تہذیب و تمدن کے جذبات بیدار ہوں اور دین و سیاست کے لحاظ سے اُن میں اسلامی شعور زندہ ہو۔ اس کا ثمرہ یہ نکلا کہ مغربیت کے ہمہ گیر اثرات پر بریک لگ گیا اور بات یکطرفہ نہ رہی بلکہ ایک طرف اگر مغربیت شعار افراد نے جنم لینا شروع کر دیا تو دوسری طرف مشرقیت نواز اور اسلامیت طراز جذبہ بھی برابر کے درجہ میں سامنے آنا شروع ہوگیا جس سے یہ خطرہ باقی نہ رہا کہ مغربی سیلاب سارے خشک و تر کو بہالے جائے گا بلکہ اگر اس کی رو کا ریلا بہاؤ پر آئے گا تو ایسے بند بھی باندھ دیئے گئے ہیں جو اُسے آزادی سے آگے نہ بڑھنے دیں گے۔ بہر حال وہ ساعت محمود آگئی کہ مدرسہ کا آغاز ہوا اور اُس کی یہ تعمیر و دفاع کی ملی جلی تعلیم عملاً ساحت وجود پر آگئی۔ ملا محمودؒ دیوبندی نے رجوع حضرت بانیٔ دار العلوم کے امر پر مدرسہ دیوبند کا یہ تعلیمی منصوبہ جاری کرنے کے لئے بحیثیت مدرس میرٹھ سے دیوبند تشریف لائے) .... اپنے سامنے ایک شاگرد کو (کہ اُن کا نام بھی محمود ہی تھا اور آخر کار شیخ الہند مولانا محمود حسن کے لقب سے دنیا میں مشہور ہوئے) بٹھا کر کسی عمارت میں نہیں جو مدرسہ کے نام سے بنائی گئی ہو بلکہ چھتہ کی مسجد کے کھلے صحن میں ایک انار کے درخت کے سایہ میں بیٹھ کر اس مشہور عالم درسگاہ دار العلوم دیوبند کا افتتاح کر دیا۔ نہ کوئی مظاہرہ تھا نہ شہرت پسندی کار روکار اور جذبہ نہ نام و نمود کی تڑپ تھی اور نہ پوسٹر و اشتہارات کی بھرمار۔ بس ایک شاگرد اور ایک اُستاد۔ شاگرد بھی محمود اور اُستاد بھی محمود۔ دو نفر سے یہ لاکھوں کے ایمانوں کی حفاظت کی اسکیم معرض وجود میں آگئی۔ سادگی اور ندرت

ایمان کا دور دورہ شروع ہو گیا جو سنت نبوی اور اتباع سلف کی روح ہے۔ مقصد نہ ترفہ تھا نہ تنعم، نہ تعیش نہ تزین نہ تفاخر نہ تکاثر بلکہ صرف " ما انا علیہ الیوم واصحابی " کا مرقع بنانا اور " علیکم بسنتی الخ " " واتبع سبیل من اناب الی " کی سیدھی راہ کی عملی تصویر کھینچنی تھی اور اس تصویر کشی میں کمال احتیاط و اعتدال بھی پیش نظر تھا کہ صراط مستقیم کے یہ خطوط کہیں اُن بہتر ۷۲ فرقوں کے خطوط سے نہ مل جائیں جنھیں شریعت کی اصطلاح میں سُبُل متفرقہ کہا گیا ہے۔

ہفتاد و دو طریق چہید کے عدد سے ہیں

اپنا ہے وہ طریق کہ باہر حسد سے ہے

اس لئے جامعیت و اعتدال اور دین و دانش کے ملے جلے اندازوں کے ساتھ اس درسگاہ میں تعلیم و تربیت کا خطِ مستقیم کھینچا گیا ———

۳۔ دار العلوم کا سلسلۂ سند و استناد

دار العلوم دیوبند کا سلسلۂ سند حضرت الامام شاہ ولی اللہ صاحب فاروقی قدس سرہٗ العزیز سے گذرتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہونچتا ہے۔ شاہ صاحب اس جماعت دیوبند کے مورثِ اعلیٰ ہیں جن کے مکتب فکر سے اس جماعت کی تشکیل ہوئی۔ حضرتِ ممدوح نے اولاً اس وقت کے ہندوستان کے فلسفیانہ مزاج کو اچھی طرح پرکھا، پھر علوم شریعت کو ایک مخصوص جامع عقل و نقل طرز میں پیش فرمایا۔ جس میں نقل کو عقل کے جامہ میں ملبوس کر کے نمایاں کرنے کا ایک خاص حکیمانہ انداز پنہاں تھا۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ بانیٔ دار العلوم دیوبند نے ولی اللّٰہی سلسلہ کے تلمذ سے اس رنگ کو نہ صرف اپنایا جو انھیں ولی اللّٰہی خاندان سے ورثہ میں ملا تھا بلکہ مزید تنور کے ساتھ اس کے نقش و نگار میں اور رنگ بھرا، اور وہی منقولات جو حکمت ولی اللّٰہی میں معقولات کے لباس میں جلوہ گر تھے حکمتِ قاسمیہ میں محسوسات کے لباس میں جلوہ گر ہو گئے۔ پھر آپ کے سہل ممتنع انداز بیان نے دین کی انتہائی گہری حقیقتوں کو جو بلا شبہ علم لدُنّی کے خزانہ سے ان پر بالہامِ غیب منکشف ہوئیں، استدلالی اور لمیاتی رنگ میں آج کی خوگر محسوس یا حس پرست دنیا کے سامنے پیش کر دیا اور ساتھ ہی اس خاص مکتب فکر کو جو ایک خاص طبقہ

کا سرمایہ اور خاص حلقہ تک محدود تھا، دار العلوم دیوبند جیسے ہمہ گیر ادارہ کے ذریعہ ساری اسلامی دنیا میں پھیلا دیا اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ولی اللٰہی مکتب فکر کے تحت دیوبندیت درحقیقت قاسمیت یا قاسمی طرزِ فکر کا نام ہے۔

حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اس دار العلوم کے سرپرست ثانی قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نے قاسمی طرزِ فکر کے ساتھ دار العلوم کی تعلیمات میں فقہی رنگ بھرا جس سے اصول پسندی کے ساتھ فروعِ فقہیہ اور جزئیاتی تربیت کا قوام بھی پیدا ہو اور اس طرح فقہ اور فقہا کے سرمایہ کا بھی اس میراث میں اضافہ ہو گیا ـــــ!

ان دونوں بزرگوں کی وفات کے بعد دار العلوم کے اولین صدر مدرس جامع العلوم اور شاہ عبدالعزیز ثانی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب قدس سرہٗ نے جو حضرت بانیٔ دار العلوم سے سلسلۂ تلمذ بھی رکھتے تھے دار العلوم کی تعلیمات میں عاشقانہ، والہانہ اور مجذوبانہ جذبات کا رنگ بھرا۔ جس سے یہ صہبائے دیانت سہ آتشہ ہو گئی۔

آپ کے وصال کے بعد دار العلوم دیوبند کے سرپرست ثالث شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند جو حضرت بانیٔ دار العلوم قدس سرہٗ کے تلمیذ خاص بلکہ علم وعمل میں نمونۂ خاص تھے ان تمام الوان علوم کے محافظ ہوئے اور انہوں نے چالیس سال دار العلوم کی صدارت تدریس کی لائن سے علوم وفنون کو تمام منطقہ ہائے اسلامی میں پھیلایا اور ہزار ہا تشنگانِ علوم ان کے دریائے علم سے سیراب ہو کر اطراف میں پھیل گئے، اس لحاظ سے یوں سمجھنا چاہیے کہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ جماعت دار العلوم کے جد امجد ہیں۔ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ جدّ قریب، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ اخ الجد اور حضرت شیخ الہندؒ بمنزلہ پدر بزرگوار ہیں۔

۴۔ دار العلوم کا مسلک

علمی حیثیت سے یہ ولی اللٰہی جماعت مسلکاً اہل السنت والجماعت ہے جس کی بنیاد کتاب وسنت اور اجماع وقیاس پر قائم ہے اُس کے نزدیک تمام مسائل میں اوّلین درجہ نقل وروایت اور آثارِ سلف کو حاصل ہے جس پر پورے دین کی عمارت

کھڑی ہوئی ہے اس کے یہاں کتاب و سنت کی مرادات اقوال سلف اور اُن کے متوارث مذاق کی حدُود میں محدود رہ کر محض قوت مطالعہ سے نہیں بلکہ اساتذہ اور شیوخ کی صحبت و ملازمت اور تعلیم و تربیت ہی سے متعین ہو سکتی ہیں اسی کے ساتھ عقل و درایت اور تفقہ فی الدّین بھی اس کے نزدیک فہم کتاب و سنت کا ایک بڑا اہم جزو ہے، وہ روایات کے مجموعہ سے حنفی فقہ کی روشنی میں شارع علیہ السلام کی غرض و غایت کو سامنے رکھ کر تمام روایات کو اسی کے ساتھ وابستہ کرتا ہے اور سب کو درجہ بدرجہ اپنے اپنے محل پر اس طرح چسپاں کرتا ہے کہ وہ ایک ہی زنجیر کی کڑیاں دکھائی دیں اس لئے جمع بین الروایات اور تعارض کے وقت تطبیق احادیث اس کا خاص اصول ہے۔ جس کا منشا یہ ہے کہ وہ کسی ضعیف سے ضعیف روایت کو بھی چھوڑنا اور ترک کر دینا نہیں چاہتا جب تک کہ وہ قابل احتجاج ہو اسی بنا پر اس جماعت کی نگاہ میں نصوصِ شرعیہ میں کہیں تعارض اور اختلاف نہیں محسوس ہوتا بلکہ سارے کا سارا دین تعارض اور اختلاف سے مبرّا رہ کر ایک ایسا گلدستہ دکھائی دیتا ہے جس میں ہر رنگ کے علمی و عملی پھول اپنے اپنے موقع پر کھلے ہوئے نظر آتے ہیں، اسی کے ساتھ بطریق اہل سلوک جو رسمیات اور رواجوں اور نمائشی حال و قال سے بیزار اور بری ہے۔ تزکیۂ نفس اور اصلاح باطن بھی اس کے مسلک میں ضروری ہے۔ اس نے اپنے منتسبین کو علم کی رفعتوں سے بھی نوازا اور عبدیت و تواضع جیسے انسانی اخلاق سے بھی مزین کیا اور اس جماعت کے افراد ایک طرف علمی وقار، استغناء (علمی حیثیت سے) اور غنائے نفس (اخلاقی حیثیت سے) کی بلندیوں پر فائز ہوئے وہیں فروتنی، خاکساری اور ایثار و زہد کے متواضعانہ جذبات سے بھی بھرپور ہوئے نہ رعونت اور کبر و نخوت کا شکار ہوئے اور نہ ذلتِ نفس اور مسکنت میں گرفتار۔ وہ جہاں علم و اخلاق کی بلندیوں پر پہونچ کر عوام سے اونچے دکھائی دینے لگے وہیں عجز و نیاز، تواضع و فروتنی اور لاامتیازی کے جوہروں سے مزیّن ہو کر عوام میں ملے جلے اور "خادم من الناس" بھی رہے۔ جہاں مجاہدہ و مراقبہ سے خلوت پسند ہوئے وہیں مجاہدانہ اور غازیانہ اسپرٹ نیز قومی خدمت کے جذبات سے جلوہ آرا بھی ثابت ہوئے غرض علم و اخلاق، خلوت و جلوت اور مجاہدہ و جہاد کے مخلوط جذبات و دواعی سے ہر دائرۂ دین میں اعتدال اور میانہ روی ان کے مسلک کی امتیازی شان بن گئی۔ جو علوم کی جامعیت اور اخلاق کے اعتدال

کا قدرتی ثمرہ ہے اسی لئے اُن کے یہاں محدّث ہونے کے معنیٰ فقیہ سے لڑنے یا فقیہ ہونے کے معنیٰ محدّث سے بیزار ہو جانے یا نسبتِ احسانی (تصوّف پسندی) کے معنی متکلم دشمنی یا علم کلام کی حذاقت کے معنی تصوف بیزاری کے نہیں، بلکہ اس کے جامع مسلک کے تحت اس تعلیم گاہ کا فاضل درجہ بدرجہ بیک وقت محدّث، فقیہ، مفسر، مفتی، متکلم، صُوفی (مُحسن) اور حکیم و مربّی ثابت ہوا جس میں زہد و قناعت کے ساتھ عدم تقشف، حیا و انکسار کے ساتھ عدم مداہنت، رأفت و رحمت کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، قلبی یکسوئی کے ساتھ قومی خدمت اور خلوت در انجمن کے ملے جلے جذبات راسخ ہو گئے، اِدھر علم و فن اور تمام ارباب علوم و فنون کے بارے میں اعتدال پسندی اور حقوق شناسی نیز ادائیگی حقوق کے جذبات ان میں بطور جوہر نفس پیوست ہو گئے۔ بنا بریں دینی شعبوں کے تمام اربابِ فضل و کمال اور راسخین فی العلم خواہ محدّثین ہوں یا فقہاء، صوفیا ہوں یا عرفاء، متکلمین ہوں یا اصولین، امراء اسلام ہوں یا خلفا اس کے نزدیک سب واجب الاحترام، اور واجب العقیدت ہیں اس لئے جذباتی رنگ سے کسی طبقہ کو بڑھانا اور کسی کو گرانا یا مدح و ذم میں حدود شرعیہ سے بے پروا ہو جانا اس کا مسلک نہیں۔ اس جامع طریق سے دار العلوم نے اپنی علمی خدمات سے (شمال میں) سائبیریا سے لیکر (جنوب میں) سماٹرا اور جاوا تک اور مشرق میں برما سے لیکر مغربی سمتوں میں عرب اور افریقہ تک علوم نبویہ کی روشنی پھیلا دی جس سے پاکیزہ اخلاق کی شاہراہیں صاف نظر آنے لگیں دوسری طرف سیاسی خدمات سے بھی اس کے فضلاء نے کسی وقت بھی پہلو تہی نہیں کی حتیٰ کہ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک اس جماعت کے افراد نے اپنے اپنے رنگ میں بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کیں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں، کسی وقت بھی ان بزرگوں کی سیاسی اور مجاہدانہ خدمات پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا بالخصوص تیرھویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مغلیہ حکومت کے زوال کی ساعتوں میں خصوصیت سے حضرت شیخ المشائخ مولانا حاجی محمد امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کی سرپرستی میں ان کے اِن دو مریدانِ خاص حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ اور ان کے منتسبین اور متوسلین کی مساعیٔ انقلاب، جہادی اقدامات اور حریت و استقلال ملی کی فداکارانہ جد و جہد اور گرفتاریوں کے وارنٹ پر ان کی قید و بند وغیرہ وہ تاریخی حقائق ہیں جو نہ جھٹلائی جا سکتی ہیں نہ بھلائی جا سکتی ہیں جو لوگ ان حالات پر محض اس لئے

پردہ ڈالنا چاہتے ہیں کہ وہ خود اس راہِ سرفروشی میں قبول نہیں کئے گئے تو اس سے خود ان ہی کی نامقبولیت میں اضافہ ہوگا۔ اس بارہ میں ہندوستان کی تاریخ سے باخبر اور ارباب تحقیق کے نزدیک ایسی تحریریں خواہ وہ کسی دیوبندی النسبت کی ہوں یا غیر دیوبندی کی جن سے ان بزرگوں کی ان جہادی خدمات کی نفی ہوتی ہو لایعبأبہ اور قطعاً ناقابلِ التفات ہیں۔ اگر حسنِ ظن سے کام لیا جائے تو ان تحریرات کی زیادہ سے زیادہ توجیہ صرف یہ کی جاسکتی ہے کہ ایسی تحریریں وقت کے مرعوب کن عوامل کے نتیجہ میں محض ذاتی حد تک حزم واحتیاط کا مظاہرہ ہیں۔ ورنہ تاریخی اور واقعاتی شواہد کے پیشِ نظر نہ ان کی کوئی اہمیت ہے نہ وہ قابلِ التفات ہیں۔ ان خدمات کا سلسلہ مسلسل آگے تک بھی چلا اور انہیں متوارث جذبات کے ساتھ ان بزرگوں کے اخلاف رشید بھی سرفروشانہ انداز سے قومی اور ملی خدمات کے سلسلہ میں آگے آتے رہے خواہ وہ تحریکِ خلافت ہو یا استخلاص وطن اور بر وقت انقلابی اقدامات میں اپنے منصب کے عین مطابق حصّہ لیا۔ مختصر یہ کہ علم واخلاق کی جامعیت اس جماعت کا طرۂ امتیاز رہا اور وسعت نظری روشن ضمیری، اور رواداری کے ساتھ دین وملّت اور قوم ووطن کی خدمت اس کا مخصوص شعار، لیکن ان تمام شعبہ ہائے زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت اس جماعت میں مسئلہ تعلیم کو حاصل رہی کیونکہ جب کہ یہ تمام شعبے علم ہی کی روشنی میں صحیح طریق پر بروئے کار آسکتے تھے۔ اور اسی پہلو کو اس نے نمایاں رکھا۔ اس لئے اس مسلک کی جامعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جامع علم ومعرفت، جامع عقل وعشق، جامع عمل واخلاق، جامع مجاہدہ وجہاد، جامع دیانت وسیاست، جامع روایت ودرایت، جامع خلوت وجلوت، جامع عبادت ومدنیت، جامع حکم وحکمت، جامع ظاہر وباطن اور جامع حال وقال ہے۔

اس مسلک کو جو سلف وخلف کی نسبتوں سے حاصل شدہ ہے اگر اصطلاحی الفاظ میں لایا جائے تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دارالعلوم دیناً مسلم، فرقۃً اہل السنّت والجماعت، مذہباً حنفی، مشرباً صوفی، کلاماً اشعری، سلوکاً چشتی بلکہ جامع سلاسل، فکراً ولی اللّٰہی، اصولاً قاسمی فروعاً رشیدی اور نسبتاً دیوبندی ہے۔

اس سلسلہ میں چونکہ "مسلک دارالعلوم" کے نام سے ہم نے ایک مستقل رسالہ لکھدیا ہے۔ اس لئے اس موقع پر اس کی زیادہ تفصیل کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اس کے بعض جامع جملے اس

تحریریں لے لئے گئے ہیں تفصیلات کے لئے اس رسالہ کی مراجعت کی جاسکتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا مجموعی مذاق اور اس کی تربیت کا رخ

۱۸۵۷ء کے بعد کے دور میں جب کہ مسلمانوں کی شوکت ہندوستان سے پامال ہوچکی تھی اور حالات میں یکسر انقلاب اور تبدیلی آچکی تھی، دارالعلوم نے ان بدلتے ہوئے حالات میں جو سب سے بڑا کام کیا وہ یہ کہ مسلمانوں میں بلحاظِ دین و مذہب اور بلحاظِ معاشرت تبدیلی نہیں ہونے دی کہ وہ حالات کی رَو میں بہ جائیں۔ پختگی اور عزیمت کے ساتھ انہیں اسلامی سادگی اور دینی ثقافت کے زاہدانہ و متوکلانہ اخلاق پر قایم رکھا مگر اس حکمت کے ساتھ کہ عوام کی حد تک اندرونِ حدود جائز توسعات سے گریز نہیں کیا جو بدلتے ہوئے تمدن و معاشرت میں طبعی طور پر ناگزیر تھا مگر خواص کی حد تک دائرہ وسیع نہیں ہونے دیا جس سے عام مسلمانوں میں اسلامی مدنیت کا سادہ نقشہ قایم رہا اور جدید تمدن و معاشرت میں اغیار کی نقالی کا غلبہ نہیں ہوسکا اور اسلامی غیرت و حمیت باقی رہ گئی، مرعوبیت اور احساس کمتری قلوب میں جمنے نہیں پایا ضمیر کی حریت و آزادی کا پورا پورا تحفظ کیا اور اتباعِ اغیار کے بجائے سنّت نبوی کو معیارِ زندگی بنانے کے جذبات قلوب میں اُبھارے جس سے عام تمدن و معاشرت میں پرہیزگاری اور تقویٰ و طہارت کے دواعی اُجاگر رہے۔

بلحاظِ حقیقت یہ سب کچھ اس کا ثمرہ تھا کہ دارالعلوم اور اس کے پروردوں کے مسلک اور زندگی کے معاملات کی اساس و بنیاد فلسفہ اور عقل محض پر نہیں تھی بلکہ انبیا علیہم السلام کے ڈالے ہوئے راستہ پر یعنی...... محبت و عشق پر تھی جو ایمان کا بنیادی جوہر اور غالب عنصر ہے فلسفہ اختراعات اور آزادیٔ فکر کی راہ لے جاتا ہے اور عشق و محبت اتباع و ادب کی راہ چلاتا ہے۔ فلسفہ کی بنیاد چونکہ عقلی اختراعات

پر ہے اس لئے اگلا فلسفی پچھلے فلسفی کی تحمیق اور تغلیط کو اپنا واجبی حق سمجھتا ہے اور نبوّت کی بنیاد چوں کہ وحی اور عشق و محبّت خداوندی پر ہے اس لئے ہر اگلا پیغمبر پچھلے پیغمبر کی تصدیق و محبّت کو جزو ایمان بتاتا ہے۔ اندرونی جذبات کا یہی فرق فلاسفہ اور انبیاء کے متبعین میں بھی ہے۔ پس دارالعلوم کے طرز تربیت اور تعلیم وتمدّن کا اہم جزو چونکہ وحی الٰہی کے ساتھ ہمہ وقتی شغل واشتغال اور قال اللہ وقال الرسول ہی کا تمام تر مشغلہ تھا اس لئے طبعی طور پر اس کے حلقوں میں ادب واتّباع اور عشق و محبّت کی بنیادیں استوار ہوئیں اور ان کا اثر اور پر کی تعبیر یعنی دیانت، معاشرت اور عادت وعبادت میں آنا ناگزیر تھا اس لئے اس نے بدلتے ہوئے حالات پر پچھلوں کے نقشِ قدم کو برقرار رکھا اور زمانہ کی رَو میں عوام کو کلیۃً بہنے نہیں دیا اور اس کی اس عزیمت کی عظمت دوستوں اور مخالفوں سب نے تسلیم کی۔

لیکن جن بزرگوں نے اس دور میں اپنے حسن نیّت اور اخلاص سے ہندوستانی مسلمانوں کی عزّت نفس اور زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ان کی مادّی سربلندی کے لئے مساعی انجام دیں ان سے کبھی آویزش نہیں کی البتہ ان کے کسی اقدام سے اگر دین یا دینی ذوق اور دین کے کسی عقیدہ وعمل کو متاثر ہوتے دیکھا تو اس کا کھل کر مقابلہ کیا اور اس طرح امکانی حد تک دین میں آزاد فکری، آزاد روشی اور بے قیدی کی مداخلت کے راستے روکے رکھے۔

دارالعلوم کی مجالس

دارالعلوم میں تین ذمہ دار مجالس ہیں۔

(۱) مجلس شوریٰ۔

(۲) مجلس عاملہ۔

(۳) مجلس علمیہ۔

۱۔ مجلس شوریٰ۔ یہ مجلس دارالعلوم کی سب سے بڑی بااختیار مجلس ہے۔ دارالعلوم کا

تمام نظم ونسق اسی جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی جملہ تجاویز دربارہ انتظام وتعلیم قطعی اور جملہ کارکنان دارالعلوم کے لئے واجب التعمیل ہوتی ہیں اس مجلس کے ارکان کی تعداد ۲۱ ہے جس میں کم از کم ۱۱ علماء کا ہونا ضروری اور لازمی ہے باقی ارکان مسلمانوں کے دیگر طبقات سے منتخب ہو سکتے ہیں مگر حتی الامکان دو ممبر باشندگانِ دیوبند سے لئے جاتے ہیں۔ مہتمم اور صدر مدرس بحیثیت عہدہ مجلسِ شوریٰ کے رکن رہتے ہیں۔ اس مجلس کے سال میں دو جلسے ہوتے ہیں، ایک محرم میں دوسرا رجب میں۔ اس مجلس کا کورم ساتؑ ہوتا ہے۔

۲۔ **مجلس عاملہ** ۔ یہ مجلس مجلس شوریٰ کے ماتحت ایک مستقل مجلس ہے۔ جو مجلس شوریٰ کے فیصلوں اور منظور کردہ تجاویز کے عملدرآمد کے سلسلہ میں ذمہ داروں کے طریق عمل پر نظر رکھتی ہے۔ نظم وتعلیم اور دفاتر کے حسابات کی اور کارکردگی کی نگرانی اس کے ذمہ ہے۔ اس مجلس کے ارکان کی تعداد نو ہے۔ مہتمم اور صدر مدرس باعتبار عہدہ اس کے مستقل رکن ہوتے ہیں، بقیہ ساتؑ ممبر مجلس شوریٰ کے ارکان میں سے منتخب کئے جاتے ہیں، اس مجلس کا انتخاب سالانہ ہوتا ہے۔ مجلس عاملہ کے سال بھر میں چار جلسے ہوتے ہیں۔ پہلا ربیع الاوّل میں، دوسرا جمادی الاوّل میں، تیسرا شعبان میں اور چوتھا ذیقعدہ میں مجلس عاملہ کا کورم پانچؑ ہے۔

۳۔ **مجلس علمیہ** ۔ تمام درجات عربی، فارسی، اُردو دینیات اور تجوید وغیرہ کے تعلیمی کاموں میں صدر المدرسین کو مشورہ دینے کے لئے ایک مجلس ہے، جس کا نام مجلس علمیہ ہے۔ اس کے ممبران میں صدر المدرسین، مہتمم دارالعلوم اور اساتذۂ طبقۂ اعلیٰ شامل ہیں۔

دارالعلوم کے شعبہ جات

دارُالعلوم دیوبند کے شعبہ جات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

(ا) تعلیمی شعبہ جات (ب) انتظامی شعبہ جات (ج) مالی شعبہ جات

(ا) تعلیمی شعبہ جات کے ماتحت حسب ذیل شعبہ جات آجاتے ہیں۔

(۱) شعبۂ تعلیم عربی :۔ اس میں میزان الصرف سے لے کر دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہوتی ہے اگرچہ کتابیں تقریباً سب عربی میں ہیں مگر ذریعۂ تعلیم اُردو زبان ہے اس شعبہ کا نصاب نو سال کا ہے۔

(۲) شعبۂ تعلیم فارسی :۔ اس شعبہ میں زبان فارسی کی تعلیم ابتدا سے لے کر مثنوی مولانائے روم تک ...... ہوتی ہے۔ یہاں بھی ذریعۂ تعلیم اُردو زبان ہے۔ فارسی زبان کے علاوہ حساب، اقلیدس، جغرافیہ، ہندی اور تاریخ وغیرہ بھی نصاب میں داخل ہے، اس شعبہ کا نصاب ۵ سال کا ہے۔

(۳) شعبۂ تجوید و قراءۃ :۔ اس شعبہ میں تمام طلبہ کو لازمی مضمون کے طور پر پارۂ عمّ کی مشق قواعد تجوید کے ماتحت کرائی جاتی ہے جس کے بغیر طالب علم کو سند الفراغ نہیں دی جاتی اور جو طلبہ باقاعدہ فن تجوید کی تعلیم حاصل کرنا چاہیں انھیں تجوید کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور عملی مشق بھی کرائی جاتی ہے اور تکمیل کے بعد اس درجہ کی مستقل سند بھی دی جاتی ہے

(۴) شعبۂ تعلیم قرآن شریف حفظ :۔ اس شعبہ میں جو طلبہ قرآن شریف حفظ کرنا چاہتے ہیں انھیں حفظ کرایا جاتا ہے۔

(۵) شعبہ ابتدائی دینیات و تعلیم قرآن شریف ناظرہ :۔ اس شعبہ میں چھوٹے بچوں کو قرآن شریف ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ اُردو زبان، دینیات، ہندی، حساب، جغرافیہ اور تاریخ وغیرہ مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ اس شعبہ کا نصاب ۴ سال کا ہے۔

(۶) صفّ عربی :۔ اس شعبہ میں طلبہ کو جدید عربی میں تقریر و تحریر کی مشق کرائی جاتی ہے۔

(۷) صفّ انگریزی :۔ اس شعبہ میں طلبہ کو انگریزی زبان پڑھانے کا انتظام کیا گیا ہے جس کے تحت وہ دینی علوم و مسائل کی انگریزی زبان میں تبلیغ کر سکیں۔

(۸) شعبہ خوش نویسی :۔ اس شعبہ میں تمام طلبہ کو خوشنویسی کی مشق کرائی جاتی ہے۔ اس شعبہ کے دو درجہ ہیں۔ ایک درجہ محض خط کی صفائی کا ہے تاکہ طالب علم بدخطی کے عیب سے محفوظ ہو جائے اور دوسرا درجہ فن کتابت کی فنی تکمیل کا ہے جس کے لئے طلباء کو وظائف بھی دئے جاتے ہیں۔ اور اس درجہ کی مدت نصاب پوری کر کے اس فن کی سند کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جو طلبہ فن کتابت سیکھنا چاہتے ہیں انھیں کتابت (اُردو و عربی رسم خط) سکھا کر تکمیل کرادی جاتی ہے یہ درجہ لازمی مضمون کا نہیں ہے۔

(۹) جامعہ طبّیہ :۔ اس شعبہ میں طلبہ کو طب قدیم و جدید مع سرجری وغیرہ پڑھائی جاتی ہے اور اس کی تکمیل پر باقاعدہ سند دی جاتی ہے جو گورنمنٹ کی جانب سے منظور شدہ ہے۔

(۱۰) دارالصنائع :۔ اس شعبہ میں طلبہ کو ابتدائی درجہ کی کچھ دستکاریاں سکھائی جاتی ہیں۔ جیسے لیدر ورک (سوٹ کیس، بٹوے، ہولڈال وغیرہ) نیز خیاطی، اور جلد سازی کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ ایک طالب علم ضرورت کے وقت کسب معاش سے عاری نہ رہے۔

(۱۱) شعبۂ مطالعۂ علوم قرآنی :۔ اس شعبہ میں قرآن پاک پر ریسرچ کا انتظام ہے۔

(۱۲) شعبہ تعلیم الافتاء :۔ منتخب طلبہ کو فتویٰ نویسی کی مشق کرانے کے لئے یہ شعبہ دارالافتاء کی نگرانی میں قائم ہے جس میں ہر سال اعلیٰ استعداد کے طلبہ کی ایک مختصر جماعت افتاء نویسی کے لئے منتخب کی جاتی ہے جس کے لئے ایک کمیٹی زیر صدارت مہتمم دارالعلوم انتخاب کا کام سالانہ انجام دیتی ہے اور فارغ شدہ طلبہ کو افتاء کی سند دی جاتی ہے

(۱۳) مجلس معارف القرآن (اکیڈمی قرآن عظیم) یہ ایک تصنیفی ادارہ ہے جو اپنے نظم اور کاموں میں مستقل اور آزاد ہے مگر دارالعلوم کی سرپرستی قائم ہے اور دارالعلوم ہی کا ادارہ ہے جو محمد طیب مہتمم دارالعلوم کی صدارت میں کام کرتا ہے اس کی مجلس منتظمہ الگ ہے۔ اس ادارہ کا مقصد قرآنی علوم کی

ریسرچ اور تحقیق کے ساتھ وقت کے الجھے ہوئے مسائل کو قرآن حکیم کی روشنی میں حل کر کے اس طرح پیش کرنا ہے کہ قرآن حکیم دنیا کا رہنما اور امام ثابت ہو اور دنیا کو قرآن حکیم سے روشنی حاصل کرنے کی رغبت اور امنگ پیدا ہو۔

(۱۴) دارالافتاء :۔ اس شعبہ سے ملک و بیرونِ ملک سے آنے والے سوالات پر فتوے دئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ درحقیقت اسلامی عدلیہ کا شعبہ ہے جس کے ماتحت مسلمانوں کا پرسنل لا، ان کے ذاتی خانگی اور اجتماعی معاملات میں ان کے سامنے رکھا جاتا ہے جس سے اسلامی قانون بڑی حد تک محفوظ ہے۔ اوپر کے شعبے تعلیم خواص کے ہیں اور یہ شعبہ تعلیم عوام کا ہے جو گھر بیٹھے انھیں دی جاتی ہے۔

(ب) انتظامی شعبہ جات انتظامی شعبہ جات کے ماتحت حسب ذیل شعبہ جات آتے ہیں۔

(۱) کتب خانہ :۔ اس شعبہ میں درسی، غیر درسی کتب اور مخطوطات کے عظیم ذخیرے محفوظ ہیں۔ جن میں سے تمام طلبہ و مدرسین کو مفت کتابیں دی جاتی ہیں اور باہر سے جو حضرات ریسرچ اور تحقیق کرنے آتے ہیں ان کے لئے مطالعہ کی سہولتیں بہم پہونچائی جاتی ہیں۔

(۲) مطبخ :۔ اس شعبہ میں طلبہ کے لئے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ دو وقت میں تقریباً ۱۰۰۰ طلبہ کا کھانا تیار ہوتا ہے اور مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو مستطیع طلبہ قیمتاً کھانا خریدتے ہیں ان سے کوئی نفع نہیں لیا جاتا بلکہ صرف اصل لاگت وصول کی جاتی ہے۔

(۳) تعمیرات :۔ یہ ایک مستقل شعبہ ہے جس کا کام بارہ مہینے جاری رہتا ہے۔ دارالعلوم کی نئی عمارتوں کی تعمیر اور پرانی عمارتوں کی مرمت وغیرہ اس شعبہ کے وظائف میں داخل ہیں۔

(۴) شعبہ دارالمطالعہ :۔ اس شعبہ میں طلبہ کے مطالعہ کے لئے اخبارات، رسائل اور ضروری کتب کا انتظام ہے جو ایک ذمہ دار کی نگرانی میں ہمہ وقت کھلا رہتا ہے اور مختلف اوقات میں طلبہ مطالعہ کے ذریعہ اپنے علم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

(۵) شعبۂ دارالترتیب :۔ اس شعبہ میں چھوٹی عمر کے طلبہ کی تربیت اور اخلاقی نگرانی کا انتظام ہے۔


ادارہ اہتمام دارالعلوم دیوبند
دفتر اہتمام
دارالعلوم دیوبند


جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند

(۶) **شعبۂ ترتیب فتاویٰ**:۔ اس شعبہ میں دار العلوم کے دار الافتار سے جو فتاویٰ صادر کیے گئے ہیں اور ابتدا سے آج تک ان کا ریکارڈ محفوظ ہے انھیں ترتیب دے کر کتابی صورت میں شائع کیا جاتا ہے جس کے کئی مجلدات اب تک شائع ہو چکے ہیں۔

(۷) **شعبۂ دار الاقامہ**:۔ اس شعبہ کے ذریعہ دار الاقامتوں میں رہنے والے طلبہ کی جائے رہائش کی باقاعدہ تنظیم اور ان کی اخلاقی نگرانی کی جاتی ہے۔

(۸) **شعبۂ تنظیم ابنائے قدیم**:۔ اس شعبہ کے ذریعہ ابتدا سے اب تک جتنے طلبہ فارغ التحصیل ہو کر نکلے ان کی ضلع وار تنظیم کی جاتی ہے اور ان کی خدمات کو جو وہ مختلف دائروں میں انجام دے رہے ہیں بطور ریکارڈ دار العلوم میں محفوظ رکھا جاتا ہے اور شائع کیا جاتا ہے

(۹) **شعبہ برقیات و متفرقات**:۔ اس شعبہ کے ذریعہ دار العلوم میں صفائی، آب رسانی حوائج مہمان خانہ، ضروریات مسجد، احاطوں میں چمن بندی اور پورے دار العلوم میں برقی روشنی وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(۱۰) **محافظ خانہ**:۔ اس شعبہ میں دار العلوم کی ابتدار سے اب تک کے تمام شعبہ جات کا ریکارڈ رکھنے کا انتظام ہے۔

(۱۱) **شعبہ امور خارجہ**:۔ اس شعبہ میں بیرونی طلبہ کے پاسپورٹ و ویزا کے سلسلہ میں ضروری تحفظات واندراجات اور عام طلبائے دار العلوم کے لئے ریلوے کنسیشن فراہم کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(۱۲) **شعبۂ نشریات دار العلوم**:۔ اس شعبہ سے دار العلوم کا ماہوار آرگن "دار العلوم" شائع ہوتا ہے اور دار العلوم کے سلسلہ کے ذمہ دارانہ اعلانات نیز اس کی ضروریات کے اظہار وغیرہ کی نشر و اشاعت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس رسالہ کے علمی و دینی مضامین اور مطبوعات پر تبصرے مقبول عام ہیں۔

(۱۳) **شعبۂ تبلیغ**:۔ اس شعبہ سے ملک کے مختلف حصوں میں مبلغین روانہ کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ اقدامی تبلیغ کے لئے الگ اور عام اصلاحی

جلسوں کے لئے الگ مبلغین نامزد ہیں جو منظم پروگراموں کے ماتحت بھیجے جاتے ہیں۔

(۱۴) **شعبۂ ورزش** :۔ اس شعبہ کا موضوع طلبہ کی جسمانی ورزش کا انتظام ہے تاکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی عام جسمانی تندرستی بھی برقرار رہے۔

(۱۵) **شعبۂ جمعیۃ الطلباء** :۔ یہ طلبائے دارالعلوم کی انجمن ہے جس کے ماتحت رہ کر طلباء تقریر و تحریر اور مناظرہ کی مشق کرتے ہیں۔

(ج) مالی شعبہ جات :۔ مالی شعبہ جات کے ماتحت حسب ذیل شعبہ جات ہیں۔

(۱) **محاسبی** :۔ اس شعبہ کے دفتر میں دارالعلوم کی آمدنی و خرچ کا تفصیلی حساب رکھا جاتا ہے جس کے بنیادی کاغذات، کتاب آمدنی، روزانہ کا کھاتہ اور ماہانہ گوشوارہ ہیں۔ تمام حسابات ہر سال سرکاری آڈیٹروں (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ) سے باضابطہ آڈٹ کرائے جاتے ہیں۔

(۲) **شعبۂ اوقاف** :۔ اس دفتر میں دارالعلوم کے نام جس قدر جائدادیں صحرائی یا سکنائی وقف کی گئی ہیں یا کی جاتی رہتی ہیں ان تمام اوقاف کا تفصیلی حساب رکھا جاتا ہے اور تحصیل و وصول کا ایک منظم دفتر ہے جس کے ذریعہ آمدنی و خرچ اور داد و ستد کا باقاعدہ انتظام رکھا جاتا ہے۔

(۳) **شعبۂ تنظیم و ترقی** :۔ اس شعبہ کے ماتحت تحصیل سرمایہ کے لئے سفراء ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں حلقہ وار پھیل کر دارالعلوم کے لئے چندہ فراہم کرتے ہیں اور مقررہ چندوں کی وصولیابی میں حصہ لیتے ہیں۔

(۴) **ادارۂ اہتمام** :۔ اِن سب پر آخری اور مرکزی ادارہ اہتمام ہے جس سے ہر شعبہ کے بارے میں خواہ تعلیمی ہو... یا مالی و انتظامی تجاویز و احکام نافذ ہوتے ہیں۔

اس طرح دارالعلوم کا نظام ۳۴ شعبوں پر منقسم ہے جن میں سے ہر شعبہ ایک مستقل ادارہ کی صورت رکھتا ہے جس کا عملہ اور ذمہ دار انچارج الگ الگ ہے۔

دار العلوم کا نصابِ تعلیم

دار العلوم کے اصل موضوع اور مقصد کے سلسلہ میں سب سے زیادہ بنیادی اور اساسی چیز دار العلوم کا نصاب تعلیم ہے جس سے یہاں کے فضلاء کا دینی رخ متعین ہوتا ہے، جو ہر تعلیمی شعبہ کا الگ الگ ہے۔ درجات عربیہ کے نصاب میں ۲۲ علوم وفنون داخل ہیں جن میں کچھ علوم عالیہ ہیں جو مقاصد کا درجہ رکھتے ہیں اور کچھ علوم آلیہ ہیں جو علوم عالیہ کے لئے ممد ومعاون یا وسائل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علوم عالیہ: قرآن عظیم، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم عقائد وکلام، علم الاحسان (تصوف) علم الفرائض والمواریث۔

علوم آلیہ:- صرف، نحو، معانی وبیان، ادب عربی، منطق، فلسفہ، عروض وقوافی، مناظرہ، ہیئت، ہندسہ حساب، طب، تجوید وقراءۃ۔

حال ہی میں درجات عربیہ میں بمقتضائے وقت نصاب میں جغرافیہ، تاریخ، مبادیٔ سائنس اور معلومات عامہ کا مزید اضافہ کیا گیا ہے۔

دار العلوم میں درجہ بندی نہیں ہے بلکہ درجات عربیہ کے پورے نصاب کو ۱۱ سال پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک سال کی مقررہ کتابیں ختم کرنے کے بعد طالب علم دوسرے سال کی مقررہ کتابوں کو پڑھتا ہے البتہ اس میں فنون وکتب کی ترتیب پیش نظر رکھی گئی ہے تاکہ تمام علوم وفنون ایک خاص تناسب اور ترتیب کے ساتھ اول سے آخر تک زیر تعلیم آتے رہیں اور طالب علم کو تمام علوم کے ساتھ بیک وقت تدریجی مناسبت پیدا ہوتی رہے جیسا کہ ذیل کے سال وار مرتب نصاب سے واضح ہے۔

درجۂ عربیہ کا گیارہ سالہ نصابِ تعلیم

سال اوّل — صرف (میزان الصرف، منشعب، پنج گنج، علم الصیغہ)
نحو (نحو میر، شرح مأتہ عامل)
عربی ادب (مفید الطالبین)
منطق (صغریٰ، کبریٰ)

سال دوم — صرف (فصول اکبری۔ تا بحث مخارج۔ مراح الارواح)
نحو (ہدایۃ النحو۔ کامل، کافیہ۔ کامل)
عربی ادب (نفحۃ الیمن۔ دو باب، تحریر عربی)
منطق (مرقات، شرح تہذیب۔ تا ضابطہ)
فقہ (نور الایضاح، قدوری)

سال سوم — نحو (شرح جامی بحث فعل و حرف و بحث اسم تا مبنیات
عربی ادب (نفحۃ العرب، تحریر عربی)
منطق (قطبی تصدیقات۔ تا مختلطات)
فلسفہ (ہدیہ سعیدیہ)
فقہ (کنز الدقائق)
اصول فقہ (اصول الشاشی)

سال چہارم — علم معانی و بیان (مختصر المعانی۔ فن اوّل و ثانی، تلخیص المفتاح۔ تمام)
منطق (قطبی تصورات۔ تمام، میر قطبی۔ تا مفہوم)
فقہ (شرح وقایہ۔ تا ختم کتاب العتاق)

اصول فقہ (نور الانوار - تا باب القیاس)
تفسیر (ترجمۂ قرآن شریف - اوّل پندرہ پارے)
تجوید و قرارۃ (مشق پارۂ عم مع فوائد مکیّۃ)

سالِ پنجم —— عربی ادب (مقامات حریری - ۲۰ مقامے، انشاء عربی)
منطق (سلم العلوم)
فقہ (ہدایہ اوّلین - کامل)
اصول فقہ (حسامی تمام)
تفسیر (ترجمۂ قرآن شریف - آخری پندرہ پارے)

سالِ ششم —— تفسیر (جلالین شریف - تمام)
اصول تفسیر (الفوز الکبیر - تمام)
منطق (ملاحسن - تا بحث جنس)
فلسفہ (میبذی - تمام)
علم کلام (مسامرہ - تمام، شرح عقائد نسفی - تمام)
علم الفرائض (سراجی)
اصول افتاء (رسم المفتی)

سالِ ہفتم —— فقہ (ہدایہ اخیرین - تمام)
تفسیر (بیضاوی - سورہ بقرہ ۱½ پارہ)
حدیث (مشکوٰۃ شریف - تمام)
اصول حدیث (شرح نخبۃ الفکر - تمام)
اصول فقہ (توضیح تلویح - تا بحث حقیقت و مجاز)
ہیئت (تصریح - تمام)

سال ہشتم ——— حدیث
(دورۂ حدیث)

{نسائی، ابن ماجہ، ترمذی شریف، بخاری شریف، ابوداؤد شریف، مسلم شریف، شمائل ترمذی، طحاوی شریف، مؤطاء امام مالکؒ، مؤطاء امام محمدؒ۔}

سال نہم ——— تفسیر

دورۂ تفسیر

{بیضاوی شریف تلث اول از ربع ثانی پارہ سیقول تا سورۂ مائدہ
" " تلث ثانی از سورۂ یونس تا سورۂ مریم
" " تلث ثالث از سورۂ ق تا ختم قرآن شریف
ابن کثیر تلث اول از سورۂ آل عمران تا سورۂ یونس
" تلث ثانی از سورۂ رعد تا سورۂ رُوم
" تلث ثالث از سورۂ رُوم تا سورۂ صف}

درجۂ تکمیل — سال اول

ادب عربی {دیوان حماسہ۔ باب الحماسہ و باب المراثی، دیوان متنبّی ——— تا قافیہ عین، سبعہ معلقہ ——— دو معلقہ}

عروض و قوافی (نقطۃ الدائرہ)

علم المعانی (مطوّل۔ تا بحث ما انا قلت)

مناظرہ (رشیدیہ)

منطق {میرزاہد رسالہ۔ تمام، میرزاہد ملا جلال۔ تا بحث موضوع}

فلسفہ {صدرا ——— دو فصل، شمس بازغہ ——— تا بحث واتفاق}

	ہیئت	شرح چغمینی ــــ تا فصل رابع سبع شداد بست باب ــــ تمام
درجۂ تکمیل ــــ سال دوم	اصول فقہ	(مسلم الثبوت)
	ریاضی	خلاصۃ الحساب اقلیدس
	منطق	حمداللہ ــــ تا شرطیات قاضی مبارک، تا ختم امہات المطالب
	علم کلام	خیالی ــــ تا احوال برزخ امور عامہ ــــ تا بحث وجود ذہنی جلالی ــــ تا ختم صفات
	حکمت شرعیہ	عوارف المعارف حجۃ اللہ البالغہ ــــ قسم اوّل

نصاب تعلیم صفِ عربی :۔

صف ابتدائی :۔

درس: کتب عربی المطالعۃ المحمودۃ، المطالعۃ السعودیہ جزو ثالث، المطالعۃ المختارہ، القرآۃ الرشیدہ، الذخیرہ، معلم الانشاء، جزاول، المطالعۃ العربیہ خورد کے انتخابات اور ان کے سلسلہ میں عملی مشق۔

ترجمہ :۔ (اُردو سے عربی اور عربی سے اُردو ترجمہ)

تحریری کام :۔ (رسم الخط کی مشق، املاء، الفاظ کے صحیح تلفظ)

اس درجہ میں درس زیادہ تر اُردو زبان میں ہوتا ہے مگر درس کا کچھ حصہ عربی زبان میں بھی ہوتا ہے۔

اس کی مدت ایک سال ہے۔

صف ثانوی :-

درس { کتب عربی بمدارج الانشار ۔ عربی اخبارات کا انتخاب، الذخیرہ ، معلم الانشار جز دوم وسوم ، المطالعۃ السعودیہ حصۂ خامس وسادس، المطالعۃ العربیہ کلاں کے انتخابات اور ان کے سلسلہ میں عملی مشق ۔ }

انشار (ابتدائی انشار) تقریر، اسلوب بیان ، رقاع ، املار ۔

کتاب محفوظات سے { قواعد نحو، حکم ومواعظ اور ضرب الامثال کو زبانی یاد کرنا، اشعار زبانی یاد کرنا۔ }

اس درجہ میں درس کا نصف حصہ اُردو زبان میں ہوتا ہے اور نصف حصہ عربی زبان میں ۔

اس کی مدت ایک سال ہے۔

صفِ نہائی (آخری) :-

درس { معلم الانشار العربی کلاں مصری۔ عربی زبان کے اخبارات، مضمون نگاری، تقریر۔ سیرت اور مختلف موضوعات پر معلوماتی مطالعہ ۔ }

اس درجہ میں تدریس وتفہیم وغیرہ سب عربی زبان میں ہوتی ہے۔ اس کی مدت بھی ایک سال ہے۔

اس ادارۂ صفِ عربی کے سال وار جلسے اور اجتماعات ہوتے ہیں جس میں طلبہ عربی زبان میں تقریریں کرتے ہیں اور جلسے کے تمام معاملات عربی زبان ہی میں طے کئے جاتے ہیں جس سے طلبہ کا حوصلہ بڑھتا ہے اور وہ نطق کے ساتھ عربی خطابت پر بھی قابو یافتہ ہو جاتے ہیں۔

نصاب درجۂ قراۃ وتجوید

نصاب درجۂ اردو حفص ؒ :- (سال اوّل) مشق حروف تہجی ، مخارج وصفات زبانی یاد کرنا ، جمال القرآن۔ مشق پانچ پارے ۔

نصاب درجۂ اُردو حفص ؒ (سال دوم) معرفۃ الوقوف ، مشق قراۃ ، پچیس پارے ۔

نصاب درجۂ حفصؒ۔ (عربی) مشق حروف تہجی، مخارج وصفات زبانی یاد کرنا۔ فوائد مکیہ۔ جزری
(سال اوّل) خلاصۃ البیان، مشق پارۂ عم بروایۃ حفص رح۔ اجراء پانچ پارے
مع مشق لہجۂ عربیہ۔

نصاب درجۂ حفصؒ۔ (عربی) مشق لہجۂ عربیہ اور قواعد ضروریہ کو پختہ کرانا، اجراء قرآن شریف۔
(سال دوم) پچیس ۲۵ پارے بروایۃ حفصؒ۔

نصاب سبعہ :۔ (عربی) سال اوّل :۔ شاطبیہ، رائیہ، مشق متفرق رکوع
سال دوم :۔ اجراء قراءۃ سبعہ، مشق مختلف رکوع

نصاب عشرہ :۔

(عربی) سال اوّل :۔ طیبہ، مشق متفرق رکوع۔
سال دوم :۔ اجراء قراءۃ عشرہ، مشق متفرق رکوع۔

نصاب تعلیم درجاتِ فارسی وریاضی دارالعلوم دیوبند

درجات فارسی وریاضی میں مدتِ تعلیم پانچ سال رکھی گئی ہے۔ اس شعبہ میں ادب فارسی، قواعد فارسی، قواعد عربی، فقہ اُردو وفارسی، تاریخ اسلام، جغرافیہ، ہندی، حساب واقلیدس آٹھ مضامین زیر تعلیم ہیں۔

درجۂ اول :۔ ادب فارسی واُردو۔ (مفید نامہ۔ قاعدہ تعلیم الاسلام، تعلیم الاسلام حصہ اول ۲، اُردو کی دُوسری کتاب)
قواعد فارسی۔ (حفظ مصادر مع مضارع۔ رسالہ نادر)
تاریخ (تاریخ الاسلام حصہ اول)
ریاضی { ہندسہ سو تک، اعداد د مراتب، جمع تفریق بسیط پہاڑہ ۲۰ × ۱۰ تک
پوا، ادھا۔ دس تک۔ }

تحریری کام (حروف تہجی لکھنا، مرکب جملوں کی مشق، جملوں کا املاء)

درجۂ دوم:- ادب فارسی و اُردو۔ {گلزار دبستاں۔ تمام، کریما مع ترجمہ، اُردو کی تیسری کتاب، تعلیم الاسلام حصہ ۳۔}

قواعد فارسی و اُردو۔ (آمدنامہ۔ رسالہ قواعد اُردو حصہ اوّل۔ تمام)

تحریری کام۔ (اُردو کا املاء، ہفتہ میں ایک یا دو دن خط اور عرضی لکھنے کی مشق)

تاریخ۔ (تاریخ الاسلام ۲ نصف اوّل)

جغرافیہ۔ (اصطلاحات جغرافیہ، جغرافیہ ضلع سہارن پور)

ہندی ادب (قاعدہ ہندی پرائمر)

ریاضی {ضرب بسیط، تقسیم بسیط، تحویل ادنیٰ و اعلیٰ، جمع و تفریق، ضرب و تقسیم مرکب، پونا، سوایا۔}

درجۂ سوم:- ادب فارسی و اُردو۔ {گلستاں۔ چہار باب مع دیباچہ، پند نامۂ عطار۔ تا صفحہ ۳۰، انشار فارغ۔ تمام، تعلیم الاسلام۔ حصۂ چہارم۔}

قواعد فارسی۔ (احسن القواعد۔ تا بیان حروف مرکبہ)

تاریخ۔ (تاریخ الاسلام ۲ نصف ثانی)

جغرافیہ۔ (جغرافیہ صوبۂ متحدہ آگرہ و اودھ)

ہندی ادب (شکشا سوپان۔ پہلی سیڑھی، ہندی لکھنا)

ریاضی {ذو اضعاف اقل، مقسوم علیہ اعظم، کسروں کا مفرد بنانا۔ کسور کا مقابلہ، جمع و تفریق، ضرب و تقسیم، کسور عام، جمع و تفریق، کسور اعشاریہ۔}

درجۂ چہارم:- ادب فارسی و اُردو۔ (بوستاں۔ چہار باب، رقعات عالمگیری)

فقہ۔ (مالابد منہ۔ تا کتاب الحج)

قواعد فارسی۔ (احسن القواعد۔باب اوّل تا صـ ۲۷)

صرف عربی۔ (میزان الصرف، منشعب، پنج گنج، صرف میر)

تاریخ۔ (تاریخ الاسلام، حصہ ۲)

جغرافیہ۔ (تذکرہ سرزمین ہند معہ نقشہ دانی)

ادب ہندی۔ (شکشا سوپان، دوسری سیڑھی، ہندی لکھنا)

ریاضی۔ ضرب کسور اعشاریہ، تقسیم کسور اعشاریہ، جذر المربع اعداد صحیح، جذر المربع کسور عام و کسور اعشاریہ، حساب تجارت مفرد و مرکب، مربع، مستطیل، کمروں کا رقبہ نکالنا

تحریری کام۔ درجہ سوم و چہارم میں اُردو سے فارسی اور فارسی سے اُردو میں ترجمہ کرایا جائے۔

درجہ پنجم:۔

ادب فارسی۔ سکندر نامہ۔ تا ختم رفتن سکندر در عجم صـ ۱۴۴، انوار سہیلی۔ صرف باب اوّل بغیر دیباچہ، مثنوی شریف۔ دفتر اوّل نصف

تحریری کام (فارسی میں مضمون لکھنے کی مشق۔ ہفتہ میں ایک مضمون)

قواعد فارسی (احسن القواعد باب دوم کی فصل، دوم وسوم۔ صـ ۲۷ تا صـ ۷۰)

عربی نحو (نحو میر، شرح مأتہ عامل)

منطق (کبریٰ)

عربی ادب (مفید الطالبین)

جغرافیہ (تذکرہ سرزمین ایشیاء معہ نقشہ دانی)

تاریخ (سود المحرور)

ریاضی۔ تحریر اقلیدس۔ مقالہ اوّل بغیر نتائج غیر صریحہ، یونیٹری طریقہ، اربعہ متناسبہ اوسط فی صدی تناسب۔

نصاب درجہ حفظِ قرآن شریف

اس درجہ میں طلبار کو پورا قرآن شریف حفظ کرایا جاتا ہے۔ اس کے لئے کوئی مدت معین نہیں ہے ہر طالب علم اپنی استعداد کے مطابق مدت صرف کر کے قرآن شریف حفظ کر لیتا ہے، عموماً اوسطاً ایک طالب علم کو پورا قرآن شریف حفظ کرنے میں ۴ سال خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اس بات کی سعی کی جا رہی ہے کہ اس سے کم مدت میں حفظ قرآن شریف مکمل ہو جائے۔

درجاتِ ابتدائی اُردو دینیات کے لئے نصاب

درجہ اول :۔

(۱) دینیات (ا) قرآن شریف ناظرہ۔ قاعدہ۔ نصف پارہ عم مع تصحیح مخارج۔

(ب) قرآن شریف حفظ۔ تسمیہ، تعوذ، ثنار، درود شریف، الم ترکیف تک سورتیں حفظ۔

(ج) مذہبی عقائد۔ (کلمۂ طیبہ معہ مطلب زبانی)

(د) فقہ (زبانی) { صفائی کی خوبیاں اور فائدے۔ بدن کو پاک رکھنا، کپڑوں کو پاک رکھنا، مسواک کرنا۔ }

(ہ) اخلاق (زبانی) { لوگوں سے اچھا معاملہ کرنا، ماں باپ کی تعظیم، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر مہربانی۔ سچ بولنا، دیانت داری کی خوبی، جھوٹ اور چوری کی برائی }

(و) رہن سہن کے طریقے (زبانی) (سلام کرنا، خندہ پیشانی سے ملنا، کھانے پینے کے آداب)

(۲) اُردو { حروف شناسی اور رواں پڑھنا، املار حروف ہجا اور ان کی مختلف صورتوں کی مشق تختی پر۔ }

(۳) حساب (گنتی سو تک)

درجہ دوم :-

(۱) دینیات (ا) (قرآن شریف ناظرہ تاختم پارہ لایحب اللہ (مع تصحیح مخارج)

(ب) (قرآن شریف حفظ تا سورۂ لم یکن)

(ج) عقائد { اللہ تعالیٰ کی تعریف اور صفات (اجمالی طور پر) نبی، رسول، مشہور انبیاء علیہم السلام کے نام، نبیوں کے کام، سب سے پہلے نبی اور سب سے آخری نبی۔ اسلام اور مسلمان ہونے کا مطلب۔ کلمۂ شہادت مع ترجمہ }

(د) سیرت { آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش۔ خاندان، وطن، شیر خوارگی، بچپن، ابوطالب کی سپردگی اور سفر تجارت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعۂ معیشت، شام کا دوسرا سفر، نکاح۔ سب سے پہلی بیوی، نبوت کا ملنا، سب سے پہلے مسلمان، تبلیغ، توحید کی تعلیم، راہِ حق میں مصیبتیں۔ }

(ہ) فقہ اور ضروری مسائل { بدن، کپڑوں اور جگہ کو پاک کرنے کا طریقہ، وضو کی خوبیاں، وضو کا طریقہ، وضو توڑنے والی چیزیں، نماز، نماز میں کیا پڑھا جاتا ہے۔ }

(و) اخلاق { ماں باپ کے احسانات، ان کی خدمت، رشتہ داروں کے ساتھ برتاؤ، بڑوں کا ادب، مخلوق خدا کی خدمت، اپنوں اور پرایوں سے اچھا سلوک، جانداروں پر رحم، سچ اور جھوٹ، بُری باتوں سے زبان کو روکنا۔ }

(ز) اسلامی تہذیب { بدن کی صفائی، کپڑے، مدرسہ، مکتب اور رہنے کی جگہ کی صفائی، مجلسی آداب، سلام، مصافحہ، ادب سے بات چیت، اچھے اور بُرے کھیل تماشے۔ }

(۲) اُردو (ا) پڑھنا۔ (درسی کتاب سے دیکھ کر عبارت پڑھنا، الفاظ اور جملوں کے معنیٰ، عبارت کا مطلب)

(ب) لکھنا — درسی کتاب کے الفاظ، جملوں اور عبارت کو تختی پر نقل کرنا، درسی کتاب کے آسان الفاظ اور جملوں کا املاء۔

(۳) حساب — پہاڑے پانچ تک، علامات جمع وتفریق، سادہ جمع تفریق جس کا مجموعہ بیس سے زیادہ نہ ہو، آدھ آنہ، ایک آنہ اور دو آنے کے پیسے، روپیہ کے آنے اور روپئے کے پیسے۔

(۴) معاشرتی علوم — تاریخ۔ (زبانی) سیرت مبارک کے خاص خاص واقعات زبانی بیان کر کے تاریخ کا تصور اور فوائد ذہن نشین کرائے جائیں اور بچوں میں سلیقہ پیدا کیا جائے کہ وہ سنے ہوئے واقعات ذہن نشین کریں۔ پھر اپنے الفاظ میں ان کا مفہوم ادا کریں۔

درجہ سوم :۔

(۱) دینیات (ا) (قرآن شریف (ناظرہ) تا ختم پارہ بستم مع تصحیح مخارج)

(ب) (قرآن شریف (حفظ) نصف پارۂ عم مع تصحیح مخارج)

(ج) عقائد — توحید، صفات خداوندی، اسمارحسنیٰ، مشہور پیغمبروں کے نام، فرشتے، خدا کی کتابیں، قیامت، جنت و دوزخ، عذاب وثواب۔

(د) سیرت — مکہ معظمہ میں ترقیٔ اسلام اور مخالفوں کی سازشیں، ہجرت حبشہ، شعب ابی طالب میں محاصرہ، حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات، دوسرا نکاح، بازاروں اور محلوں میں تبلیغ، سفر طائف، اہلِ مدینہ سے تعلق، مدینۂ منورہ میں اسلام، ہجرت کا ارادہ، صحابہؓ کی دعوت، قریش کے منصوبے۔

(۵) فقہ — وضو، فرائض وضو، آدابِ استنجا، اذان وتکبیر، نماز پڑھنے کا طریقہ، رکوع وسجدہ وغیرہ کا صحیح طریقہ۔

(د) اخلاق — حق کا مطلب، حق داروں کے مرتبے، حقوق اللہ، حقوق العباد، خدمتِ خلق، شکر و احسان مندی، بڑوں کا احترام، ایفائے عہد، اچھی بری صحبت، دشمنوں کو دوست بنانے کا طریقہ، غیبت کسے کہتے ہیں، غیبت، چغلی اور جھوٹ۔

(ز) اسلامی تہذیب (آدابِ ملاقات، آدابِ گفتگو، آدابِ مجلس، کھانے پینے کے آداب)

(۲) اُردو تحریر۔ (املاء، چھوٹی چھوٹی کہانیاں لکھائی جائیں، خط لکھنا سکھایا جائے۔)

(۳) حساب — جمع، تفریق، ضرب، تقسیم (سادہ) پہاڑے تا ۲۰ × ۱۰، اور ان کے متعلق سوالات کی زبانی مشق اور تحریری مشق، کسروں اور روزمرہ کے پیمانوں کا تصوّر۔

(۴) معاشرتی علوم (تاریخ) — (زبانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات بیان کر کے ان کی مقدس زندگی اور پاک خدمات کا تصوّر بٹھایا جائے۔

درجہ چہارم :۔

(۱) دینیات (ا) (قرآن شریف (ناظرہ) تا ختم قرآن پاک مع تصحیح مخارج)

(ب) (" " (حفظ) پورا پارۂ عم، سورۂ یٰسین، آیۃ الکرسی)

(ج) عقائد۔ — شرک اور کفر کا اجمالی بیان، جلیل القدر ملائکہ اور ان کے نام، نبوت ختمِ نبوت، وحی، معجزہ، قرآن شریف۔

(د) سیرت — مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے وفات تک کے حالات اور غزوات وسرایا۔

(ہ) فقہ — فرائض، سنن و مستحباتِ وضو، فرائض و سنن غسل، اقسام نجاست، پانی کی پاکی و ناپاکی، تیمم (کن چیزوں سے تیمم کر سکتے ہیں) اوقاتِ نماز،

اوقات ممنوعہ، مکروہ اوقات۔ فرائض وسنن نماز، اقسام نماز۔ فرض، واجب، سنن موکدہ، سنن رواتب۔ نفل، جماعت۔ فوائد و فضائل جماعت، مقتدی، منفرد، امام، نماز جمعہ، اور اس کے ضروری مسائل۔

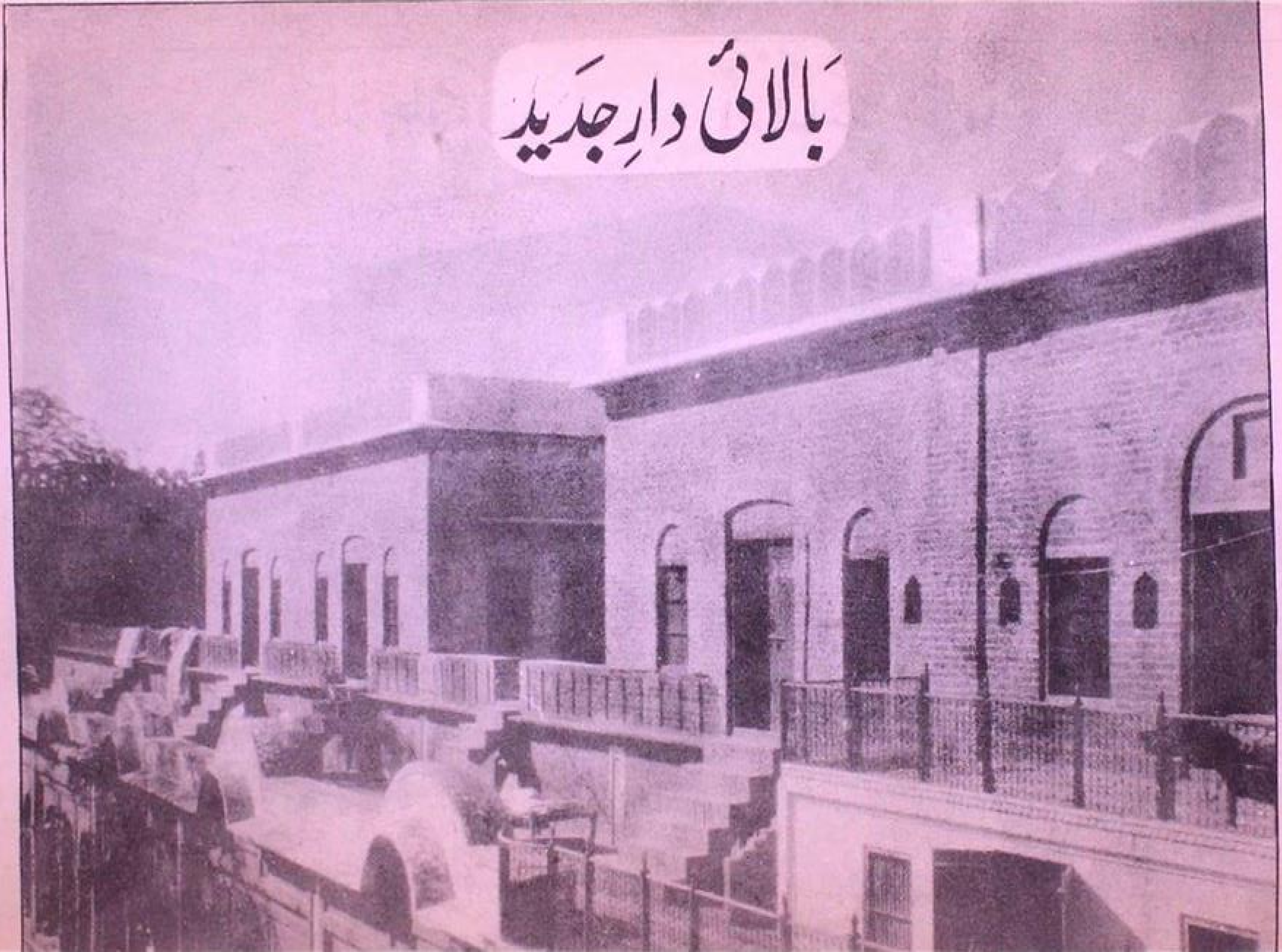
(و) اخلاق — الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، حقوق العباد، ماں باپ رشتہ دار اور پڑوسیوں کے حقوق۔ صلۂ رحم، حسن سلوک، نرم دلی، خیر خواہی خلق خدا کے فضائل وخوبیاں، حسد، بغض، خیانت وغیرہ کی قباحتیں۔ غصہ اور اس کا صحیح استعمال۔

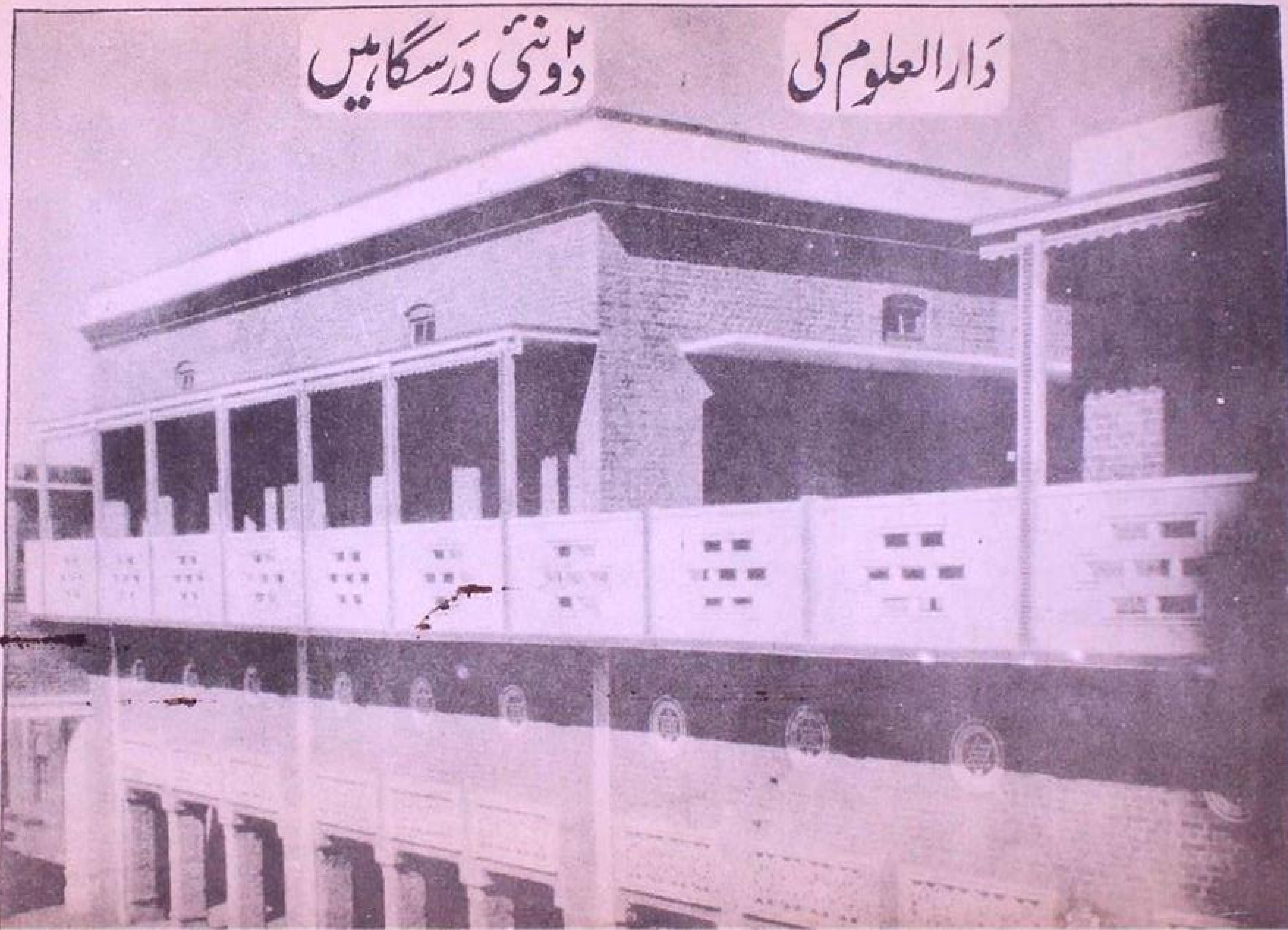
(ز) آداب معاشرت — حلال، حرام، مکروہ اور مباح کھانے، دسترخوان کے آداب، مہمان، سونے اور جاگنے کی دعائیں اور اُن کے آداب، وضع قطع۔ لباس۔ محلہ اور گلی کی صفائی، برتنوں کی صفائی، مسکرات سے اجتناب اسراف وبخل سے اجتناب۔

(۲) حساب — چاروں مرکب قاعدے۔ ہندوستانی سکوں، اوزان، اور پیمانوں میں کسری پہاڑے، پوّا، ادھا، پونا، سوایا، دس تک، دام اور تول لکھنے کا طریقہ۔

(۳) معاشرتی علوم (۱) تاریخ (زبانی) خلفائے راشدین، صحابۂ کرام اور اکابرین کے حالات)

(ب) جغرافیہ — سمتیں، قبلے کی سمت نقشہ میں، کھیت، باغ، مکان اور سڑکوں وغیرہ کی علامتیں نقشہ میں، گاؤں، تھانہ، پرگنہ، دریا، پہاڑ، جزیرہ، جھیل وغیرہ۔ اصطلاحات جغرافیہ۔


بالائی دارِ جدید


دارالعلوم کی
۲ دو نئی درسگاہیں

دار العلوم کی سندیں اور سرٹیفکٹ

دار العلوم میں درجات عربیہ سے فارغ ہونے والوں کو تین سندیں دی جاتی ہیں۔

(ا) سند العالم:۔ یہ سند اس شخص کو دی جائے گی جو دورۂ حدیث کا امتحان پاس کرلے۔

(ب) سند الفاضل:۔ یہ سند اس شخص کو دی جائے گی جو دورۂ حدیث کے علاوہ دورۂ تفسیر بھی پڑھ چکا ہو۔

(ج) سند الکامل:۔ یہ سند اس شخص کو دی جائے گی جو درجۂ تکمیل کے علوم و فنون کو پڑھ چکا ہو، پھر مذکورہ بالا تینوں سندیں طالب علم کی استعداد اور اخلاقی حالت کے اعتبار سے تین درجے کی ہیں۔ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ۔ جن میں بہ تفاوت الفاظ اور عنوان امتیاز رکھا گیا ہے۔ یہ سب سندیں عربی میں ہوتی ہیں۔ مذکورہ بالا تینوں سندوں کو علی گڈھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی، جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) اور مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ (حجاز) نے منظور کرلیا ہے۔

درجات فارسی سے فارغ ہونے والے کو صرف ایک سند دی جاتی ہے۔

درجۂ تجوید سے فارغ ہونے والے کو ایک سند دی جاتی ہے۔

درجۂ ابتدائی دینیات سے فارغ ہونے والے کو طلب کرنے پر سرٹیفکٹ دیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اگر نصاب کی تکمیل سے پہلے کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے دار العلوم کو چھوڑنا چاہے تو جس درجہ تک کی کتابیں اس نے پڑھی ہیں اس کا سرٹیفکٹ (تصدیق نامہ) دیدیا جاتا ہے۔

فراغت کے بعد اگر کوئی شخص سند کے علاوہ سرٹیفکٹ بھی لینا چاہے تو اسے ایک مطبوعہ سرٹیفکٹ بھی دیا جاتا ہے جو اُردو اور انگریزی میں ہے۔

دار العلوم کا ملک کے دوسرے اداروں سے رابطہ

(ا) ملک کے دوسرے علمی اور ثقافتی اداروں سے دار العلوم کا بھی ربط قائم ہے چنانچہ دار العلوم

کے کارکن ادارہ ثقافت ہند کے ممبر بنائے گئے۔

(۲) دار العلوم وقتاً فوقتاً ہندوستان میں منعقد ہونے والی تعلیمی اور ثقافتی نمائشوں میں بھی ان کی درخواست پر باضابطہ شرکت کرتا ہے اور اس کی مخطوطات وہاں بھیجی جاتی ہیں جس سے دار العلوم کے کتب خانہ اور نوادر کے ذخیرے کی عظمت قائم ہوتی ہے۔

(۳) طبی اداروں میں اس کے کتب خانہ کی قلمی اور نادر کتابیں بھیجی جاتی ہیں۔

(۴) تصنیفی اداروں میں (مثلاً حیدر آباد دکن وغیرہ) یہاں کے نمائندے شریک ہوتے ہیں اور مخطوطات بھیجی جاتی ہیں۔

(۵) سرکاری کمیشنوں جیسے لسانی کمیشن یا اوقاف کمیشن وغیرہ میں بھی دار العلوم کی مختلف اوقات میں شرکت ہوتی ہے اور شاہد طلب کئے جانے پر بطور نمائندہ شاہدین کو بھیجا جاتا ہے۔

جرائد دار العلوم

دار العلوم سے دو رسالے نکلتے ہیں۔

(۱) **رسالہ دار العلوم:**۔ یہ رسالہ اُردو میں نکلتا ہے اور اس میں علمی مضامین شائع کئے جاتے ہیں جو مختلف اصولی، فروعی اور تاریخی مسائل پر مشتمل ہوتے ہیں۔ نیز معلوماتی ذخیرہ کافی حد تک پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ایک دینی اور علمی رسالہ ہے۔

(۲) **رسالہ دعوت الحق:**۔ یہ رسالہ عربی زبان میں شائع ہوتا ہے جس میں اکابر دار العلوم کے علمی اور مسلکی مضامین عربی میں شائع کئے جاتے ہیں تاکہ اکابر دار العلوم کے علوم جو اُردو میں ہونے کی وجہ سے عرب ممالک تک نہیں پہونچ سکے، پہونچ جائیں اور ان سے عرب ممالک بھی مستفید ہو سکیں۔ اور ساتھ ہی دار العلوم کی خدمات اور کارناموں سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

۵۔ دار العلوم کا دفاع عن الدّین

دار العلوم کی جماعت اپنے مسلک کی ہمہ گیری کی وجہ سے ہر فتنہ کی مدافعت کے لئے سینہ سپر رہی خواہ وہ فتنہ نقل

وروایت کی راہوں سے آیا یا عقلیت پسندی کی بنیادوں سے اٹھا۔ اس جماعت نے ہر دور میں اعلاء کلمۃ اللہ اور امر بالمعروف کا فرض ادا کیا۔ اور اسی اسلوب اور اسی رنگ میں جس رنگ ڈھنگ میں کسی دینی فتنہ نے سر اٹھایا۔ متصوفین بے تصوف کی جانب سے بدعات، محدثات اور شرکیہ حرکات کا فتنہ روایتی انداز میں اُبھرا تو اس نے روایتی ہی طور پر مقابلہ کیا اور فتنہ کی بے سرو پا اور بے سند روایتوں کی قلعی کھول کر شریعت وطریقت کی مستند نقول سے اس کا استیصال کیا اور مقابلہ میں نقل ودرایات کا ایک بڑا ذخیرہ پیش کر دیا۔ مدعیان عقل واجتہاد کی طرف سے آزادئ فکر، عدم اتباع سلف اور نیچریت کا فتنہ عقل محض کا سہارا لے کر دین میں داخل ہونے لگا تو اس نے عقلی دلائل پیش کر کے کامیاب مدافعت کی اور جس کے لئے حضرت بانیٔ دارالعلوم قدس سرہٗ نے ایک مستقل حکمت ہی مدوّن فرما دی جس کے سامنے فلسفہ کسی بھی روپ میں آیا تو اس نے فلسفہ کے اندازِ قد کو پہچان کر اس کے راستے روک دیئے۔ غرض بدعت پسندی، ہوا پرستی، دہریت نوازی، بے قیدی، مطلق العنانی اور آزادئ افکار کی جڑیں دارالعلوم نے کھوکھلی کر کے عقل ونقل، روایت ودرایت، اور حکمت ودین کی جڑیں مضبوط کر دیں۔

۶۔ دارالعلوم نے ملک کو کیا نفع پہونچایا دارالعلوم نے اس نوعیت کے افراد پیدا کئے جنھوں نے تعلیم، تزکیۂ اخلاق، تصنیف، افتاء، مناظرہ، صحافت، خطابت وتذکیر، تبلیغ، حکمت اور طب وغیرہ میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔ ان افراد نے کسی مخصوص خطّہ میں نہیں بلکہ ہند وپاک کے ہر ہر صوبہ اور بیرونی ممالک میں قابل قدر کارنامے انجام دئے۔ ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۸۲ھ تک سو سال کی مدّت میں اگر دارالعلوم کی ان خدمات کا جائزہ لیا جائے جو اس نے ہند وپاک میں انجام دیں تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں ملکوں کے ہر ہر حصّہ میں اس نے اپنے ایسے فرزندانِ رشید پہونچائے جو اس خطّہ میں آفتاب وماہتاب بن کر چمکے اور مخلوق خدا کو ظلمت جہل سے نکال کر انھوں نے نور علم سے مالا مال کر دیا۔ ہندوستان اور پاکستان کے فضلائے دارالعلوم کی صوبہ وار فہرست ۱۲۸۳ھ تا ۱۳۸۲ھ درجِ ذیل ہے۔

ہندوستان

نام صوبہ	تعداد فضلاء کرام
(۱) یو، پی	۱۸۹۶
(۲) مغربی بنگال	۱۵۱
(۳) آسام و منی پور	۲۶۵
(۴) بہار و اڑیسہ	۷۸۰
(۵) مدراس	۳۰
(۶) ٹراونکور	۴
(۷) کیرالہ	۴۲
(۸) آندھرا	۵۲
(۹) میسور	۶
(۱۰) مدھیہ پردیش	۲۸
(۱۱) مشرقی پنجاب	۱۹۶
(۱۲) دہلی	۱۲
(۱۳) مہاراشٹر	۳۹
(۱۴) گجرات	۱۳۸
(۱۵) راجستھان	۴۳
(۱۶) جموں وکشمیر	۱۱۰
(۱۷) نیپال	۳
میزان ہندوستان	۲۷۹۵

پاکستان

نام صوبہ	تعداد فضلاء کرام
(۱) مغربی پاکستان	۱۵۱۹
(۲) مشرقی پاکستان	۱۶۷۲
میزان پاکستان	۳۱۹۱
میزان ہندوستان	۲۷۹۵
میزان ہندوستان و پاکستان	۶۹۸۶

ان فضلائے دارالعلوم نے اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے رنگ سے دین کے کسی نہ کسی شعبہ میں شخصی یا اجتماعی حیثیت سے کام کیا اور کر رہے ہیں۔

۷۔ دارالعلوم کے فیوض بیرون ہند میں پھر دارالعلوم نے اپنے علمی فیوض سے صرف ہند و پاک ہی کو نہیں بہرہ اندوز کیا بلکہ ایشیا اور افریقہ کے اسلامی ممالک بھی اس کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اٹھے۔ چنانچہ غیر ملکی فضلاء دارالعلوم کی فہرست از ۱۲۸۳ھ تا ۱۳۸۲ھ یہ ہے۔

(۱)	افغانستان	۱۰۹	(۸)	کویت	۲
(۲)	روس بشمول سائبیریا۔	۷۰	(۹)	ایران	۱۱
(۳)	چین	۴۴	(۱۰)	سیلون	۲
(۴)	برما	۱۴۴	(۱۱)	جنوبی افریقہ	۱۴
(۵)	ملائشیا	۲۸	(۱۲)	سعودی عرب	۲
(۶)	انڈونیشیا	۱	(۱۳)	سیام	۱
(۷)	عراق	۲	(۱۴)	یمن	۱

میزان بیرونی ممالک	۴۳۱
میزان ہند و پاک	۶۹۸۶
ہند و پاکستان اور بیرونی ممالک کے فضلاء کی مجموعی میزان	۷۴۱۷
فضلاء کرام کے علاوہ جن طلباء نے دارالعلوم سے استفادہ کیا ان کی تعداد	۵۸۳۱۰
ان فضلاء کرام اور طلبہ کی مجموعی تعداد جنھوں نے دارالعلوم سے استفادہ کیا۔	۶۵۷۲۷

تفصیلات آئندہ صفحات میں آرہی ہیں۔

۸۔ دارالعلوم کا حصہ تصانیف میں دارالعلوم کا مسلک اور مخصوص رنگ علماء دارالعلوم کی تصانیف میں صاف نمایاں رہا۔ ہمیشہ بروقت اور برمحل تصانیف اس احاطہ سے نکلتی رہیں۔ دارالعلوم نے سو سال کے عرصہ میں ۱۱۶۴ مصنفین پیدا کئے جن میں سے تقریباً ۲۷۶ درجۂ اعلیٰ کے مصنفین ہیں۔ علماء دارالعلوم میں سے چند مشہور و معروف مصنفین کی فہرست

درج ذیل ہے۔

نام مصنف	تصنیف کا رنگ
(۱) حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ بانیٔ دار العلوم دیوبند	متکلمانہ
(۲) شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ	محدثانہ
(۳) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب امبیٹھویؒ	محدثانہ
(۴) حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	عارفانہ، صوفیانہ، فقیہانہ اور مفسرانہ (آپ کی تصانیف کی تعداد جو ہر علم و فن میں ہیں ایک ہزار سے زائد ہے)
(۵) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ	محدثانہ
(۶) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ	مناظرانہ
(۷) حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ	محدثانہ، فقیہانہ و مناظرانہ۔
(۸) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ	سیاسی و فقیہانہ
(۹) حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ	مورخانہ
(۱۰) حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ	فقیہانہ و مورخانہ
(۱۱) حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ	محشیانہ، فقیہانہ اور ادیبانہ۔
(۱۲) حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ	فلسفیانہ و متکلمانہ
(۱۳) حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانیؒ	مورخانہ و محققانہ
(۱۴) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ،	فقیہانہ
(۱۵) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہ،	محدثانہ و متکلمانہ
(۱۶) حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مدظلہ، مہاجر مدنی	محدثانہ
(۱۷) حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ	سیاسی و مورخانہ
(۱۸) حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ،	مورخانہ
(۱۹) حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی مدظلہ،	ادیبانہ و مورخانہ

نام مصنّف	تصنیف کا رنگ
(۲۰) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہٗ	محدثانہ
(۲۱) حضرت مولانا عبد الصمد صاحب صارم سیوہاری مدظلہٗ	محققانہ

(۲۲) احقر کو اس فہرست میں اپنا نام شمار کراتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ تاہم تحدیثاً للنعمت اظہار نعمت بھی شکر نعمت ہے کہ اس ناکارہ کی تالیفات کا عدد بھی جو مختلف موضوعات پر ہیں تقریباً سوا سو (۱۲۵) ہے جن کا رنگ ان کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے۔

مشاہیر دار العلوم

علمائے دیوبند میں ایسے مشاہیر بھی ہوئے جو اپنے اپنے وقت کے امام ملت، علم و عمل کا نمونہ، خواص و عوام کی رشد و ہدایت کا مرکز، روایت حدیث، رنگ تفسیر، فقہ و درایت میں راسخ، اور ذاتی خدا پرستی کے ساتھ مخلوق کے حق میں مربی اخلاق و مصلح دین اور دوسرے قومی و ملکی امور میں مسلمہ طور پر قائد تسلیم کئے گئے ہیں مثلاً

اسماء گرامی مشاہیر دار العلوم	خدمات جو انجام دیں
(۱) حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانیٔ دار العلوم دیوبند (آپ بانیٔ دار العلوم ہیں مگر جماعت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے نیز اس حیثیت سے کہ تاسیس و بناء دار العلوم بھی دار العلوم ہی کی ایک نسبت ہے اس موقعہ پر بھی آپ کا تذکرہ کر دیا گیا۔)	(۱) مذہبی خدمات: متعدد مناظرے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں سے کئے۔ تصانیف اور تقریروں کے ذریعہ ولی اللّٰہی مسلک کی وضاحت اور اشاعت کی، متکلمانہ اور عارفانہ انداز سے اصول اسلامیہ اور اساسی عقائد دین کو عقلی دلائل سے مستحکم اور مضبوط کیا اور دین اسلام کی سرحدات کو اتنا مضبوط بنا دیا کہ اغیار کے حملے ان پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ (۲) سیاسی خدمات: ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں علمی اور قائدانہ حصہ لیا۔ جنگ شاملی میں خود سپاہیانہ جنگ کی۔

خدمات جو انجام دیں:	اسماءِ گرامی مشاہیر دار العلوم
(۳) سماجی اصلاحات معاشرہ (سوسائٹی) میں غلط قسم کی رسوم سے جو ابتری پھیلی ہوئی تھی اُسے پہلے اپنے گھر سے ختم کیا اس کے بعد دوسروں کو ان کے ترک پر آمادہ کر کے معاشرہ کو صاف کیا جس کی تفصیل کتاب "مسلک دار العلوم" میں بقدر ضرورت کر دی گئی ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے کتاب "سوانح قاسمی" ملاحظہ ہو۔	
(۱) دینی خدمات علم حدیث، فقہ اور تصوف سے بہت زیادہ شغف رہا۔ ہزارہا انسانوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ نے علماء کی دینی تربیت فرمائی اور انھیں دین کے بارے میں اتنا راسخ اور مستحکم بنادیا کہ ان افراد پر کوئی بھی فتنہ اثر انداز نہ ہو سکا۔ **(۲) سیاسی خدمات** ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں حضرت نانوتویؒ کے دوش بدوش قائدانہ حصہ لیا۔ اور نو ماہ تک اسیر فرنگ رہے۔ جن لوگوں نے ان سیاسی اور جہادی خدمات پر پردہ ڈالنا چاہا ہے خواہ اپنی لاعلمی اور معاملات سے بے خبری کی بنا پر یا اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے، ان کی مصلحت اندیشی لا یعبأ بہ اور باخبر لوگوں کے نزدیک لغو ہے۔	**(۲) قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب** گنگوہیؒ (آپ بھی دار العلوم کے طالب علم نہیں بلکہ بانیوں میں ہیں اور سربراہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ بھی دار العلوم ہی کی ایک نسبت ہے اس لئے اس موقعہ پر بھی آپ کا تذکرہ کیا گیا۔
(۱) دینی خدمات آپ حضرت نانوتویؒ کے ارشد	**(۳) شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ۔**

خدمات جو انجام دیں :

تلامذہ میں سے تھے اور حضرت کے بعد قاسمی علوم کا جو فیضان عالم میں آپ کی ذات سے ہوا اس کی نظیر دوسرے تلامذہ میں نہیں ملتی۔ اپنے استاد میں فانی اور استاد کے علم میں غرق تھے۔ دین کے ہر دائرے میں آپ کی خدمات نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ درس، تصنیف، ارشاد و تلقین اور جذبۂ جہاد وغیرہ میں آپکی خاموش خدمتیں زبان حال سے گویا ہیں۔ آپ اپنے استاد حضرت نانوتویؒ کے علوم کے امین اور خزینہ دار تھے۔ آپ نے ان علوم کی ایضاح و تفصیل اور تفہیم و تیسیر میں نمایاں حصہ لیا۔ اور عظیم خدمت انجام دی۔ حضرت نانوتویؒ کی تصانیف کی اعلیٰ ترین طباعت بہ تزئین حواشی و عنوانات آپ ہی نے شروع فرمائی اور "حجۃ الاسلام" پر آپ ہی نے سب سے پہلے عنوانات قائم کئے۔ قرآن شریف کا ترجمہ فرمایا۔ بخاری کے ابواب و تراجم پر ایک جامع اور دبیز رسالہ تصنیف فرمایا۔ متعدد مناظرانہ تصانیف بھی فرمائیں اور مناظرے بھی کئے۔ دارالعلوم دیوبند میں چالیس برس تک مسلسل درس حدیث دیکر (۸۶۰) اعلیٰ استعداد کے صاحب طرز عالم دین، فاضل علوم اور ماہرین فنون پیدا کئے۔ آپ کا درس

حدیث اس دور میں امتیازی شان رکھتا تھا، اور مرجع علماء تھا۔ آپ کو علماء عصر نے محدث عصر تسلیم کیا۔ بیعت وارشاد کے راستہ سے ہزار ہا تشنگان معرفت کو عارف باللہ بنایا اور آپ کا سلسلۂ طریقت ہندوستان سے گذر کر افغانستان اور عرب تک پہونچا۔ متعدد علمی تصانیف آپ نے ترکہ میں چھوڑیں۔

(۲) سیاسی خدمات | ہندوستان کو غیر ملکیوں سے آزاد کرانے کے لئے ایک زبردست انقلابی تحریک چلائی جس کو ریولٹ کمیٹی کی رپورٹ میں "ریشمی رومال کی تحریک" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ تحریک بہت زیادہ موثر تھی مگر راز میں نہ رہ سکی اور ناکام ہوگئی۔ پھر بھی اس کی آگ جن کے دلوں میں لگی ہوئی تھی انھوں نے آئندہ کام کر کے ہندوستان کو آزاد کرایا۔ آپ تقریباً پانچ برس مالٹا میں قید رہے۔

(۴) حضرت مولانا عبداللہ صاحب امبیٹھوی رح

آپ حضرت بانئ دارالعلوم دیوبند کے داماد تھے۔ حضرت کے تلامذہ میں سے بھی تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ مکہ مکرمہ میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے پاس عرصہ تک قیام رہا۔ سرسیدؒ نے آپ کو علی گڈھ بلاکر مسلم یونیورسٹی میں ناظم دینیات کے عہدہ پر فائز کیا۔ سرسید اس پر اظہار مسرت کیا کرتے تھے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ بھی مولانا محمد قاسم صاحب رح کی نسبت سے خالی نہیں ہے۔ احقر نے بھی مولانا عبداللہ صاحبؒ سے اجازت حدیث حاصل کی ہے۔

اسمار گرامی مشاہیر دارالعلوم :۔ اور جو خدمات انجام دیں

(۵) حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہوی رح

آپ حضرت نانوتوی رح کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے اور جلیل القدر محدث تھے۔ آپ مدرسہ جامع مسجد امروہہ میں جسے حضرت نانوتوی رح نے قائم فرمایا تھا ایک طویل عرصہ تک بحیثیت صدر المدرسین فائز رہے اور آخر عمر تک درس حدیث میں منہمک رہے۔ آپ علوم قاسمیہ کے امین تھے اور ان کی ترویج میں عمر بھر نمایاں حصہ لیتے رہے۔ اپنی مخصوص صلاحیتوں کے لحاظ سے آپ علوم قاسمیہ کی مجسم تصویر اور بالفاظ دیگر حضرت نانوتوی رح کے مثیل شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کا فیضان علمی دور دور تک پہونچا اور سیکڑوں طالب علم آپ کے درس سے عالم و فاضل بن کر نکلے۔ عالم بے مثل حضرت مولانا عبد الرحمن خاں صاحب خورجوی رح، مفسر شہیر حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب رح امروہوی اور اس قسم کے دوسرے اور بھی بہت سے ماہرین علم و فضل آپ کے تلامیذ ہیں جن سے علم و دین پھیلا۔ اور ایمان و عرفان کا رنگ دلوں میں جما۔

(۶) حضرت مولانا حکیم جمیل الدین صاحب نگینوی رح

آپ مشہور اطباء میں سے تھے۔ حکیم اجمل خانصاحب رح کے استاد تھے۔ طبیہ کالج دہلی کے ممتحن رہے آخر دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی ہو گئے تھے۔ باوقار بزرگ، معمولات کے شدت سے پابند، ذاکر و شاغل، تہجد گذار اور شب بیدار لوگوں میں سے تھے۔ علم نہایت راسخ اور نکھرا ہوا تھا۔ ابتداً غازی پور میں قیام رہا۔ آخر میں دہلی کو وطن بنا لیا تھا اور وہیں وفات ہوئی۔

(۷) حضرت مولانا عبد العلی صاحب دہلوی رح

آپ حضرت مولانا نانوتوی رح کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ دہلی کے محدث شمار ہوتے تھے۔ مدرسہ عبد الرب دہلی میں ایک طویل مدت تک بحیثیت صدر مدرس درس حدیث دیا۔ آپ نے سیکڑوں شاگرد چھوڑے۔ تقویٰ، طہارت، اور استقامت میں آپ خود ہی اپنی مثال تھے، آخری سانس تک جماعت کی نماز اور صف اولیٰ ترک نہیں ہوئی تھی۔ آخری عمر میں فالج کا اثر ہو گیا۔ نقل و حرکت سے

معذور ہو گئے ۔ اسی حالت میں حکم کے مطابق خدام آپ کو اُٹھا کر صف اولیٰ میں رکھ دیتے تھے اور آپ بیٹھکر امام کی اقتدا کرتے تھے ۔ اپنے استاد میں فنائیت کا درجہ رکھتے تھے ۔ اور ہروارد وصادر سے فرماتے تھے کہ " قاسمی بن جاؤ محروم نہیں رہو گے " حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ جیسے اکابر آپ کے تلامذہ میں سے تھے

(۸) حضرت مولانا نواب محی الدین خاں صاحبؒ

آپ بھی حضرت نانوتویؒ کے مخصوص تلامذہ اور جلیل القدر علماء میں سے تھے ۔ ریاست بھوپال میں آپ مفتی کے عہدے پر فائز رہے ۔ آپ کے علم اور پاکیزہ زندگی سے بھوپال اور اس کی ریاست نے برسہا برس فیوض وبرکات حاصل کئے ۔ آپ گھر کے نواب اور امراء میں سے تھے ۔ آپ کے والد ماجد بادشاہ دہلی ظفر شاہ کے مصاحبین خاص میں سے تھے اور حضرت نانوتویؒ کے معتقد تھے ۔ حضرت نانوتویؒ نے جہاد کے سلسلہ میں ان ہی کے ذریعہ بادشاہ تک اپنی اسکیم پہونچائی تھی ۔ شاہ ظفر جب انگریزوں کے خلاف اُٹھے تو ایک جنگی مورچہ پر ممدوح بھی سربراہ تھے ۔

(۹) حضرت مولانا صدیق احمد صاحب امبیٹھویؒ

آپ بھی حضرت نانوتویؒ کے تلامذہ میں سے تھے ۔ اور دار العلوم دیوبند میں عرصۂ دراز تک رہکر تعلیم حاصل کی اور پھر دار العلوم ہی میں عرصہ تک درس بھی دیا ۔ دار العلوم سے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے ۔ اور وہاں ریاست کی طرف سے عہدۂ افتاء پر فائز ہوئے ۔ مشاہیر اہل افتاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا ۔ عمر کا آخری تمام حصّہ مالیر کوٹلہ میں عہدۂ افتاء پر ہی گذارا ۔ اور وہیں آپ کی وفات ہوئی ۔ مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحبؒ بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے ۔ آپ صاحب بیعت وارشاد بزرگوں میں سے تھے جن سے ایک بڑے حلقے نے تربیت باطنی حاصل کی ۔ خواجہ فیروز الدین مرحوم اکاؤنٹنٹ جنرل ریاست کپورتھلہ آپ کے مخصوص متوسلین میں سے تھے جو دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی رہے ہیں ۔ احقر نے حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد کچھ دنوں آپ سے بھی تربیت باطنی حاصل کی ہے علوم عقلیہ وعالیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے ۔ اور آپ کی تدریس میں ایک خاص برکت تھی جو محسوس

ہوتی تھی۔ دار العلوم کے درجات ابتدائیہ کے ممتحن تھے۔ صاحب اسرار و معارف تھے۔ اور اکثر و بیشتر آپ کی تشریف آوری دیوبند کے موقعہ پر اساتذہ و طلبہ آپ کے حلقہ میں بیٹھ کر مستقبل کے بارے میں باتیں پوچھتے تھے اور آپ بطور پیشین گوئی کچھ نہ کچھ ارشاد فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کا تقویٰ و طہارت مسلّم اور نمایاں تھا۔ شب بیدار علماء میں سے تھے۔

(۱۰) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ

آپ دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے باضابطہ مفتی بلکہ دار العلوم میں دار الافتاء کا نقطۂ آغاز ہیں۔ دار العلوم میں دار الافتاء کی منضبط صورت آپ ہی کے وجود باجود سے معرض وجود میں آئی۔ آپ عارف باللہ، صاحبِ درس و تدریس، صاحب بیعت و ارشاد اور مربی اخلاق بزرگ تھے۔ آپ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی قدس سرہ کے خلیفۂ مجاز تھے جو حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب محدث دہلویؒ کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ آپ سے دار العلوم کے حلقوں نے ظاہری و باطنی فیوض و برکات کافی حد تک حاصل کئے۔ افتاء کی خدمات کے ساتھ ساتھ حدیث، فقہ، اور تفسیر کے اونچے اسباق بھی آپ پڑھاتے تھے۔ جلالین شریف میں احقر ناکارہ کو بھی حضرت مفتیٔ اعظمؒ ہی سے تلمذ حاصل ہے۔ آپ کا بیعت و ارشاد کا سلسلہ بھی کافی پھیلا۔ آپ ہی کے خلیفۂ اعظم حضرت مولانا قاری محمد اسحاق صاحب میرٹھیؒ تھے جن کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی ہیں۔ جن سے عرب اور افریقہ میں نقشبندیہ طریق کا کافی شیوع ہوا اور سیکڑوں کی اصلاح ہوئی ساؤتھ افریقہ اور ایسٹ افریقہ کے لوگ جب حج کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو اکثر و بیشتر مولانا بدرِ عالم صاحب مدظلہٗ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہو کر جاتے ہیں۔ ابتداء میں حضرت مفتیٔ اعظمؒ ہی حضرت مہتمم صاحب کی غیبت میں نیابت اہتمام کے فرائض انجام دیتے تھے۔ بہرحال دار العلوم آپ کے علم، سلوک، افتاء اور انتظام وغیرہ سے سارے ہی شعبوں میں مستفید ہوتا رہا ہے۔

(۱۱) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

آپ حکیم الامت، مشہور محدث، عارف باللہ، فقیہ اور بزرگ تھے۔ آپ دین کے ہر شعبہ کے

کاموں کے لئے من اللہ موفق تھے۔ ۳۵ برس کان پور کے مدرسہ جامع العلوم میں درس قرآن، و حدیث دیا جس سے آپ کے تلامذہ ملک کے ہر ہر خطے میں پھیل گئے۔ ہندوستان کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا کہ سفر کر کے وعظ و تبلیغ نہ فرمایا ہو، تصنیف کے میدان میں قدم رکھا تو ہر علم و فن میں ہزار سے اوپر تصانیف ورثہ میں چھوڑیں۔ آخر میں خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں مقیم ہوئے تو ہند و بیرون ہند کے ہزارہا انسانوں کو بیعت و ارشاد کے سلسلہ سے واصل فرمایا۔ بڑی تعداد میں آپ کے خلفاء ہیں جنھوں نے مختلف خطوں میں اصلاح و تربیت کا کام مختلف رنگوں سے انجام دیا۔ آپ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اولین صدر المدرسین دار العلوم دیوبند سے زیادہ مستفید ہیں۔ جو حدیث و تفسیر میں حضرت نانوتویؒ سے بھی مستفید ہیں نیز آپ حضرت نانوتویؒ سے براہ راست بھی بعض تفسیری درسوں میں مستفید ہوئے حکیم الامت کا لقب آپ کیلئے اسم بامسمیٰ تھا بہرحال آپکی تقریر، تحریر، تصنیف اور تبلیغ سے لاکھوں مسلمانوں کو علمی و عملی فیض پہونچا اور ہزاروں مسلمانوں کی باطنی اصلاح ہوئی۔ آپ دار العلوم میں اس سال بغرض حصول تعلیم تشریف لائے تھے جس سال حضرت نانوتویؒ کا وصال ہوا۔ اس لئے حضرت نانوتویؒ سے مزید استفادہ نہیں فرما سکے مگر حضرت کے تلامذہ مثلاً حضرت شیخ الہند حضرت مولانا عبد العلی صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے استفادۂ کمالات کیا۔

(۱۲) حضرت مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحب امروہویؒ

آپ حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ تفسیر کے بعض اسباق حضرت نانوتویؒ سے بھی پڑھے۔ ان دونوں بزرگوں کے فیوض سے آپ کے اوپر حدیث، فقہ اور تفسیر وغیرہ کے اسباق میں متکلمانہ رنگ غالب تھا۔ جگہ جگہ حضرت نانوتویؒ کے علوم کا حوالہ بھی دیتے تھے۔ اور انھیں وضاحت کے ساتھ بیان بھی فرماتے تھے۔ امروہہ میں ایک عرصہ تک درس دیا اور آخر میں کچھ عرصہ جب کہ ۱۳۶۲ھ میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ گرفتار کر لئے گئے تو دیوبند میں بھی بعہدۂ صدر مدرسی درس حدیث دیا ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭

(۱۳) حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ۔

آپ حضرت بانیٔ دار العلوم کے صاحبزادہ تھے۔ علم وفضل کی لائن میں آپ کی تفہیم ضرب المثل تھی۔ دار العلوم دیوبند کے مہتمم خاص ہوئے۔ مگر دور اہتمام میں بھی درس وتدریس کا مشغلہ نہیں چھوڑا۔ مشکوٰۃ، جلالین، صحیح مسلم اور منطق میں میر زاہد وغیرہ آپ کے درس میں رہتی تھیں۔ مشکوٰۃ اور مسلم احقر نے بھی انھیں سے پڑھی ہے۔ کٹھن سے کٹھن مسئلہ کو اپنے انداز تفہیم سے پانی کر دیتے تھے۔ آپ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کے متوسل اور خلیفہ تھے۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی تھا مگر کم۔ زیادہ مصروفیت نظم دار العلوم اور اہتمام میں رہتی تھی۔ آپ کا چالیس سالہ دور اہتمام تعمیری وتعلیمی ترقیات کا دور سمجھا جاتا ہے۔ یہ دینی ادارہ مدرسہ کی حیثیت سے ترقی کر کے آپ ہی کے دور اہتمام میں "دار العلوم" بنا۔ اور اس کا حلقۂ اثر ہندوستان کے تمام خطوں میں زیادہ پھیلا۔ آپ مشاہیر ہند میں سے تھے۔ زیادہ انہماک انتظام دار العلوم اور درس وتدریس میں تھا۔ لیکن وقتی طور پر ملکی سیاست میں بھی کم وبیش آپ نے حصہ لیا۔ چنانچہ جمعیۃ العلماء روہیلکھنڈ کے اجلاس عام مرادآباد کی آپ نے صدارت فرمائی اور ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ کو اپنا خطبۂ صدارت پڑھا۔ جو اس زمانہ میں کتابی صورت میں شائع بھی ہوا جس میں انگریزوں سے ترک موالات پر زور دیا گیا ہے۔ دار العلوم دیوبند کے عہدۂ اہتمام کی عظمت کے پیش نظر نظام دکن نے آپ کو حیدرآباد کے عہدۂ مفتی عدالت عالیہ کے لئے نامزد کر کے بلانے کی استدعا کی جسے آپ نے بمشورۂ جماعت منظور فرمایا اور چار سال وہاں گذارے۔ واپسی پر پھر بدستور اپنے فرائض سنبھال لئے۔ آپ کا اخلاص اور ظاہر وباطن کی یکسانی جماعت میں مسلّم تھی۔ آپ کی آبائی نسبت کی عظمت کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ آپ کے اساتذہ بھی آپ کا احترام کرتے تھے۔

(۱۴) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندیؒ۔

آپ دار العلوم دیوبند کے چھٹے مہتمم تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو دین کا خاص فہم عطا فرمایا تھا۔ آپ کی دانش وتدبیر مشہور زمانہ تھی۔ ادبیات کے ماہر تھے۔ عربی نظم ونثر دونوں پر کمال قدرت رکھتے تھے۔ دار العلوم کے نظم ونسق نے آپ کے تدبر ودانش سے عظیم استفادہ کیا۔ آپ کی اس دانش وبینش اور عظیم علمی شخصیت کی

بنا پر حکومت حیدر آباد کا عہدۂ افتاء مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ کے بعد آپ ہی کو تفویض کیا گیا تھا۔ آپ کا حلم، تواضع، مروت اور تحمل مشہور زمانہ تھا۔ آپ حضرت گنگوہیؒ کے متوسل اور طریقت کے معمولات کے نہایت پابند تھے۔ وفات کے دن مجھ سے حسرت کے ساتھ فرمایا کہ میرا بارہ ہزار اسم ذات افسوس کہ آج پورا نہیں ہو سکا۔ شب بیدار اور ہمہ وقت مشغول کار رہتے تھے۔ ان کی مجلس پر شکوہ اور مورث طمانیت ہوتی تھی۔ کئی عربی قصیدے اور کئی مفید ترین تصانیف آپ کا ترکہ ہے جو اُمت کو ملا۔ اِن میں "اشاعت اسلام" ایک معرکۃ الآراء تصنیف ہے جو مقبول خواص و عوام ہے۔

(۱۵) مولانا حکیم عبد الوہاب صاحبؒ یوسف پوری (ضلع غازی پور) المعروف بہ حکیم نابینا۔

آپ دلی کے مشہور طبیب، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق مرید اور علوم دینیہ کے ماہر تھے۔ نابینائی کی حالت میں تحصیل علم کی۔ اور مہارت تامہ پیدا کی۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ انھیں کی طالب علمی کے زمانہ میں یوروپ کا ایک سیاح دار العلوم دیکھنے آیا تو اس نے واپس ہو کر یوروپ کے اخبارات میں دار العلوم کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ دار العلوم میں پہونچ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ ایک نابینا طالب علم اپنے ساتھیوں کو اقلیدس کا تکرار کرا رہا تھا اور اقلیدس کی مشکل مشکل شکلیں سامنے کے طالب علم کی کمر پر انگلی سے کھینچ کھینچ کر اسے سمجھا رہا تھا۔ یہ طالب علم یہی حکیم عبد الوہاب صاحب تھے۔ بعد تعلیم حضرت اقدس مولانا گنگوہیؒ سے بیعت کی اور حضرت کی صحبت سے مستفید ہو کر باطنی کمال پیدا کیا۔ خود مجھ سے ایک دفعہ ذکر فرمایا کہ میں نے طب پڑھنے کے بعد حضرت گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ ذریعۂ معاش کے طور پر میں نے طب پڑھ لی ہے لیکن اطباء مریض کا چہرہ مہرہ دیکھ کر، قارورہ دیکھ کر اور دوسرے مشاہدات سے مرض کی تشخیص کرتے ہیں لیکن میں نابینا اِن تمام مشاہدات سے معذور ہوں اور چاہتا ہوں کہ معاش اس فن (طب) سے پیدا کروں، اس لئے میرے حق میں دعاء فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نباضی کی مہارت عطا فرمائیں گے اور تم نبض دیکھ کر وہ تمام باتیں معلوم کر لو گے جو دوسرے اطباء مشاہدات سے معلوم کرتے ہیں۔ یہ قصہ سنا کر فرمایا کہ الحمد للہ میں اپنے شیخ کی اس کرامت کو روزانہ مشاہدہ کرتا ہوں اور نبض


دارالحدیث
دارالعلوم دیوبند


کتب خانہ
شعبۂ فارسی
دار الصنائع

ہاتھ رکھتے ہی مجھ پر مرض اور مریض کے احوال کی تمام نوعیتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ان کی نبض شناسی کی مہارت اس درجہ میں پہونچ چکی تھی کہ باپ یا بھائی کی نبض دیکھ کر بیٹے اور دوسرے بھائی کے احوال مرض بتادیا کرتے تھے۔ باوجود علمی استحضار کے شغل آخر تک طب اور مطب ہی کا غالب رہا۔ اور اسی میں پوری عمر گذاری۔ لوگ شفاء بدن کے ساتھ ان کے تقویٰ و طہارت اور معمولات کی پابندی اور پختگی سے شفاء روح بھی حاصل کرتے تھے۔

(۱۶) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوریؒ۔

آپ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے اور حضرت تھانویؒ کے ہمعصروں میں سے تھے۔ ذکی، طباع اور تیز فہم علماء میں سے تھے۔ آپ کی تقریر معروف اور مشہور تھی۔ زبردست مناظر تھے مبتدعین اور قادیانیوں کو تاب دروازہ آپ ہی نے پہونچایا۔ عرصۂ دراز تک دربھنگہ اور مراد آباد وغیرہ میں صدارت تدریس کے فرائض انجام دئے۔ اور آخر میں دارالعلوم کے عہدۂ نظامت تعلیم اور پھر نظامت تبلیغ پر فائز ہوئے۔ دارالعلوم میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ آپ کی نمایاں اور غیر معمولی خطابت نے ملک کے گوشہ گوشہ کو مستفیض کیا۔ آپ کو رد بدعات اور رد قادیانیت سے خاص شغف تھا اور اس سلسلہ میں آپ کی بہت سی قابل قدر تصانیف ہیں جو طبع ہو چکی ہیں۔

(۱۷) حضرت مولانا نجم الدین صاحب۔

سابق پرنسپل اورنٹیل کالج لاہور۔ آپ مشہور حلیم و سلیم عالم تھے۔ لاہور کے علمی حلقوں میں آپکے علم کی خاص شہرت تھی۔

(۱۸) حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ۔

سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند۔ آپ حضرت شیخ الہندؒ کے مخصوص شاگردوں میں سے ہیں۔ علم کا چلتا پھرتا کتب خانہ تھے۔ آپ تمام علوم منقولات و معقولات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ قوت حافظہ میں یگانۂ روزگار تھے۔ کئی مشہور محققانہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کا درس حدیث اپنے دور کا

مشہور درس تھا۔ جو ایک خاص امتیازی طرز لئے ہوئے تھا۔ آپ کے تبحر علمی نے درس حدیث کو جامع علوم و فنون بنا دیا تھا۔ آپ کے درس نے نقل روایت کی راہ سے آنے والے فتنوں کے لئے آنے کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔ آج بھی نمایاں علماء اور صاحب طرز فضلاء زیادہ تر آپ ہی کے تلامذہ ہیں جو ہند و پاک میں علمی مسندوں کو آراستہ کئے ہوئے ہیں۔ آپ کے یہاں ردّ قادیانیت کا خاص اہتمام تھا۔ اور اس فتنہ کو اعظم الفتن شمار کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں کئی معرکۃ الآراء کتابیں خود بھی تصنیف فرمائیں اور بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے تلامذہ سے بھی لکھوائیں۔ اس بارے میں بڑے شغف کے ساتھ لکھنے والوں کو علمی مدد دیتے تھے۔ اور کوئی بھی اپنا نوشتہ لاکر سناتا تو غیر معمولی خوشی کا اظہار فرما کر دعائیں دیتے تھے۔ تقریباً ۱۳۲۰ھ سے آپ نے دار العلوم میں درس کا آغاز فرمایا۔ ۱۳۳۴ھ سے ۱۳۴۵ھ تک آپ دار العلوم کے صدر مدرس رہے۔ اس دوران میں تقریباً ایک ہزار طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا۔ جن میں سے آپ کے دور صدر مدرسی میں ۸۰۹ طلبہ نے درس حدیث لیا اور اس فن پاک کو تقریراً و تحریراً اور درساً و تدریساً دور دور تک پھیلایا۔

(۱۹) حضرت مولانا شاہ وارث حسن صاحب لکھنویؒ۔

آپ مشہور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ حضرت گنگوہیؒ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ دار العلوم میں تعلیم حاصل کی، انگریزی داں طبقہ بالخصوص گورنمنٹ کے بڑے بڑے عہدے دار آپ سے زیادہ مستفید ہوئے۔ ابتدائی عہد میں آپ سے بعض خوارق کا ظہور بھی ہوا ہے۔ ریاضت کافی کی اور آپ پر اس کے اثرات نمایاں تھے

(۲۰) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ۔

محدث مدرسہ امینیہ دہلی، مفتئ اعظم ہندوستان۔ اپنے زمانہ کے مشہور و مسلّم مفتی اور فقیہ تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ نکتہ رس علماء میں سے تھے۔ تدریس و افتاء کے ساتھ سیاسی لائن میں بھی نمایاں کام انجام دیا۔ آپ ہی جمعیۃ العلماء ہند کے سب سے پہلے صدر ہوئے، اور عرصۂ دراز تک صدر رہے۔ جمعیۃ العلماء اور کانگریس کی تحریکوں میں قائدانہ حصہ لیا۔ کئی مرتبہ جیل گئے۔ آپ کا علم و فہم علماء میں تسلیم شدہ تھا۔ حضرت تھانویؒ جیسی مردم شناس ہستی نے فرمایا کہ "میں مفتی کفایت اللہ کے تدبر اور

مولوی حسین احمد کے جوشِ عمل کا معتقد ہوں"۔ مجموعی طور پر آپ فقیہ، محدث، مفتی، مجاہد اور نکتہ سنج علماء دیوبند میں سے تھے۔

(۲۱) حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ دار العلوم دیوبند کے پانچویں صدر المدرسین تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے۔ علم و فضل کے ساتھ غیر معمولی مقبولیت رکھتے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ کے خلفاء مجازین میں سے تھے، علم سے فراغت کے بعد اپنے والد مرحوم کے ساتھ ۱۳۱۶ھ میں مدینہ طیبہ پہونچے اور اٹھارہ (۱۸) سال مدینہ منورہ میں رہ کر مختلف علوم و فنون اور بالخصوص حدیث شریف کا درس دیا۔ زندگی کمال زہد و قناعت کی تھی جو کمال صبر و تحمل سے اس مدت میں بسر ہوئی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ۱۳۱۸ھ میں ہندوستان تشریف لائے۔ پھر ۱۳۲۰ھ میں واپس تشریف لے گئے۔ ۱۳۲۷ھ میں دار العلوم میں بحیثیت مدرس آپکا تقرر ہوا۔ ۱۳۲۹ھ تک درس دیا۔ پھر اسی سال مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۳۱ھ میں پھر ہندوستان واپس تشریف لائے اور اسی سال مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔ ۱۳۳۵ھ میں حضرت شیخ الہندؒ کے ہمراہ حجاز ہی میں اسیر کر کے مالٹا بھیج دیئے گئے۔ ۱۳۳۸ھ میں مالٹا سے رہا ہو کر حضرت شیخ الہندؒ کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور اسی سال اکابر کے حکم سے جامعہ اسلامیہ امروہہ میں صدارت تدریس کی خدمات انجام دیں۔ پھر ۱۳۳۹ھ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ میں صدر مدرس رہے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ۱۳۳۹ھ میں ہی جامعہ اسلامیہ سلہٹ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہو گیا۔ سلہٹ میں آپ ۱۳۴۵ھ تک قیام پذیر رہے۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے ڈابھیل تشریف لے جانے پر آپ شوال ۱۳۴۵ھ میں دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس بنائے گئے۔ آپ بڑے درجہ کے محدث تھے۔ حدیث کے مشہور اسکالر تھے۔ آپ کا درس حدیث بہت مقبول تھا۔ کئی تصانیف فرمائیں جو سیاست اور تصوف پر ہیں۔ ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۷۷ھ تک بتیس (۳۲) برس دار العلوم میں صدر مدرس اور ناظم تعلیمات رہے۔ اس دوران میں ۳۸۵۴ طلبہ نے آپ سے بخاری اور ترمذی پڑھ کر دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی۔ آپ ان تعلیمی خدمات کے

ساتھ ساتھ اپنی ہمت مردانہ سے سیاسی کام بھی پوری تندھی سے انجام دیتے رہے۔ اسی دوران میں آپ جمیعۃ العلماء ہند کے بار بار صدر بنائے گئے۔ آپ جمیعۃ العلماء اور کانگریس کے قائدین میں سے تھے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں نمایاں حصہ لیا اور سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کئی مرتبہ جیل گئے اور آخر کار ملک کو آزاد کرایا۔ بہر حال مجموعی حیثیت سے آپ عالم، فاضل، شیخ وقت، مجاہد، جفاکش، جری اور اولوالعزم فضلاءِ دار العلوم دیوبند میں سے تھے۔!

(۲۲) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھیؒ۔

سابق ناظم جمیعۃ الانصار دار العلوم دیوبند۔ سکھ مت سے آپ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ آپ دار العلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت شیخ الہندؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے۔ غیر معمولی ذکاوت، ذہانت اور حافظہ کے مالک تھے۔ دماغ خلقی طور پر سیاسی تھا۔ سیاست میں گہری نظر تھی۔ ابتداءً طبعی اور علمی انداز میں اور بعد میں مشاہداتی انداز میں۔ یوروپ اور ایشیا کے بہت سے انقلابات آپ کے سامنے گذرے۔ اس لئے سیاسی اسکیموں کی ساخت و پرداخت میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپنے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک "ریشمی رومال" میں سرگرم حصہ لیا۔ افغانستان کی آزادی کی اسکیم آپ ہی نے مرتب فرمائی تھی۔ ۲۵ سال تک جلاوطن رہے۔ واپس تشریف لاکر فلسفۂ ولی اللّٰہی سے ملک کو روشناس کرایا۔ سندھ ساگر اکاڈمی اور محمد قاسم ولی اللّٰہی سوسائٹی قائم کی جس نے حضرت نانوتویؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے علوم کی کافی خدمت کی۔ افغانستان میں آپ نے انڈین نیشنل کانگریس کی ایک باضابطہ شاخ قائم کرکے افغانستان کے حق میں ہندوستان کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ آپ کانگریس میں شرکت کے حامی تھے۔ مگر انفرادی حیثیت سے نہیں بلکہ من حیث القوم۔ دار العلوم میں آپ نے جمیعۃ الانصار قائم کی جس کے بڑے بڑے دو اجلاس مراد آباد اور میرٹھ میں ہوئے اور اس کے حلقۂ اثر میں وسعت اور قوت پیدا ہوئی۔ آپ دار العلوم کو ایک علمی انداز سے ملی تنظیم کا مرکز بنانا چاہتے تھے جس کا نقش اول جمیعۃ الانصار کا قیام تھا۔

(۲۳) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب سہسرامیؒ۔

آپ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پرنسپل تھے۔ مشہور عالم۔ ذی استعداد فاضل ہیں۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے راستہ سے آپ کا علمی فیضان بنگال کے گردونواح میں کافی پھیلا۔ متواضع، فہیم، اور خلیق علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

(۲۴) حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب پشاوریؒ۔

آپ افغانستان میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔ حکومت افغانستان میں آپ کا خاص وقار تھا۔ آپ وہاں کی پریوی کونسل کے صدر بھی تھے اور شرعی احکام میں آپ کا فیصلہ آخری ہوتا تھا جس پر بادشاہ اور حکومت سب سر جھکا دیتے تھے۔

(۲۵) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ۔

خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ۔ آپ قابل قدر علم کے حامل تھے۔ "ارشاد الباری" آپ کی مشہور تالیف ہے آپ گہرا علم رکھتے تھے اور حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد رشید تھے۔

(۲۶) حضرت مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوریؒ۔

آپ دار العلوم کے ممتاز ابناء قدیم میں سے تھے۔ دار العلوم سے فارغ ہونے کے بعد مختلف دینی مدارس میں آپ نے مدرسی کی۔ مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے پرنسپل رہے۔ دار العلوم دیوبند میں تقریباً ۸ سال درس دیا۔ پھر تقریباً تین سال یہاں کے مفتی کی حیثیت سے کام کیا۔ بعد ازاں مدرسہ عالیہ سلہٹ میں صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے۔ اور عمر کا آخری حصہ وہیں گذارا۔ آپ کا علمی فیض بہت عام ہوا۔ شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ جیسے لائق اور فاضل علماء آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ممدوح رقت قلب کے ساتھ صاحب دل تھے اور اکابر و اسلاف کے نقش قدم کے انتہائی طور پر محافظ تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ آپ دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔

❊ ❊ ❊

(۲۷) حضرت مولانا محمد میاں صاحب منصور انصاریؒ۔

آپ حضرت نانوتویؒ کے نواسے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے خاص معتمد تلمیذ رشید تھے۔ ابتداءً حضرت شیخ الہندؒ کے علمی کاموں میں شریک رہے اور اخلاقی استفادہ کیا۔ پھر حضرت کے سیاسی منصوبوں میں شریک ہوئے اور آخر کار حضرت کے امین اور راز دار رفقاء میں شمار ہوئے۔ ریشمی خط کو حجاز سے لے کر آپ ہی روانہ ہوئے تھے۔ اور برطانوی حکام کی انتہائی کوشش کے باوجود ان کے قبضہ میں نہ آسکے۔ اور بمبئی سے پشاور تک مخفی سفر کیا۔ ہندوستان کی سرحد پار کر کے افغانستان میں داخل ہو گئے اور ریشمی خط اپنے موقعہ پر پہونچا دیا۔ کابل کا انقلاب آپ کے سامنے ہوا۔ بچہ سقہ کی چندروزہ حکومت میں آپ کو کابل سے بھی جلاوطن کر دئے جانے کا آرڈر دیا گیا۔ اور آپ کسی نہ کسی طرح کابل سے روپوشی کے ساتھ روس کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ اس عرصہ میں افغانستان میں انقلاب ہو گیا اور جنرل نادر شاہ حکمراں ہو گئے۔ انھوں نے مولانا کو عقیدت کے ساتھ پھر بلایا۔ اور روسی سفارت خانہ میں بحیثیت نائب سفیر آپ کو روس بھیجا گیا۔ وہاں سے واپسی پر مستقلاً آپ کابل میں مقیم ہوئے۔ ۱۳۵۸ھ میں مجھے آپ نے بحیثیت مہتمم دار العلوم دعوت دی اور مجلس شوریٰ نے اس دعوت کو بکمال خوشی منظور کرتے ہوئے مجھے بطور نمائندہ دار العلوم افغانستان بھیجا، تاکہ میں امیر نادر شاہ کی وفات پر تعزیت اور موجودہ بادشاہ افغانستان امیر ظاہر شاہ کی تخت نشینی پر تہنیت پیش کروں۔ افغانستان میں آپ کا علمی اور سیاسی وقار قوم اور حکومت یکساں طور پر مانتی تھی، مولانا ابوالکلام مرحوم کا جذبہ اور فیصلہ یہ تھا کہ ہندوستان کے آزاد ہوتے ہی وہ مولانا منصورؒ کو ہندوستان لائیں گے۔ لیکن آزادئ ہند سے چند ماہ پیشتر ممدوح کا وصال ہو گیا۔ رحمہ اللہ۔

(۲۸) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب آرویؒ۔

آپ پوربی علاقہ میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ مگر آخر میں ان پر عدم تقلید کا غلبہ ہو گیا اور جماعت دیوبند سے انتساب کا رشتہ کمزور ہو گیا۔

٭ ٭ ٭

(۲۹) حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ۔

آپ حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد علیہ تلامذہ میں سے تھے۔ غیر معمولی ذہانت و ذکاوت کے حامل تھے۔ علم مستحضر تھا اور بڑا متبحر عالم تھا۔ درس مقبول تھا۔ علوم عقلیہ سے خاص ذوق تھا۔ منطق، فلسفہ اور علم کلام میں غیر معمولی دسترس تھی۔ حکمت قاسمیہ کے بہترین شارح تھے۔ دار العلوم سے فراغت کے بعد مسجد فتح پوری دہلی کے مدرسہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تدریس علوم میں مشغول ہوئے پھر دار العلوم میں بحیثیت مدرس بلائے گئے۔ اونچے طبقہ کے اساتذہ میں آپ کا شمار تھا۔ پھر ڈابھیل میں ایک عرصہ تک شیخ التفسیر کی حیثیت سے کام کیا۔ اور اپنے آخری دور میں چند سال دار العلوم کے صدر مہتمم بھی رہے۔ صحیح مسلم کی بہترین شرح متکلمانہ انداز میں لکھی اور حکمت قاسمیہ کو اس میں نمایاں رکھا، حضرت شیخ الہندؒ کے تفسیری فوائد جو حضرتؒ نے ترجمہ کے ساتھ شروع فرمائے تھے آپ نے پایۂ تکمیل کو پہونچائے۔ بے مثال خطیب تھے اور خطبات میں قاسمی علوم بکثرت بیان کرتے تھے۔ تحریر و تقریر میں ان ہی علوم کا غلبہ تھا۔ سیاسی شعور اونچے درجہ کا تھا۔ ملکی معاملات کے اتار چڑھاؤ کا پورا نقشہ ذہن کے سامنے رہتا تھا۔ اور اس بارے میں نپی تلی رائے قائم کرتے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک "ریشمی رومال" میں شریک رہے۔ جمعیۃ العلماء ہند کے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ آخر میں مسلم لیگ کی تحریک میں شامل ہو گئے اور جمعیۃ علمائے اسلام کی بنیاد ڈالی تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستان پہونچ کر ترک وطن کر دیا۔ پاکستانی پارلیمنٹ کے ممبر ہوئے۔ پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ کی جد و جہد میں نمایاں حصہ لیا۔ قرار دادِ مقاصد پاس کرائی۔ وہاں کی قوم نے آپ کو شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کیا۔ ایک سفر کے دوران میں بھاولپور میں وفات پائی اور کراچی میں دفن ہوئے۔ پورا ملک اور حکومت سوگوار ہوئی اور عرصہ دراز تک آپ کا غم منایا جاتا رہا۔

رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

(۳۰) حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب مدظلہ۔

سابق صدر المدرسین مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد و موجودہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند۔ آپ اونچے

مشاہیر دار العلوم — اور — خدمات جو انجام دیں

درجہ کے محدث ہیں۔ جمعیۃ العلماء ہند اور کانگریس کی تحریکوں میں برابر حصہ لیتے رہے اور کئی بار جیل گئے۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ ہی کو جمعیۃ العلما ہند کا صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء سے ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء تک دار العلوم میں آپ سے ۱۱۶۱ طلبہ نے بخاری شریف پڑھی۔

(۳۱) حضرت مولانا فضل ربی صاحبؒ۔

آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ایک جوشیلے عالم تھے۔ آپ حکومت افغانستان کی ہیئت تمیزیہ کے رکن کی حیثیت سے بہت ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔

(۳۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مدظلہ۔

آپ دار العلوم دیوبند کے موجودہ صدر المدرسین ہیں اور حضرت شیخ الہندؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں۔ اس وقت معقولات میں خصوصاً اور جمیع علوم میں عموماً فرد تسلیم کئے جاتے ہیں۔ موجودہ اساتذۂ دار العلوم و دیگر مدارس دینیہ اکثریت کے ساتھ آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ درس حدیث میں آپ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ مختلف مدارس دینیہ، فتحپوری دہلی، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ، مدرسہ ہاٹ ہزاری چاٹگام وغیرہ میں صدارت تدریس کے عہدہ پر فائز رہے۔ آپ کے اساتذہ نے بالآخر آپ کو دار العلوم کے لئے انتخاب فرمایا۔ اور بہت اونچے طبقہ کے اساتذہ میں آپ کا شمار رہا۔ ۱۳۷۷ھ میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ دار العلوم کے صدر مدرس، ناظم تعلیمات اور مجلس شوریٰ کے ممبر بنائے گئے۔ آپ کے زمانہ صدر مدرسی میں ۱۳۷۷ھ سے ۱۳۸۲ھ تک ۱۱۶۱ طلبہ دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

(۳۳) حضرت مولانا ماجد علی صاحبؒ۔

آپ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پرنسپل رہے اور اس نواح کے مشاہیر علم و فضل میں سے تھے۔

(۳۴) حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ۔

آپ بھی حضرت شیخ الہندؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث و قرآن پر اچھی اور وسیع نظر رکھتے

تھے۔ آریوں اور قادیانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور متعدد مناظرے کئے۔ آپ کا لقب شیر پنجاب تھا۔ میلان عدم تقلید کی طرف تھا۔ آزادیٔ ملک کی تحریک میں جمیعۃ العلماء ہند کے ساتھ رہے۔ اور باوجود اختلاف مسلک کے اکابر و اسلاف دیوبند کے بہت زیادہ گرویدہ اور اخلاقی طور پر ان سے غیر معمولی انداز سے وابستہ رہے۔ اس احقر سے بہت زیادہ مانوس تھے۔ ہمیشہ ملاقات کے وقت مصافحہ اور معانقہ ہی پر قناعت نہ کرتے تھے بلکہ پیشانی بھی چومتے تھے۔ اور بعض اوقات آنکھوں میں آنسو بھر لاتے تھے۔

(۲۵) حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ۔

آپ بھی مشاہیر فضلاءِ دیوبند میں سے تھے، صاحب طرز مصنّف، تیز ذہن و ذکا اور طباعی میں منفرد تھے۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد دار العلوم کے آرگن رسالہ "القاسم" کے ایڈیٹر اور رئیس التحریر منتخب کئے گئے۔ اور عرصۂ دراز تک قلمی خدمات سے ہندوستان کے علمی حلقوں کو مستفید کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد (دکن) کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس دوران میں بہت سی مفید اور علمی تصانیف آپ کے قلم سے نکلیں "کائنات روحانی" "سوانح ابوذر غفاری" اور "مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت" وغیرہ آپ کی مخصوص اور مشہور تصانیف ہیں۔ تصانیف اور علمی مقالات کا عدد بہت کافی ہے جو مقبول خواص و عوام ہے۔ آخر میں احقر کی فرمائش پر آپ نے "سوانح قاسمی" تین جلدوں میں مرتب کی جو آپ کی تصانیف میں ایک شاہکار تصنیف ہے۔ اس کے بارے میں جب احقر نے ان سے فرمائش کی تو بہت خوشی اور امنگ سے اُسے قبول کرتے ہوئے لکھا کہ میری علمی زندگی کی ابتداء "القاسم" ہی سے ہوئی تھی اور شاید انتہا بھی "القاسم" (یعنی حضرت نانوتویؒ) ہی پر ہوگی۔ چنانچہ یہی ہوا کہ سوانح قاسمی کی چوتھی جلد آپ نے شروع کی۔ پانچ صفحے لکھنے پائے تھے کہ عمر فانی نے جواب دے دیا۔ اور "القاسم" پر انتہا ہوگئی۔ تقریر و خطابت نہایت عالمانہ۔ ادیبانہ اور پرجوش ہوتی تھی۔ دقیقہ سنج اور نکتہ رس علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ ہندوستان کے مشاہیر علماء میں آپ کی ممتاز حیثیت مانی جاتی تھی ۱۳۷۵ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

(۳۶) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیملپوری مدظلہٗ۔

آپ بھی حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ حدیث سے خاص لگاؤ تھا۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں عرصہ تک صدر مدرس رہے۔ اور علوم وفنون کا درس دیتے رہے۔ آج کل اپنے وطن کیملپور میں خانہ نشین ہیں۔

(۳۷) حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب کابلیؒ۔

آپ مشہور سیاسی لیڈر تھے جنھوں نے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک میں بہت نمایاں کام کئے۔ دارالعلوم سے فارغ ہونے کے بعد عرصہ تک دہلی میں قیام کیا۔ پھر اپنے وطن کابل واپس جاکر وہیں مقیم ہوگئے۔ میں جب ۱۳۵۸ھ میں افغانستان حاضر ہوا تھا تو بقید حیات تھے اور میرے ساتھ غیر معمولی محبت اور ادب واحترام بلکہ نیازمندی سے پیش آتے تھے۔ حالانکہ میں ان کا ایک حقیر خورد تھا۔ آپ زبردست مجاہد تھے۔ اور جہاد کا جوش سینہ میں ابلتا ہوا رکھتے تھے۔ ہٹلر نے جب یوروپ پر حملہ کیا تو میں اس وقت کابل ہی میں تھا اور اتفاق سے مولانا ہی کے مکان پر موجود تھا۔ حملہ کی خبر سنتے ہی جوش مسرت میں رو پڑے۔ سجدے میں گر گئے اور فرمایا کہ "خداوندا! تیرا شکر ہے کہ بھیڑیوں میں باہم جنگ شروع ہوگئی جس سے انسانوں کے بچ جانے کی توقع ہوگئی"۔

(۳۸) حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب مدظلہٗ۔

آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز علماء اور شیوخ میں سے ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا طرز اصلاح وتہذیب نفس ہو بہو حضرت تھانویؒ کی طرح ہے۔ پہلے ضلع اعظم گڈھ میں پھر شہر گورکھپور میں اور اس وقت الٰہ آباد شہر میں آپ نے اپنی خانقاہیں قائم فرمائی ہیں۔ بڑے بڑے ذی علم اور صاحب جاہ وثروت حضرات کی اصلاح آپ کے ذریعہ سے ہوئی اور ہو رہی ہے ہزاروں بندگانِ خدا کو روحانی فیض پہونچ رہا ہے۔ اور یہ خطہ آپ کے وجود باجود سے روحانیت سے بہرہ اندوز ہو رہا ہے۔

(۳۹) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ ممتاز فضلاء دیوبند میں سے ہیں۔ اور ابتداء طالب علمی سے انتہا تک احقر محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند کے رفقاء تعلیم میں سے ہیں۔ قوی الاستعداد ہیں، اور استحضار علم کے ساتھ معروف، فقہ اور ادب میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ فراغت تعلیم کے بعد دار العلوم کے درجۂ ابتدائی کے مدرس ہوئے۔ اور تعلیمی ترقی کی منزلیں طے کر کے طبقۂ وسطیٰ اور پھر طبقۂ اعلیٰ کے مدرسین میں شمار کئے گئے۔ فقہی مناسبت اور فقہ کے خاص ذوق کی بناء پر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتیٔ اعظم دار العلوم کے حلقۂ افتاء میں شامل ہوئے اور ایک ممتاز فتویٰ نویس ثابت ہوئے، بالآخر حضرت ممدوح کی وفات کے بعد دار العلوم کے عہدۂ افتاء پر بحیثیت مفتیٔ دار العلوم آپ ہی کا انتخاب کیا گیا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے اسارت مالٹا سے رہا ہو کر آجانے کے بعد آپ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت ہوئے اور حضرت کے وصال کے بعد احقر کی معیت میں حضرت اقدس مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ اور حضرت مرشد تھانویؒ سے خلافت حاصل کی۔ اور پھر تعلیم ظاہر کے ساتھ تعلیم باطن میں بھی مشغول ہوئے۔ الحمد للہ مولانا کے متوسلین بکثرت ہیں اور مخلوق کو فائدہ پہونچ رہا ہے۔ تصنیف و تالیف کا ذوق ابتداء ہی سے تھا۔ فقہ و حدیث اور مناظرہ میں نہایت مفید تصانیف کا ایک ذخیرہ ہے جو آپ کے قلم سے نکلا۔ اور خواص و عوام کے لئے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ شعر و شاعری کا ذوق بھی زمانۂ طالب علمی سے ہی تھا۔ عربی، فارسی اور اردو میں نہایت عمدہ قصائد، مراثی اور واقعاتی نظمیں کہیں جن کا مجموعہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستانی قومیت اختیار فرمائی اور آج وہاں کے ممتاز مفتیوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ گورنمنٹ پاکستان نے اسلامی قانون کی تدوین کے لئے علماء کی جو کمیٹی بنائی آپ اس کے رکن رکین رہے۔ آپ نے شیرانی (کراچی) میں ایک بڑے دار العلوم کی بنیاد ڈالی جو آج مرکزی حیثیت کی ایک ممتاز تعلیم گاہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ فضلاء دار العلوم دیوبند میں ایک ہمہ جہتی امتیاز رکھتے ہیں۔

(۴۰) حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ۔ (از عزیز احمد قاسمی ناظم شعبۂ تنظیم ابناء قدیم و ناظم شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند۔)

آپ حضرت بانئ دار العلوم قدس سرہٗ کے پوتے اور حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ مہتمم خامس دار العلوم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ نے ۱۳۲۷ھ میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور دار العلوم میں حسبۃً للہ درس و تدریس کا آغاز کیا۔ اور درس نظامی کی مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھائیں۔ ۱۳۴۳ھ سے ۱۳۴۸ھ تک دار العلوم کے نائب مہتمم رہے۔ اور ۱۳۴۸ھ سے اب تک کہ ۱۳۸۴ھ ہے آپ ہی دار العلوم کے مہتمم ہیں۔ اس وقت پورے ہندوستان میں بہترین خطیب تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے ہر خطہ میں پہونچ کر تقریر و خطابت کے ذریعہ اسلامی مقاصد کی اشاعت اور مسلک دار العلوم کی ترویج میں نمایاں حصہ لیا۔ تقریباً ایک سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ ایک مستقل ادارہ آپکی تصانیف کو شائع کر رہا ہے جو ملک میں مقبول ہیں۔ شعر و سخن میں بھی اپنے بزرگوں کی طرح تقہ انداز میں دخل رکھتے ہیں۔ آپ کی متعدد نظمیں، مثنویاں، اور قصائد ہیں جو رسالہ "دار العلوم" اور "القاسم" میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ بعض بلیغ نظمیں کتابی صورت میں بھی مستقلاً شائع ہوئی ہیں۔ آپ ہندوستان کے متعدد علمی اور تعلیمی اداروں کے ممبر اور سرپرست ہیں۔ اور متعدد مدارس کے بانی ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی اکزیکیٹو کونسل کے ممبر ہیں اور عرصہ دراز تک سنی سنٹرل وقف بورڈ کے ممبر رہے۔ دار العلوم کے ذمہ داروں میں سے آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بیرونی ممالک کے متعدد سفر کئے۔ افغانستان، برما، عدن، حجاز، مصر، اُردن، لبنان، ساؤتھ افریقہ، روڈیشیا، کینیا، ٹانگا نیکا، زنجبار، مڈغاسکر، حبش، مارشیس، ری یونین، پاکستان، وغیرہ میں جاکر دار العلوم کا تعارف کرایا۔ آپ کے زمانہ میں دار العلوم نے غیر معمولی ترقی کی۔ تعلیمی اور تعمیری سلسلہ کافی بڑھا۔ کاموں اور شعبوں میں اضافہ ہوا۔ اساتذہ، طلبہ اور عملہ کا عدد بہت بڑھ گیا۔ آمدنی کی رفتار غیر معمولی طور پر ترقی پذیر ہوئی جس کی تفصیل آنے والے نقشوں سے معلوم ہوگی۔ شعبوں نے محکموں کی صورت

اختیار کرلی جیسا کہ آگے متعلقہ نقشہ جات سے تفصیلات معلوم ہوں گی۔ ممدوح حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ کا بیعت و ارشاد کا سلسلہ ہند و بیرون ہند میں پھیلا ہوا ہے۔ اہتمام کے طویل الذیل کاموں کے باوجود درس و تدریس کا مشغلہ آپ کا کبھی ترک نہیں ہوا حدیث و تفسیر اور فن حقائق و اسرار کی کتابیں جیسے حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ اکثر زیر درس رہتی ہیں، دیوبند میں آپ کی ایک مستقل مجلس مذاکرہ قائم ہے جس میں طلبہ اور شہر کے لوگ جمع ہو کر علمی استفادہ کرتے ہیں۔

(۱۴) حضرت مولانا عبد الغفور صاحب مہاجر مدنی مدظلہ۔

آپ دار العلوم کے فیض یافتہ اور آخری دور طالب علمی میں خصوصیت کے ساتھ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ سے مستفید ہیں۔ نقشبندیہ سلسلہ کے ممتاز مشائخ میں سے ہیں۔ اصل سے صوبہ سرحد کے باشندے ہیں لیکن عرصہ دراز سے مدینہ طیبہ میں مہاجر کی حیثیت سے مقیم ہیں۔ .... اور حجازی قومیت اختیار فرمالی ہے۔ آپ پر غلبہ باطنی ارشاد و ہدایت کا ہے۔ سرحدی و پاکستانی لوگ بکثرت آپ کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کا مقام سکونت ایک مستقل خانقاہ کی حیثیت رکھتا ہے جس میں ہر وقت طالبوں اور مستفیدین کا مجمع لگا رہتا ہے۔ اس وقت حجاز میں آپ ممتاز مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔

(۲۴) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہ۔

آپ دار العلوم کے ممتاز فضلاء و علماء میں سے ہیں۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہٗ کے مخصوص اور معتمد علیہ تلامذہ میں سے ہیں۔ احقر کے خاص تعلیمی رفیق اور دورۂ حدیث کے ساتھی ہیں۔ اوپر سے ہم نسب بھی ہیں۔ حدیث، فقہ، اور تفسیر میں امتیازی مہارت کے حامل ہیں۔ قوت حافظہ امتیازی ہے۔ علوم اور کتب کا استحضار تام ہے۔ اونچے درجہ کے ارباب تدریس میں سے ہیں۔ علوم سے فراغت کے بعد بعض مدارس میں سلسلۂ تدریس سے منسلک رہ کر بالآخر دار العلوم دیوبند میں

شیخ التفسیر کی حیثیت سے بلائے گئے۔ اور کتب تفسیر کے ساتھ دورہ کی کتب حدیث بالخصوص ابوداؤد شریف اکثر وبیشتر آپ ہی کے درس میں رہتی تھی۔ اتباع سنّت اور عظمت سلف کا خاص شغف ہے۔ علوم شرعیہ اور ردّ مذاہب باطلہ میں بہت سی کتب کے بہترین مصنّف ہیں۔ محققانہ انداز سے بحث کرتے ہیں جس میں علمی مواد کافی ہوتا ہے۔ علمی تصانیف کے سلسلہ میں مشکوٰۃ المصابیح کی شرح (التعلیق الصبیح) آپ کا تصنیفی شاہکار ہے جو پانچ جلدوں میں ہے۔ ممالک اسلامیہ کا سفر کئے ہوئے ہیں اور بیروت جاکر آپ نے خود ہی شرح مشکوٰۃ طبع کرائی۔ سیرۃ المصطفیٰ کے نام سے کئی جلدوں میں محققانہ سیرت لکھی۔ جس میں آزاد خیال مصنّفوں پر علمی انداز سے تنقید کی ہے۔ اور ان کے بہت سے شکوک وشبہات کے مسکت جوابات دئے ہیں۔ عربی ادب میں خاص مہارت ہے۔ عربی اشعار برجستگی سے کہتے ہیں۔ فارسی میں بھی آپ کی نظمیں ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے پاکستانی قومیت اختیار کرلی اور آج جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث ہیں۔ تقریباً ہر جمعہ کو آپ کے وعظ کی مجلس ہوتی ہے۔ جس میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا ہے۔ حق گوئی میں (حکیمانہ انداز کے ساتھ) ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اور سچی بات بلا خوف لومۃ لائم برملا کہتے ہیں۔ تقویٰ اور خشیۃ اللہ آپ پر نمایاں نظر آتا ہے۔ ممتاز مشاہیر علم وفضل میں سے ہیں۔

(۴۳) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ۔

آپ دار العلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔ متعدد کتب میں احقر کے ہم سبق رہے ہیں۔ علمی استعداد شروع سے مضبوط تھی۔ اصل وطن ضلع ہزارہ (پاکستان) ہے۔ صاف گو خطیب ہیں۔ آپکی صلاحیتوں کے پیش نظر آپ کو جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان کا ناظم منتخب کیا گیا ہے۔ موصوف کی علمی شہرت کی بنا پر مصر نے آپ کو بطور نمائندہ جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان دعوت دی اور آپ نے وہاں کی عالمی مؤتمر میں علماءِ عالم کو خطاب فرمایا۔ آپ کا شمار وہاں کے مشاہیر میں ہے۔

(۴۴) حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مدظلہ۔

آپ بھی دار العلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔ حضرت علاّمہ سید محمد انور شاہ صاحب

کشمیریؒ صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ فراغت تحصیل کے بعد دارالعلوم دیوبند کے درجۂ ابتدائی کے مدرس رہے۔ فن حدیث میں خاص دلچسپی اور لگاؤ ہے۔ فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد کئی بار حضرت شاہ صاحبؒ کے یہاں ترمذی اور بخاری کی سماعت فرمائی۔ آپ حضرت شاہ صاحبؒ کے علوم کے خاص ترجمان ہیں۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری آپ کی تالیفات کا شاہکار ہے۔ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت قاری محمد اسحاق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ان کے خلیفۂ مجاز ہیں۔ آپ کا سلسلۂ ارشاد و ہدایت الحمد للہ وسیع ہے۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستانی قومیت اختیار کی اور ٹنڈو اللہ یار کے مدرسہ میں ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کام کیا۔ اور درس حدیث میں مشغول رہے۔ پھر پاکستان سے مدینۂ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور اب وہیں مقیم ہیں۔ آپ کا سلسلۂ بیعت و ارشاد خصوصیت سے افریقہ میں بہت پھیلا۔ بکثرت افریقی آپ سے بیعت ہیں۔ زمانۂ حج میں جو قافلے ایسٹ یا ساؤتھ افریقہ سے آتے ہیں وہ اکثر و بیشتر آپ کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر واپس ہوتے ہیں۔ آپ کی تصنیف و تالیف میں ترجمان السنۃ، علم حدیث میں ایک شاہکار تصنیف ہے جس میں اکابر دارالعلوم اور بالخصوص حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کے علوم کو جمع کر کے خود اپنے علم اور علمی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ اس مبارک کتاب کی تین ضخیم جلدیں ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہو چکی ہیں جو خواص و عوام میں مقبول ہیں۔

(۴۵) حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی مدظلہٗ۔

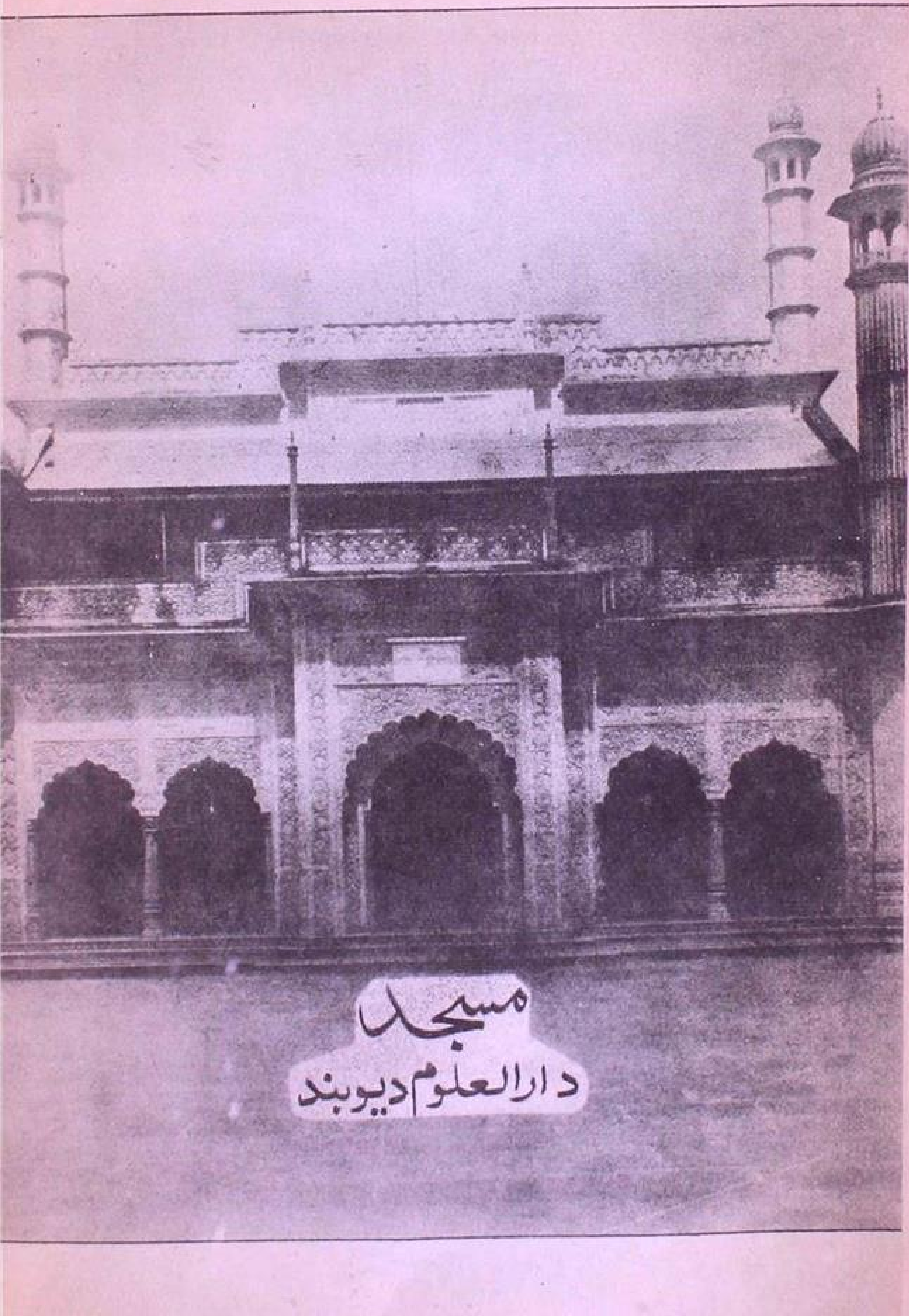
آپ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا الشیخ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی قدس سرہٗ کے فرزند رشید اور دارالعلوم دیوبند کے ہونہار فاضل ہیں۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب قدس سرہٗ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ درسیات سے فراغت کے بعد دارالعلوم کے درس و تدریس کے سلسلے میں لئے گئے۔ پھر دارالافتاء میں اپنے والد بزرگوار کی زیر تربیت افتاء نویسی کی مشق کی۔ اور دارالافتاء میں بحیثیت نائب مفتی کام شروع کیا اور فتویٰ نویسی میں مہارت حاصل کی۔ ایک عرصہ تک حضرت علامہ سید محمد انور شاہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مدرس کی حیثیت سے کام کیا پھر ایک عرصہ دراز تک کلکتہ میں مقیم رہے اور وہاں کے لوگوں کو علم اور دین سے مستفید کیا اسکے بعد دہلی آکر ادارۂ ندوۃ المصنفین قائم کیا جو وقت کا ایک بہترین معیاری ادارہ ہے جس نے اسلامی علوم وفنون کی بہت سی قابل قدر تصانیف ملک کے سامنے پیش کیں۔ آپ اس وقت دہلی کے مشاہیر علم وفضل میں شمار کئے جاتے ہیں بہت سے علمی اور دینی اداروں کے ممبر ہیں اور مرکزی حج کمیٹی کے صدر ہیں، گورنمنٹ بھی آپ کی بات کا اثر لیتی ہے۔ قومی کاموں میں آپکا خاص حصہ ہے۔ تحریک آزادئ ہند کے سپاہیوں میں سے ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند کے کاموں میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ کے دست راست رہے ہیں اور انکے وصال کے بعد جمعیۃ علماء ہند کے صدر عامل کے عہدہ پر فائز ہیں۔ دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے مؤثر ممبروں میں سے ہیں۔ جری اور شیر دل مقرر ہیں، بیرونی ممالک میں بھی آپ کی آمد ورفت رہی ہے۔ حال ہی میں آپنے روس کے بعض دینی اداروں کی دعوت پر روس کا سفر کیا تھا، مجموعی حیثیت سے دار العلوم کے ممتاز فضلاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

(۴۶) حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ۔

آپ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس دار العلوم دیوبند کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے، اعلیٰ ترین علمی استعداد کے مالک، غایت درجہ کے ذکی اور طباع فضلاء میں سے تھے، ابتداءً دار العلوم میں مدرس کی حیثیت سے مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھائیں پھر دار العلوم کی طرف سے مدراس بھیجے گئے اور وہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مدرس رہے۔ تصنیف وتالیف کی مخصوص صلاحتیں رکھتے تھے۔ متعدد اعلیٰ ترین کتابوں کے مصنف تھے، ہندستان کے بڑے بلند پایہ مقرر اور خطیب تھے۔ بہترین سیاستداں تھے، ندوۃ المصنفین کے مخصوص کارپردازوں میں سے تھے۔ جمعیۃ علماء ہند اور کانگریس کے صف اول کے لیڈروں میں سے تھے، کئی بار جیل گئے، طویل عرصہ تک جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ۱۹۴۷ء کے انقلابی ہنگاموں میں اپنی جان پر کھیل کر ہزاروں کی جانیں بچائیں۔ پارلیمنٹ کے بے لوث اور نڈر ممبر تھے، فرقہ پرست بھی......


نودرہ دارالعلوم دیوبند


مسجد
دارالعلوم دیوبند

انکالوہا مانتے تھے گورنمنٹ بھی انھیں مانتی تھی اور ان کے اثرات قبول کرتی تھی۔ غرض ان کی شخصیت ایک جامع اور مؤثر شخصیت تھی جس کا ہندوستان کے تمام علمی اور سیاسی طبقات پر اثر تھا۔ دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے ممبر اور اس کے کاموں میں دخیل تھے۔

(۴۷) حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی مدظلہٗ۔

آپ دار العلوم دیوبند کے ہونہار فاضل اور حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ علوم درسیہ سے فراغت کے بعد مدرسہ شاہی مراد آباد میں مدرس اور مفتی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جمعیۃ علماء ہند کے ذمہ دار کارکنوں میں سے ہیں۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کے حکم پر جمعیۃ علماء ہند کے ناظم بنے۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ کی وفات کے بعد ایک سال تک ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند کے عہدہ پر فائز رہے۔ جمعیۃ اور کانگریس کے بڑے مخلص سپاہی اور صف اول کے لیڈروں میں سے ہیں۔ کئی بار جیل گئے۔ متعدد مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ "علماء ہند کا شاندار ماضی" کئی جلدوں میں اور تاریخ اسلام آپ کی شاہکار تصانیف ہیں۔ بچوں کی اسلامی تعلیم سے بہت زیادہ شغف ہے۔ چنانچہ دینی تعلیم کے متعدد رسائل تصنیف فرمائے جو بہت زیادہ مقبول ہوئے تعلیم کے ہر شعبہ میں اور ہر مضمون میں اسلامی رنگ دیکھنے کی تڑپ ہے۔ اور اس تڑپ کا مظاہرہ تصنیف کردہ کتابوں اور چارٹوں سے ہوتا ہے۔ دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے کارگزار ممبر ہیں۔ مجموعی حیثیت سے علم و عمل میں دستگاہ اور صلاح و تقویٰ حاصل ہے۔

(۴۸) حضرت مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی مدظلہٗ۔

آپ نے دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد ایم۔اے کیا۔ دلی یونیورسٹی میں پروفیسر رہے۔ پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل رہے۔ آج کل علیگڈھ مسلم یونیورسٹی میں سنی دینیات کے شعبہ کے انچارج ہیں۔ رسالہ برہان کے ایڈیٹر ہیں۔ آپ کی قابلیت اپنی جماعت میں مسلّم ہے۔ کناڈا، انگلینڈ وغیرہ میں آپ کے لکچر بہت مقبول ہوئے۔ متعدد مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے

ممبر اور ادارۂ مجلس معارف القرآن (اکاڈیمی قرآن عظیم) کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین ہیں۔ آپ بھی حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اس وقت آپ کی شخصیت ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے۔ مصر، شام، حجاز، کویت، لبنان، کناڈا، انگلستان وغیرہ کے آپ نے قومی طور پر سفر کئے اور اپنی قابلیت سے ادبی اور علمی حلقوں میں ممتاز رہے۔ مصر کی عالمی مؤتمر میں احقر کی معیت میں آپ کا خصوصی سفر ہوا۔ اور عالمی مؤتمر میں آپ کے خطاب کو سنا گیا۔

(۴۹) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہٗ۔

آپ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مایۂ ناز شاگردوں میں سے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے علوم کے امین ہیں۔ جن کی ذات سے حضرت کے علوم کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی۔ علمی دنیا میں آپ کا ایک خاص درجہ اور مقام ہے۔ ادبیت اور عربی و فارسی کی ادبی قوت بے مثال ہے۔ عربی زبان میں بے تکان اور بے تکلف بولتے ہیں جس میں برجستگی اور روانی ہوتی ہے۔ عربی تحریر اور انشاء پردازی میں ایک بے نظیر صاحب طرز ہیں۔ متعدد اعلیٰ کتب کے مصنف ہیں۔ ترمذی شریف کی نہایت ہی جامع اور بلیغ شرح لکھی ہے جس میں محدثانہ اور فقیہانہ انداز سے کلام کیا گیا ہے اس کی عربیت اور طرز ادا معیاری ہے۔ اور ذخیرۂ معلومات بہت کافی ہے۔ اس سے تبحر اور تفقہ دونوں نمایاں ہیں۔ آپ نے مصر، بیروت، شام، حجاز، عراق اور افغانستان وغیرہ کے سفر کئے۔ مصر میں علماء دیوبند کا سب سے پہلے آپ نے تعارف کرایا۔ اور وہاں کے اخبارات و رسائل نے آپ کے بلیغ مضامین نہایت شوق و ذوق سے شائع کئے جس سے مصر و شام میں آپ کی علمیت کا چرچا ہی نہیں ہوا بلکہ دھاک بیٹھ گئی۔ اور معیاری علماء کی مجلسوں میں آپ کو نہایت توقیر اور احترام کے ساتھ طلب کیا جانے لگا۔ علامہ طنطاوی مصری صاحب تفسیر طنطاوی پر آپ نے مصنف کے روبرو نقد و تبصرہ کیا جس سے خود مصنف متاثر ہوئے اور بہت سی تنقیدات کو انصاف پسندی کے ساتھ انھوں نے قبول کیا اور "یا استاذ" کے الفاظ سے خطاب کیا۔ عربی میں بھی برجستگی اور ید طولیٰ حاصل ہے۔ مؤتمر عالم اسلامی قاہرہ (مصر) میں

رئیس وفد پاکستان کی حیثیت سے آپ کو بلایا گیا۔ اور وہاں آپنے مسلکِ علماءِ دیوبند کے مطابق مسائل پر نقد و تبصرہ فرمایا بعض مسائل کے متعلق آپ کے مقالہ کو اہمیت دی گئی۔ اور کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ آپ نے کراچی میں ایک مثالی دارالعلوم قائم فرمایا اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر نیوٹاؤن کی عظیم مسجد میں ابتدائً زہد و قناعت اور بے سروسامانی کے ساتھ تعلیم دینی شروع کر دی۔ نقر و فاقہ تک کو برداشت کیا۔ مگر کارِ تعلیم جاری رکھا۔ بالآخر سنت الٰہیہ کے مطابق آخر میں لوگوں کا رجوع ہوا۔ اور آج یہ دارالعلوم کئی لاکھ کی عمارت ہے جس میں پندرہ بیس کے قریب اساتذہ کارِ تعلیم و تدریس میں مشغول ہیں خدمت و فقہ میں ممدوح کی استعداد و لیاقت ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ جسے ان کے ہم عصر بھی لطوع و اعتراف تسلیم کرتے ہیں۔ آپ فضلاءِ دیوبند میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ملک میں معروف ہیں۔ صوبہ سرحد (مغربی پاکستان) آپ کا وطن ہے۔ اور اس وقت بحیثیت ناظمِ اعلیٰ دارالعلوم نیوٹاؤن کراچی میں قیام فرما ہیں۔

(۵۰) حضرت مولانا حامد الانصاری غازی مدظلہٗ

آپ حضرت مولانا منصور انصاریؒ رفیقِ سیاست حضرت شیخ الہندؒ کے صاحبزادے ہیں۔ اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے تلامذہ میں سے اور حضرت بانیٔ دارالعلوم قدس سرہٗ کے نواسوں میں سے ہیں۔ علمی ذوق سے طبعی مناسبت رکھتے ہیں۔ اُردو ادب کے صاحب طرز ادیب ہیں مشہور اخبار "مدینہ" بجنور کے برسہا برس ایڈیٹر رہے۔ پھر بمبئی میں اپنا مستقل اخبار "جمہوریت" جاری کیا۔ آپ کے سیاسی مقالات کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ صوبہ بمبئی کی جمعیۃ العلماء کے صدر رہیں۔ سیاست پر کافی نظر اور سیاسی نشیب و فراز میں مہارت و حذاقت رکھتے ہیں "اسلام کا نظام حکومت" آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے جو مقبول ہے۔ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے ممبر اور ادارۂ مجلس معارف القرآن (اکاڈمی قرآن عظیم) کی مجلس کے رکن ہیں۔

(۵۱) حضرت مولانا مفتی محمد محمود صاحب مدظلہ، ایم۔پی (پاکستان)

آپ کی شخصیت علمی حلقوں میں بہت زیادہ معروف ہے۔ اس وقت پاکستان کی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ حق گوئی میں بے باک ہیں۔ فقہی اور حدیثی استعداد کے ساتھ عصری معلومات پر کافی عبور رکھتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں آپ کی تقریریں شرعی اور عصری معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہوتی ہیں۔ افتاء آپ کا خاص منصب ہے۔ اور آپ کے فتاویٰ ملک میں اعتماد و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ وطن صوبہ سرحد (مغربی پاکستان) ہے۔ آپ اپنی گوناگوں علمی خصوصیات کی وجہ سے مصر کی عالمی مؤتمر میں بھی طلب کئے گئے۔ اور وہاں آپ کا بلیغ خطاب وقعت کے ساتھ سنا گیا۔ آپ دارالعلوم کے ممتاز فضلاء اور پاکستان کے مشاہیر میں سے ہیں۔

(۵۲) حضرت مولانا سید محمد منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ۔

آپ بھی دارالعلوم دیوبند کے ایک ہونہار ابن قدیم ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد خانقاہ رحمانی میں اپنے والد بزرگوار کے جانشین کی حیثیت سے گدی نشین ہوئے اور خلق خدا کی روحانی اصلاح میں مشغول ہو گئے۔ ساتھ ساتھ درس وتدریس کا مشغلہ بھی جامعہ رحمانی میں جاری رکھا۔ آپ کی وجہ سے جامعہ رحمانی کو کافی ترقی ہوئی۔ تاآنکہ جامعہ کی سابقہ عمارت ناکافی ہو جانے کی وجہ سے آپ نے جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جو آج نہایت شاندار صورت میں دیدہ زیبی کے ساتھ کھڑی ہوئی علوم دینیہ کی اشاعت وترویج کر رہی ہے۔ اسی کے ساتھ آپ نے ایک نہایت ہی شان دار لائبریری اور کتب خانہ بھی تیار کرایا ہے۔ جس کی شاندار عمارت تمام ضروری علوم وفنون کی کتابوں سے بھرپور اور آراستہ ہے۔ عالمی مؤتمر اسلامی قاہرہ (مصر) کے لئے بحیثیت امیر شریعت بہار آپ کا نام منتخب کیا گیا۔ احقر کی معیت میں آپ نے مصر وحجاز کا سفر فرمایا۔ مؤتمر اور الرابطۃ الاسلامیہ مکہ مکرمہ میں آپ نے مقالات پیش فرمائے جن کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ آپ مشاہیر ملک میں سے ہیں۔ اور فضلاء دیوبند میں ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ آپ کی دینی وملی خدمات اور ساتھ ہی آپ کے والد ماجد حضرت اقدس

مشاہیر دار العلوم　　　اور　　　خدمات جو انجام دیں

مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ ارشد حضرت اقدس مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہٗ کی روحانی نسبت اور حلقۂ اثر کے زیر اثر اہل بہار و اڑیسہ نے آپ کو امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ کا امیر شریعت منتخب کیا۔ آپ کی امارت کے زمانہ میں امارت شرعیہ نے بہت زیادہ ترقی کی۔ اور اس کی شاخیں صوبہ کے مختلف اضلاع میں قائم ہو گئیں جو شرعی قانون کو عملی طور پر اس خطہ میں نافذ العمل کئے ہوئے ہیں۔ آپ دار العلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین اور موثر ممبر بھی ہیں۔

یہ مختصر فہرست ان مشاہیر کی ہے جن کے فیوض سے ہند و پاک کا گوشہ گوشہ سیراب ہو رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بیرون ہند میں بھی ان حضرات کے فیوض جاری ہیں۔ مشاہیر میں بہت سے ذی استعداد افراد ایسے ہیں جو پڑھنے پڑھانے میں تو زیادہ مشہور نہیں ہوئے لیکن اپنی اہلیت اور قابلیت کی بنا پر دوسرے علمی کاموں میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے مثلاً تصنیف، خطابت، طب اور صحافت وغیرہ میں بہت مشہور ہوئے۔ چند افراد کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) مولانا احسان اللہ خاں صاحب تاجور نجیب آبادیؒ۔ سابق پروفیسر دیال سنگھ کالج۔ لاہور۔ و ایڈیٹر "ادبی دنیا" لاہور۔ آپ بہت مشہور صحافی اور ممتاز شاعر تھے۔

(۲) مولانا مظہر الدین صاحب بجنوریؒ۔ سابق ایڈیٹر "الامان" دہلی۔ آپ مشہور مقرر اور صحافی تھے۔ مسلم لیگ کے ممتاز لیڈروں میں سے تھے۔ دار العلوم دیوبند میں کچھ عرصہ مدرس بھی رہے۔

(۳) مولانا شائق احمد صاحب عثمانی۔ سابق ایڈیٹر "عصر جدید" کلکتہ۔ آپ دیوبند کے ممتاز فاضل اور ذہن و ذکاوت اور علمی استعداد میں اپنے دور میں فرد مانے جاتے تھے۔ مگر فراغت کے بعد علمی سلسلہ قائم نہیں رہا۔ بلکہ اخباری دنیا میں آ کر اسی میں منہمک رہے۔ تقسیم کے بعد پاکستانی قومیت اختیار کر لی۔

(۴) مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بجنوری۔ سابق ایڈیٹر "منصور" و "نجات" بجنور۔

(۵) مولانا حکیم جمیل الدین صاحب بجنوریؒ۔ آپ مشہور طبیب تھے۔ مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحبؒ کے استاد تھے۔

دارالعلوم کے فضلائے کرام کی کارکردگی

دارالعلوم دیوبند نے بحیثیت تعلیم گاہ ہونے کے ہر جہتی تعلیم دی اور ہمہ نوع فضلاء پیدا کئے۔ جنھوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کام کیا۔ ذیل میں فضلائے دارالعلوم کی کارکردگی کا مختصر تذکرہ بصورت اعداد و شمار پیش کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند نے کون کون سی خدمات انجام دیں۔ یہ اعداد و شمار کارکردگی کے لحاظ سے ہیں یعنی اگر ایک ابن قدیم نے پانچ یا چھ کام کئے ہیں تو ہر کام میں اس ابن قدیم کا نام شمار کیا گیا ہے۔ یہ اعداد و شمار سن آغاز دارالعلوم ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۸۲ھ تک کے ہیں (یعنی گذشتہ سو سال کے)

۱۲۸۳ھ سے ۱۳۸۲ھ تک ۱۰۰ سال کے عرصہ میں دارالعلوم دیوبند نے ۵۳۶ مشائخ طریقت پیدا کئے۔

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۵۰۰۸ مدرسین ″ ″ ″ ″

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۱۱۶۴ مصنفین ″ ″ ″ ″

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۱۷۰۴ مفتی ″ ″ ″ ″

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۱۵۴۰ مناظر ″ ″ ″ ″

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۶۰۴ صحافی ″ ″ ″ ″

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۴۲۸۸ خطیب و مبلغ ″ ″ ″ ″

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۲۸۸ طبیب ″ ″ ″ ″

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ دارالعلوم کے ۷۴۸ فضلا نے صنعت و حرفت اور تجارت کے ذریعہ ملکی خدمات انجام دیں۔

″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ابنائے قدیم دارالعلوم نے ۸۹۳۶ مدارس و مکاتب قائم کئے۔

مذکورہ بالا خدمات میں جن حضرات نے اونچے درجہ کا مقام حاصل کیا ان کی تعداد درج ذیل ہے۔

اعلیٰ درجہ کے معلمین و مدرسین	۴۴۸
اعلیٰ درجہ کے مصنفین	۲۷۶
اعلیٰ درجہ کے مفتی	۱۶۴
اعلیٰ درجہ کے مناظر	۱۱۲
اعلیٰ درجہ کے صحافی	۱۰۸
اعلیٰ درجہ کے خطیب و مبلغ	۲۸۸
اعلیٰ درجہ کے طبیب	۱۶۴

ملک میں دارالعلوم کی شاخیں اور زیرِ اثر مدارس

دارالعلوم کے فیضان نے ایک طرف تو ایسی شخصیتیں پیدا کیں جن میں سے ایک ایک فرد ایک مستقل امت اور ایک مستقل جماعت کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری طرف ملک میں مدارس دینیہ کا سلسلہ قائم کر کے شخصیتیں اور کردار بنانے کی مشینیں نصب کر دیں اور منتسبہ مدارس اور انجمنوں کے ذریعہ اپنے غیر معمولی فیضان کا سلسلہ ہمہ گیر انداز میں پھیلا دیا۔

دارالعلوم کی تاسیس کے بعد تقریباً ایک ہزار مدارس عربیہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں قائم ہوئے۔ ان میں سے بہت سے مدارس ایسے ہیں جن کے امتحانات اور کارگذاری کی نگرانی بھی دارالعلوم ہی کے ذمہ ہے۔ مگر وہ خود اپنے اثر کے لحاظ سے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، جیسے جامعہ ملیہ نواکھالی۔ (تقسیم کے بعد اس کی نگرانی ختم ہو گئی) یا مدرسہ قاسم العلوم مراد آباد، یا مدرسہ جامع مسجد امروہہ، یا مدرسہ گلاؤٹھی وغیرہ۔ اگر ان متعلقہ مدارس کے فضلاء اور تعلیم یافتہ بھی دارالعلوم کے فیض یافتہ حضرات میں شامل کئے جائیں جیسا کہ بالواسطہ وہ یقیناً شامل ہیں، تو ہندوستان کا کوئی علمی حلقہ ایسا نظر نہ آئے گا جہاں دارالعلوم کی ظاہری اور معنوی برکات کام نہ کر رہی ہوں۔ پھر اگر ان تمام مدارس متعلقہ و مکاتب، اور اجتماعی اداروں کے حلقہائے اثر کو بھی دیکھا جائے تو بلا مبالغہ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کا کوئی صحیح العقیدہ مسلمان خواہ وہ کسی حصہ کا رہنے والا ہو دارالعلوم کے ربقۂ توسل و انتساب سے سبکبار نہیں ہو سکتا جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ اس تخم سعادت کا شجرۂ طیبہ کہاں کہاں تک پھیلا اور اس کے شیریں ثمرات نے کتنوں کو حیاتِ لازوال بخشی۔

بیرونِ ہند ممالکِ غیر میں دارالعلوم کا اثر پھر کوئی اسلامی منطقہ ایسا نہیں جہاں دارالعلوم کے علمی اثرات کسی نہ کسی صورت میں نہ پہونچے ہوں اور قائم نہ ہوں، حتیٰ کہ مرکزِ اسلام و مہبطِ وحی کی خدمت کے لئے بھی دارالعلوم ہمہ وقت حاضر رہا۔

اسے یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے متعدد فضلاء نے حجاز مقدس میں بھی مستقل افادہ و درس کا سلسلہ جاری کیا اور ان حضرات کا درس اس قدر مقبول ہوا کہ اہل حجاز نے دور دور سے آکر اس میں شرکت کی اس طرح مرکز اسلام (حجاز مقدس) اور مرکز علوم دار العلوم کے درمیان ایک مخصوص ربط قائم ہوگیا۔ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب امرتسری مہاجر مدنیؒ نے حرم مکہ میں حدیث تفسیر اور مختلف فنون کے درس کا کامیاب سلسلہ جاری فرمایا۔ اس درس سے اہل مکہ واہل مدینہ اور دوسرے حجازیوں کو بہت زیادہ فائدہ پہونچا۔ دوسرے ممالک سے جو زائرین آتے تھے وہ بھی اس درس سے فیضیاب ہوتے تھے، اس کے بعد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ نے حرم نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیم میں اٹھارہ سال تک علوم کتاب وسنت کے دریا بہائے جس سے ہزاروں حجازی شامی عراقی اور مختلف بلاد اسلامیہ کے لوگوں نے اپنی علمی پیاس بجھائی اور ان تک دار العلوم کی سند پہونچی۔

پھر حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب قدس سرہ کے برادر بزرگ حضرت مولانا سید احمد صاحب فیض آبادی قدس سرہٗ مہاجر مدنی فاضل دار العلوم دیوبند نے مدینہ طیبہ میں مستقل طور پر ایک مدرسہ "المدرسۃ الشرعیۃ" کے نام سے جاری کیا جو اب تک کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس مدرسہ کی روداد ہر سال چھپتی ہے اس میں کئی سو طلبہ اور متعدد مدرسین کام کر رہے ہیں۔ اس مدرسہ میں جملہ علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں اور بچوں کو دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔ اسی مدرسہ میں دار العلوم کے مشہور استاذ...... حضرت مولانا عبد الشکور صاحب دیوبندیؒ نے بھی مستقل مدینہ منورہ میں قیام فرما کر برسہا برس تعلیم دی۔ اہل مدینہ نیز مضافات مدینہ کے لوگ اس سرچشمۂ علم سے اب تک سیراب ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مدظلہٗ سابق استاذ دار العلوم دیوبند نے بھی جو ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند میں سے ایک مونہار فاضل عالم اور شیخ طریقت ہیں مدینہ منورہ میں مستقل قیام فرما کر بیعت وارشاد، اصلاح اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری فرمایا ہے جو تا حال قائم ہے۔ گو مولانا محترم بوجہ امراض وکبرسنی ضعیف ہو گئے ہیں لیکن ہمت باطنی سے فیضان کے یہ سب سلسلے بدستور قائم ہیں اور نہ صرف اہل حجاز بلکہ دوسرے ممالک مثلاً ساؤتھ افریقہ اور ایسٹ افریقہ وغیرہ

کے ہزار ہا افراد آپ کے علوم وفیضان سے مستفید ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ افغانستان پاکستان برما، افریقیہ وغیرہ میں تقریبًا ہر صوبہ اور بعض ممالک میں شہر بہ شہر مدارس اور خانقاہیں قائم ہیں جہاں فضلاء دارالعلوم ظاہری و باطنی افاضات میں مشغول ہیں۔ تاریخی اعداد وشمار کے علاوہ خود اس ناچیز کا مشاہدہ بھی گواہ ہے۔

دارالعلوم کے تعلیمی مصارف اور اس کی کفایت شعاری

دارالعلوم کے تعلیمی مصارف پیش کرنے سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مصارف کی نوعیتیں بھی پیش کر دی جائیں تاکہ دوسرے اداروں سے مقابلہ کرنے میں آسانی ہو۔

دارالعلوم میں ابتداء ہی سے مفت تعلیم کا انتظام ہے۔ مفت تعلیم کا صرف یہ مفہوم نہیں ہے کہ طلبہ سے کوئی تعلیمی فیس نہیں لی جاتی بلکہ ہر امیر وغریب طالب علم کو حسب ذیل چیزیں بالکل مفت فراہم کیجاتی ہیں۔

تعلیم، کتابیں، رہنے کے کمرے، بجلی کی روشنی، سردیوں میں گرم پانی، گرمیوں میں سرد پانی۔ طبّی امداد، ایسے طلبہ کی تعداد تقریبًا ۱½ ہزار ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ جو طلبہ غیر مستطیع ہوتے ہیں انھیں مذکورہ بالا سہولتوں کے علاوہ حسب ذیل امداد بھی مفت دی جاتی ہے۔

دونوں وقت کا کھانا، سال میں چار جوڑے کپڑے، سال میں دو جوڑے جوتے، تیل، اور صابون وغیرہ کے اخراجات کے لئے ۵؍ روپ ماہوار۔ سردیوں میں لحاف اور کمبل، ایسے طلبہ کی تعداد تقریبًا ۹۰۰ ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرات مدرسین اور کارکنان کی تنخواہیں ہیں جن پر ہر ماہ تقریبًا ۲۰ ہزار روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اس مرکزی ادارے کی شان اس کی وسعت اور پھیلاؤ کو دیکھئے پھر اس کے تعلیمی اخراجات پر نظر ڈالئے تو آپ کو اس کے کارکنوں کی دیانت داری، کفایت شعاری اور اخلاص مندی کا اندازہ ہو جائے گا۔

ذیل میں ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۸۲ھ تک ایک سو سال کی آمدنی وخرچ وغیرہ کے کچھ اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں۔

	پائی	آنہ	روپیہ
سو برس کی کل آمدنی	۲	۱۳	۱،۰۸،۳۱،۵۶۶
سو برس کا کل خرچ	۳	۱۱	۱،۰۸،۴۶،۹۴۶
سو برس کا کل خرچہ تعمیرات	۶	۱۳	۱۱،۰۰،۸۹۵
سو برس کی تعداد فضلاء کرام			۷،۴۱۷
سو برس کی تعداد فتاویٰ			۲،۰۶۹،۲۱۵
سو برس کی تعداد قلمی جو کتب خانہ میں موجود ہیں			۸۲،۳۵۰

فضلاء و مستفیدین دار العلوم کی عددی تفصیلات

سو برس میں جن طلبہ نے دار العلوم سے استفادہ کیا اور جن کے تعلیمی اخراجات دار العلوم نے برداشت کئے ان کی مجموعی تعداد ——— ۶۵،۰۲۷

سو برس میں فضلاء کرام کی تعداد جنھوں نے سند دستار حاصل کی یعنی ۷۴۱۷ کو منہا کرنے کے بعد ان طلبہ کی تعداد جنھوں نے دار العلوم سے استفادہ کیا ——— ۵۸،۳۱۰

کل خرچ میں سے صرفہ تعمیرات منہا کرنے کے بعد سو برس میں کل خرچ کی مقدار — پائی ۹ — آنہ ۱۳ — روپیہ ۹۷،۴۶،۰۵۰

۹۷،۴۶،۰۵۰ روپیہ ۱۳ آنہ ۹ پائی کو اگر ۶۵،۰۲۷ طلبہ پر تقسیم کیا جائے تو ایک طالب علم پر خرچ کی مقدار ——— ۱۴۹ روپیہ۔

پائی ۹ — آنہ ۱۳ — روپیہ ۹۷،۴۶،۰۵۰ کو اگر ۷۴۱۷ فضلاء کرام پر تقسیم کیا جائے تو ایک مکمل عالم تیار کرنے پر خرچ کی مقدار ——— ۱۳۱۴ روپیہ

اتنی حقیر رقم سے ایک ایسے عالم کا تیار ہونا جو قوم کی تمام دینی ضروریات، مثلاً تزکیۂ نفوس، تدریس، تصنیف، افتاء و مناظرہ، صحافت، خطابت و تبلیغ اور اصلاح عام کے

فرائض وغیرہ کو بخوبی انجام دے سکے۔ یقیناً ایک معیاری اور مثالی کامیابی ہے، جس کی نظیر دنیا کے رسمی اداروں میں ملنی ناممکن ہے۔ دارالعلوم اس پر بجا طور پر فخر و ناز کر سکتا ہے بالخصوص جبکہ یہ بھی پیش نظر رکھا جائے کہ اس ۴۱۷۷ کی تعداد میں کتنی ہستیاں ایسی بھی ہیں کہ اگر لاکھوں روپیہ ان میں سے کسی ایک پر نچھاور کر دئے جائیں تو کم ہیں۔ جن میں سے بعض کے نام ہم اوپر شمار کرا چکے ہیں۔

بہرحال دارالعلوم کا فیض باران رحمت کی طرح عام رہا۔ علم کے پیاسے دور دور سے آئے اور اس نے ہر ایک کے ظرف اور ہر ایک کی طلب کے موافق اس کی پیاس بجھائی۔ ہند و پاک کا کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گوشہ ایسا نہ ملے گا جہاں اس چشمۂ علم دین سے نکلی ہوئی کوئی نہر موجود نہ ہو جس سے سب لوگ سیراب ہوتے ہیں۔

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں

ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

نوٹ:۔ مذکورہ بالا سطور میں ۹۷،۴۶۰۵۰ روپیہ — ۱۲ آنہ — ۹ پائی روپیئے کا جو خرچ دکھایا گیا ہے وہ تعمیرات کے علاوہ باقی تمام شعبہ جات دارالعلوم کا خرچ ہے۔ اسی میں دارالافتاء کا خرچ بھی شامل ہے۔ جس سے سو سال کے عرصہ میں ۲،۶۹،۲۱۵ فتاویٰ صادر کئے گئے اور کتب خانہ کے اخراجات بھی ہیں جس میں سو سال کے اختتام پر ۸۲۳۵۰ کتب موجود ہیں۔

دارالعلوم کے اسلاف

دارالعلوم دیوبند کے اسلاف میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ سے لے کر حضرت نانوتوی قدس سرہ تک کے سارے بزرگ شمار ہوتے ہیں کیونکہ مسلکاً اور روایتہً دارالعلوم دیوبند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ کی جانب منسوب ہے اور سلوک میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کا سلسلہ اکابر دارالعلوم میں جاری وساری ہوا چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور خود حاجی صاحب قدس سرہٗ دارالعلوم کے اسلاف میں ہیں۔

ان کے علاوہ دارالعلوم کے اسلاف وہ حضرات بھی ہیں جنھوں نے دارالعلوم کی رسمی یا معنوی سرپرستی فرمائی، مثلاً حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ محدث سہارن پوری جن کا دخل تعمیر مدرسہ کے معاملات سے رہا اور ان کی مبارک رائیوں کو اہمیت حاصل رہی ہے۔ چنانچہ تعمیر مدرسہ اور عمارتی سنگ بنیاد کے سلسلہ میں حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کا ذوق تو یہ تھا کہ مدرسہ کی عمارات خام ہوں گھاس پھوس پر بیٹھکر طلبا تعلیم پائیں تاکہ زہد و قناعت سادگی بذاذۃ اور صبر و توکل کی شان ان میں نمایاں رہے۔ لیکن دوسرے اہل الرائے حضرات کی رائے یہ تھی کہ

دارالعلوم کی عمارات پختہ اور مستحکم بنوائی جائیں تاکہ مدرسہ اپنی صورت کے لحاظ سے بھی نمایاں رہے لیکن اس بارہ میں جب کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی رائے متاثر نہ ہوئی تو آخر کار حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ سے حضرت نانوتوی قدس سرہٗ پر اثر ڈلوایا گیا اور آپ نے مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بعد اپنی رائے تبدیل فرمادی اور مدرسہ کی پختہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔ اسی طرح حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ منگلوری جو صاحب سلسلہ اور نہایت پائے کے بزرگوں میں سے تھے دارالعلوم کے قیام کے سلسلہ میں ان کے مکاشفات بھی تھے جن کا ظہور قیام دارالعلوم کی صورت میں ہوا اس لئے آپ بھی اسلاف دارالعلوم ہی میں شمار کئے جاتے ہیں۔

دارالعلوم کے اعلیٰ عہدے دار

دارالعلوم میں اعلیٰ ذمہ دارانہ عہدے صرف چار ہی رہے۔

(۱) سرپرستی

(۲) اہتمام

(۳) صدارت تدریس

(۴) افتاء

ان چاروں عہدوں کے لئے ہمیشہ ایسی ممتاز شخصیتوں کا انتخاب عمل میں آتا رہا جو اہل اللہ اہل دین واہل تقویٰ اور جامع شریعت و طریقت ہوں۔

(۱) دارالعلوم کے سرپرست

دارالعلوم کے سب سے پہلے سرپرست بانیٔ دارالعلوم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ العزیز تھے۔ جن کا پرامن و بابرکت عہد آج تک احاطہ دارالعلوم میں

ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء سے ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء تک سرپرست رہے۔ حضرت نانوتوی کی وفات کے بعد دوسرے سرپرست حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ آپ کے عہد کی برکات دار العلوم پر نورِ آفتاب کی طرح چھائی رہیں جن سے ظلمتوں کو قرار پکڑنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ آپ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء سے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء تک سرپرست رہے۔ آپ کے بعد ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں باجماع اہل دار العلوم شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ سرپرست تسلیم کئے گئے۔ جن کے نورانی آثار سے آج تک دار العلوم کا احاطہ چمک رہا ہے۔ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء میں جب آپ حجاز تشریف لے گئے تو حضرت اقدس مولانا عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کو سرپرست تسلیم کیا گیا۔ آپ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء سے ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء تک سرپرست رہے۔ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں جب حضرت شیخ الہندؒ مالٹا سے رہا ہو کر واپس تشریف لائے تو پھر آپ ہی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء تک سرپرست رہے۔

آپ کے بعد ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۵ء میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ العزیز سرپرست ہوئے۔ آپ نے اپنی باطنی توجہات اور صرف ہمت کے ذریعہ دار العلوم کے جہاز کو فتن وحوادث کے تھپیڑوں سے محفوظ رکھا۔ ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں اپنی گوناگوں مشغولیات کی وجہ سے حضرت تھانوی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے سرپرستی سے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد سے آجتک سرپرست کے نام سے کسی شخصیت کا انتخاب عمل میں نہیں آیا۔

(۲) دار العلوم کے مہتمم

اہتمام کے عہدہ پر بھی ہمیشہ اپنے وقت کے منتخب مخصوص افراد کا انتخاب ہوتا رہا۔

سب سے پہلے مہتمم حضرت حاجی سید عابد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی تھے جو طریقۂ چشتیہ صابریہ کے ایک معروف صاحب سلسلہ بزرگ تھے اور زہد وریاضت کا پیکر تھے، آپ کا حلقۂ اثر دیوبند اور اطراف وجوانب میں بہت وسیع تھا۔ آپ اولاً محرم ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء سے رجب ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۸ء تک مہتمم رہے۔ ثانیاً ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۷ء تا ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۲ء اور ثالثاً ربیع الاول ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء تا شعبان

۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء مہتمم رہے۔

آپ کے اہتمام اول کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندیؒ عہدہ اہتمام پر فائز ہوئے۔ آپ طریقت و حقیقت کے ایک بلند پایہ شیخ اور حضرت شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کے ارشد خلیفہ تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان پر فخر کیا کرتے تھے۔ موصوف بہت سے اکابر دارالعلوم مثل حضرت مفتی اعظم مولانا عزیزالرحمٰن صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند وغیرہ کے شیخ طریقت تھے۔ دارالعلوم کی معنوی ترقیات میں حضرت ممدوح کی تربیت و صرف ہمت کا اسی طرح حصہ ہے جس طرح قطب عالم عارف باللہ حضرت مولانا نانوتویؒ اور قطب ارشاد عارف باللہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا تھا۔ آپ اولاً شعبان ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۸ء تا ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ء اور ثانیاً ذیقعدہ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۲ء تا ربیع الاول ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء دارالعلوم کے مہتمم رہے۔ آپ کے بعد تیسرے مہتمم حاجی محمد فضل حق صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ جو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ایک صالح و متقی بزرگ تھے، آپ شعبان ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء سے ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء تک مہتمم رہے۔

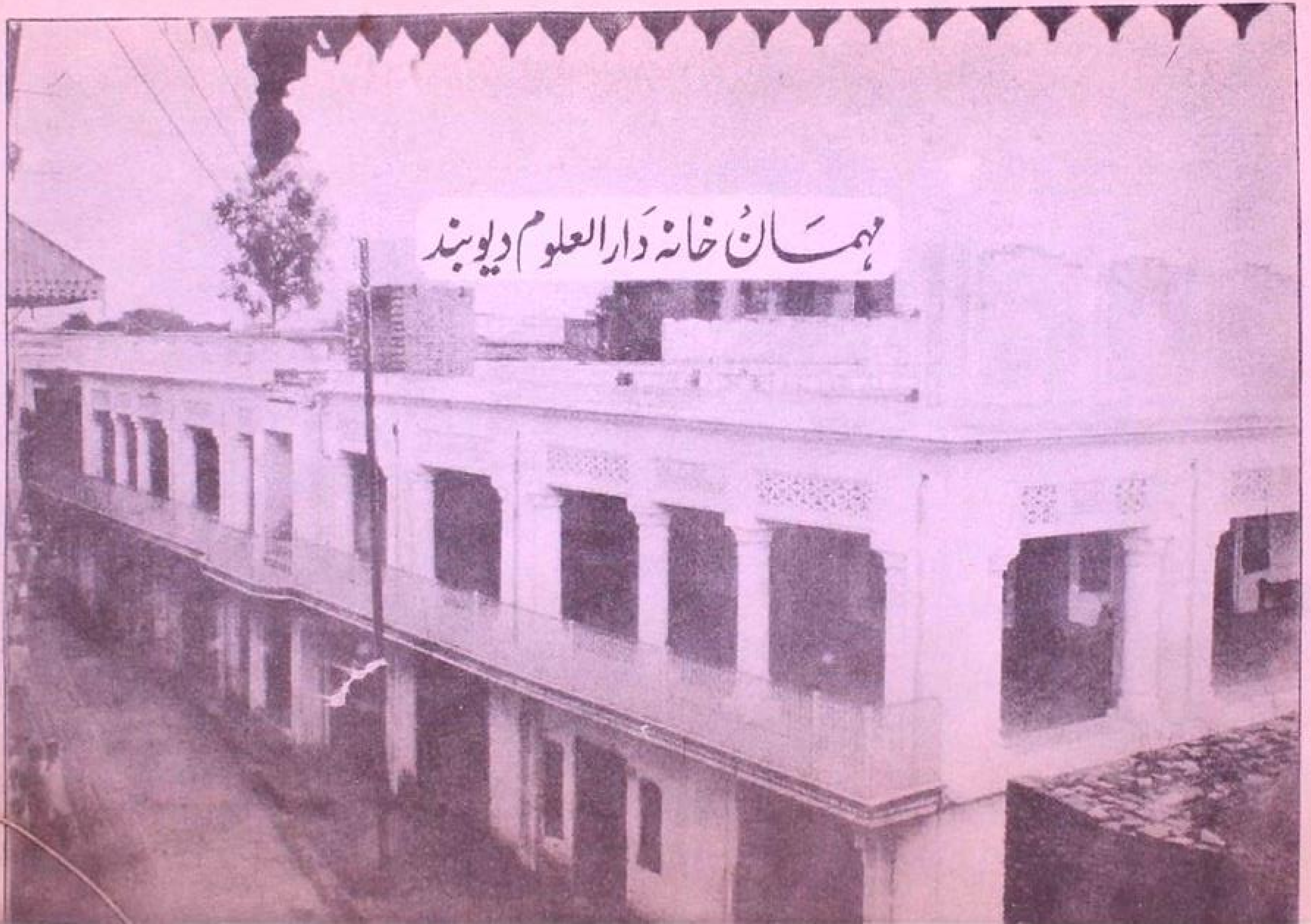
آپ کے بعد ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء میں حضرت مولانا محمد منیر صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم کے چوتھے مہتمم ہوئے۔ آپ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے رشتہ کے بھائی اور جہاد شاملی میں ردیف کی حیثیت رکھتے تھے۔ نہایت ہی باخدا بزرگ اور صاحب دیانت و تقویٰ لوگوں میں تھے آپ کے زمانہ اہتمام کی انتہا جمادی الاول ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء ہے۔

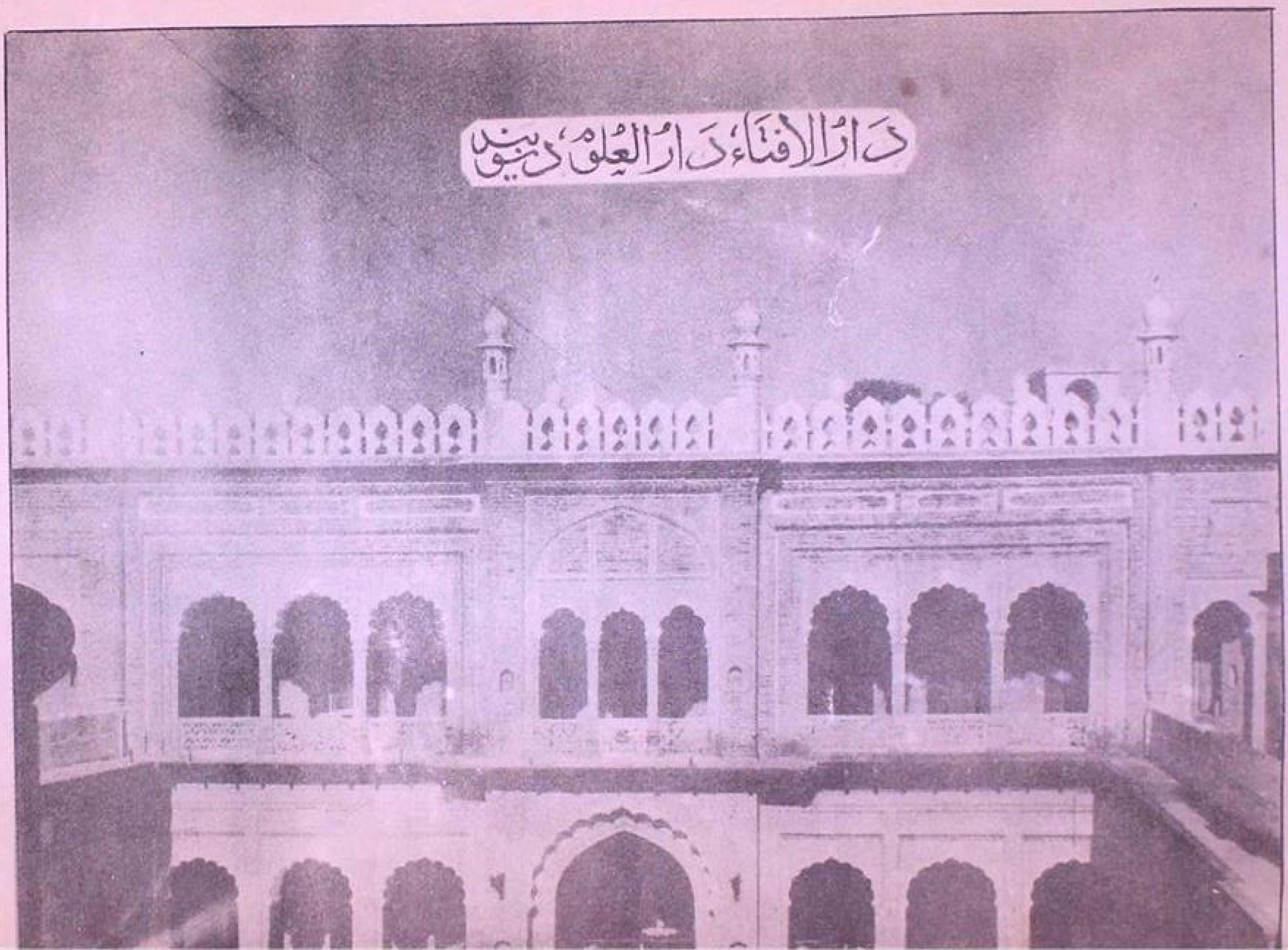
آپ کے بعد جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء میں حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ دارالعلوم کے پانچویں مہتمم بنائے گئے، آپ کا عہد سابقہ تمام عہدوں سے زیادہ طویل پرشوکت اور پرہیبت دور گذرا ہے۔ یہ دور چالیس برس تک ممتد رہا اور اس چالیس سالہ مدت ہی میں دارالعلوم نے نمایاں ترقی کی، حضرت ممدوح کی ذاتی آبائی وجاہت نے بہت سے پیدا شدہ فتنوں کو دبا کر دارالعلوم کے حلقہ اثر کو وسیع تر بنایا مالی امدادیں

کثیر مقدار میں بڑھیں، بڑی بڑی عمارتیں مثلاً دار الطلبہ قدیم دار الطلبہ جدید کا کچھ حصہ، دار الحدیث تحتانی، مسجد دار العلوم کتب خانہ، دار المشورہ، قدیم مہمان خانہ اور مختلف احاطے ارض دار العلوم پر نمایاں ہوئے، کارکنوں میں اضافہ ہوا۔ حاصل یہ کہ اس درسگاہ نے مدرسہ سے دار العلوم اور دار العلوم سے ایک جامعہ کی صورت اسی زمانہ میں اختیار کی جس کے ماتحت آج بہت سے اضلاع اور صوبجات کے بہت سے ادارے چل رہے ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۹ء میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ دار العلوم کے چھٹے مہتمم ہوئے۔ آپ ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء میں حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ کی نیابت میں رکھے گئے تھے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ اپنی دانش و بینش اور فہم و فراست میں یگانۂ ہند تسلیم کئے جاتے تھے۔ ممدوح نے اپنے خداداد تدبر سے دار العلوم کے انتظامات کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر منظم کیا۔ تقسیم کار کے ذریعہ مخلوط امور کو شعبوں میں تقسیم کیا اور دار العلوم کو حقیقی معنی میں مرکزی حیثیت دی۔ موصوف کا یہ مستقل اہتمام کو تقریباً ۱½ برس رہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ کے دست راست اور ان کی چالیس سالہ خدمات کے روح رواں نیابت کی صورت میں آپ ہی رہے۔ آپکا زمانہ اہتمام شعبان ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء تک رہا۔

(از مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی ناظم شعبہ ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ کے بعد ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ دار العلوم دیوبند کے ساتویں مہتمم ہوئے اور بحمد اللہ اب تک آپ ہی کے دست مبارک میں زمام اہتمام ہے۔ آپ کا حلقۂ اثر ہند و پاک سے گذر کر افغانستان برما، حجاز مقدس، ایران، مصر، ایسٹ افریقہ اور جنوبی افریقہ تک پھیل گیا۔ آپ کے زمانہ اہتمام میں انگلینڈ، امریکہ میں بھی دار العلوم کا تعارف ہوا اور وہاں سے بھی امدادی رقوم وصول ہوئیں۔ آپ کے زمانہ میں دار العلوم نے نمایاں ترقی کی، دار العلوم کا حلقۂ اثر بھی وسیع ہوا، مالیات میں بھی بے حد اضافہ ہوا۔


مہمانُ خانہ دَارالعلوم دیوبند


دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

اور تعمیرات بھی بہت زیادہ ہوئیں جس کا اندازہ ذیل کے نقشہ سے بخوبی ہوسکتا ہے جس میں دار العلوم کی ترقیات اور اضافوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے موازنہ کیا گیا ہے۔ ایک حصہ آغاز دار العلوم ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۴۷ھ تک چھ مہتمموں کا ۶۴ سالہ دور اہتمام ہے اور دوسرا حصہ ۱۳۴۸ھ سے ۱۳۸۲ھ تک کا ہے جو حضرت مولانا محمد طیب کا ۳۵ سالہ دور اہتمام ہے اس میں ان دونوں ادوار کی آمد و صرف، مصارف تعمیر، تعداد کتب در کتب خانہ، تعداد فتاویٰ اور تعداد فضلاء موازنہ کر کے دکھلائی گئی ہے اور نتیجۃً دور ثانی میں بہ نسبت دور اول اضافوں اور ترقیات کے اعداد پیش کر دیئے گئے ہیں۔

نام مدات	۱۲۸۳ھ تا ۱۳۴۷ھ روپیہ	آنہ	پائی	۱۳۴۸ھ تا ۱۳۸۲ھ روپیہ	آنہ	پائی	اضافہ روپیہ	آنہ	پائی
۱۔ آمدنی	۱۴,۸۸,۸۲۳	۹	۱۱	۹۳,۴۲,۷۴۳	۳	۳	۷۸,۵۳,۹۱۹	۹	۴
۲۔ خرچ	۱۵,۰۰,۲۵۷	۷	۳	۹۳,۴۶,۶۸۹	۴	۰۰	۷۸,۴۶,۴۳۱	۱۲	۹
۳۔ صرفہ تعمیرات	۳,۴۶,۷۸۵	۷	۱۱	۷,۵۴,۱۱۰	۹	۷	۴,۰۷,۳۲۵	۰۰	۰
۴۔ کتب خانہ میں تعداد کتب	۳۰۴۶۱			۵۱۸۸۹			۲۱۴۲۸		
۵۔ تعداد فتاویٰ جو دار العلوم سے روانہ کئے گئے	۴۴۸۹۴			۲۶۴۳۲۱			۱,۷۹,۴۲۷		
۶۔ تعداد فضلاء کرام	۱۸۸۴			۵۵۳۳			۳۶۴۹		
۷۔ مجموعی تعداد طلباء دار العلوم	۷۹۰			۱۵۶۹			۷۷۹		
۸۔ تعداد امدادی طلباء	۳۶۵			۸۲۵			۴۶۹		
۹۔ تعداد مدرسین	۲۴			۵۹			۳۵		
۱۰ تعداد دیگر ملازمین	۳۲			۱۸۲			۱۵۰		
۱۱ دار الاقامہ میں کمروں کی تعداد	۱۰۰ اندازاً			۲۲۸			۱۲۸		
۱۲ دار الاقامہ میں طلباء کی تعداد	۵۰۰ ″			۱۰۷۳			۵۷۳		
۱۳ شعبہ جات کی تعداد	۱۱			۳۰			۱۹		

(۳) دارالعلوم کے صدر مدرس

ا۔ دارالعلوم دیوبند کی صدارت تدریس پر سب سے پہلے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نانوتوی قدس سرہٗ فائز ہوئے جو اپنی جامعیت علوم ظاہرہ و باطنہ کے سبب شاہ عبدالعزیزؒ ثانی تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء سے ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۶ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ آپ سے حدیث پڑھ کر ۷۰ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے۔

(ب) ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۶ء میں حضرت مولانا سید احمد صاحب دہلویؒ صدر مدرس مقرر فرمائے گئے۔ جو علوم منقولہ کے ساتھ ساتھ علوم معقولہ خصوصًا علم ہیئت و ریاضی میں امام وقت تسلیم کئے جاتے تھے، آپ ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء تک صدارت تدریس پر فائز رہے اور آپ کے ذریعہ ۲۸ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے۔

(ج) ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ دیوبندی دارالعلوم کے تیسرے صدر مدرس مقرر فرمائے گئے۔ آپ نے پچیس ۲۵ برس تک مسلسل حدیث اور تفسیر کلام ربانی کے علوم کے دریا بہائے اور تشنگان علوم اس بحر ذخار سے سیراب ہو کر دوسروں کو سیراب کرتے رہے آپ ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس عرصہ میں ۸۶۰ طلبہ آپ سے حدیث پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

(د) ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء میں بحر العلوم محدث دوراں علامہ عصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ قائم مقام صدر مدرس مقرر فرمائے گئے۔ پھر ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں موصوف مستقل صدر مدرس ہوئے۔ آپ اپنے علم و عمل زہد و تقویٰ تبحر و تفقہ اور حفظ و روایت کے لحاظ سے یگانۂ روزگار تھے۔ آپ ۱۳۳۴ھ سے ۱۳۳۸ھ تک قائم مقام صدر مدرس اور ۱۳۳۸ھ سے اوائل ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء تک صدر مدرس رہے۔ اس بارہ سالہ مدت میں آپ سے حدیث پڑھ کر ۸۰۹ طلبہ نے فراغت حاصل کی۔

(ہ) شوال ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں استاد العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ مسند

نشین صدارت تدریس ہوئے، جن کے علم وفضل اور اخلاق فاضلہ سے ہزاروں تشنگان علوم نے ظاہری وباطنی تکمیل کرکے اپنی علمی وروحانی پیاس بجھائی۔ آپ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۸ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس دوران میں آپ سے ۴۴۸۳ طلبہ نے بخاری وترمذی پڑھ کر فراغت حاصل کی۔

(د) ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۸ء میں جامع معقول ومنقول حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مدظلہٗ دارالعلوم کے صدر مدرس مقرر فرمائے گئے۔ آج آپ ہی بحمد اللہ اس عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ معقولات کے امام ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ سے ظاہراً وباطناً مستفید ہیں اور طریقت میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری قدس سرہٗ سے سلسلہ بیعت رکھتے ہیں۔ عرصہ دراز سے آپ بحیثیت محدث دارالعلوم احادیث کی مختلف کتابوں کا درس دیتے رہے ہیں۔ خصوصیت سے صحیح مسلم آپ کے درس کا شاہکار رہی ہے، جس کی مقبولیت طالبان علم وحدیث میں عام ہے۔ آپ کے زمانہ میں ۱۳۷۷ھ سے ۱۳۸۲ھ تک ۱۱۶۰ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے اور بحمد اللہ اب بھی آپ کا فیض جاری ہے۔

۴۔ دارالعلوم کے مفتی

(ا) دارالعلوم دیوبند میں درس وتدریس کے علاوہ افتاء کا کام بھی ابتداء ہی سے ہوتا رہا ہے سب پہلے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ جو دارالعلوم کے صدر المدرسین تھے وہی اس اہم کام کو بھی انجام دیتے رہے۔ چنانچہ آپ نے ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۰۱ھ تک اس خدمت کو بھی انجام دیا۔

(ب) اس کے بعد کسی مخصوص شخصیت کے ذمہ یہ کام نہیں رکھا گیا بلکہ مختلف اساتذہ کرام سے افتاء کا کام لیا جاتا رہا۔ چنانچہ ۱۳۰۲ھ سے ۱۳۰۹ھ تک اسی طرح کام چلتا رہا۔

(ج) استفتاء کی تعداد بڑھ کر غیر معمولی حد تک پہونچ جانے کے سبب باقاعدہ ایک دارالافتاء کی بنیاد ڈالی گئی اور ۱۳۱۰ھ میں دارالافتاء قائم کرکے حضرت اقدس مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی قدس سرہٗ کو مفتی کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ آپ کے زمانہ میں دارالافتاء سے ۱۳۳۰ھ سے

۱۳۴۶ھ ۱۶ برس کی مدت میں ۲۶۲۱۴ فتاویٰ روانہ کئے گئے۔ ۱۳۳۰ھ سے پہلے کا کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں ملتا اس لئے ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۲۹ھ تک ۱۹ سال کے فتاویٰ کی تعداد سامنے نہیں آسکی۔

(د) ۱۳۴۷ھ میں حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ صدر مفتی اور حضرت مولانا مفتی ریاض الدین صاحبؒ مفتی کی حیثیت سے دارالافتاء کے ذمہ دار بنائے گئے۔ یہ دور ۱۳۴۸ھ تک رہا اور اس دور میں ۴۴۴۸ فتاویٰ دارالافتاء سے روانہ کئے گئے۔

(ہ) ۱۳۴۹ھ میں تنہا حضرت مولانا مفتی ریاض الدین صاحبؒ کی ذمہ داری میں دارالافتا آگیا اور اس دور میں ۲۴۵۳ فتاویٰ روانہ کئے گئے۔

(و) ۱۳۵۰ھ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ حال مفتی پاکستان و ناظم اعلیٰ دارالعلوم کراچی مفتی دارالعلوم بنائے گئے۔ آپ اس عہدہ پر ۱۳۵۴ھ تک فائز رہے آپ کے زمانہ میں ۱۸۳۹۵ فتاوی دارالافتاء سے روانہ کئے گئے۔

(ز) ۱۳۵۵ھ میں حضرت مولانا محمد سہول صاحبؒ مفتی مقرر فرمائے گئے۔ آپ ۱۳۵۷ھ تک مفتی رہے۔ آپ کے دور میں ۵۱۸۵ فتاوی دارالافتاء سے روانہ کئے گئے۔

(ح) ۱۳۵۸ھ میں حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب میرٹھی مفتی مقرر فرمائے گئے۔ آپ صرف ایک سال تک رہے اور ایک سال میں ۵۸۴۰ فتاوی دارالعلوم سے روانہ کئے گئے۔

(ط) ۱۳۵۹ھ میں دوبارہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہٗ مفتی مقرر فرمائے گئے اور ۱۳۶۱ھ تک آپ مفتی رہے۔ اس دوران میں ۱۷۶۸۷ فتاوی دارالعلوم سے روانہ کئے گئے۔

(ی) ۱۳۶۲ھ میں حضرت مولانا محمد فاروق صاحب انبیٹھویؒ ابن حضرت مولانا صدیق احمد صاحب مفتی مالیر کوٹلہ دارالعلوم کے مفتی مقرر فرمائے گئے۔ آپ ۱۳۶۳ھ تک رہے۔ آپ کے دور میں ۸۴۲۷ فتاوی روانہ کئے گئے۔

(ک) ۱۳۶۴ھ میں پھر حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ مفتی مقرر فرمائے گئے آپ ۱۳۶۶ھ تک مفتی رہے اور آپ کے اس زمانہ میں ۲۰۴۰۷ فتاوی دارالعلوم سے روانہ کئے گئے۔

(ل) ۱۳۶۷ھ میں حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہجہاں پوری مدظلہٗ مفتی مقرر فرمائے گئے اور اس وقت تک کہ ۱۳۸۴ھ ہے آپ ہی مفتی دارالعلوم ہیں۔ فتاوی میں آپکی محنت و عرق ریزی اور شب و روز کا انہماک معروف اور زبان زد ہے۔ آپ کے زمانہ میں ۱۳۸۲ھ تک ۱۳۳۷۵۲ فتاوی دارالافتاء سے روانہ کئے گئے۔

دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم

۱۲۸۳ھ تا ۱۳۸۲ھ

نمبر شمار	اسمار گرامی حضرات نائبین اہتمام	از	تا	
۱	مولوی عبد القدیر صاحب دیوبندیؒ	۱۳۰۷ھ تا	۱۳۰۹ھ ربیع الاول	
۲	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ	۱۳۰۹ھ ربیع الاول	میں صرف ایکسال۔	۱۳۱۰ھ تا ۱۳۱۶ھ کوئی نہیں رہا۔
	دوبارہ " " " "	۱۳۱۷ھ تا	۱۳۲۳ھ	۱۳۲۴ھ میں کوئی نہیں رہا۔
۳	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ	۱۳۲۵ھ تا	۱۳۴۳ھ	
۴	حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ	۱۳۴۴ھ تا	۱۳۴۷ھ	۱۳۴۸ھ میں "
۵	حضرت مولانا سید محمد مبارک علی صاحب نگینوی مدظلہٗ	۱۳۵۰ھ تا	تا حال	
۶	حضرت مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی دیوبندی	۱۳۵۱ھ	صرف ایک سال۔	

دارالعلوم کے صدر مہتمم

نوٹ :۔ دارالعلوم میں یہ کوئی مستقل عہدہ نہیں رہا۔ وقتی طور پر حسب ذیل دو حضرات اس منصب پر فائز رہے۔

نمبر شمار	اسمار گرامی حضرات صدر مہتمم	ابتدائی سن		آخری سن	
۱	حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ	۱۳۴۴ھ	تا	۱۳۴۷ھ	۱۳۴۸ھ تا ۱۳۵۳ھ کوئی نہیں رہا۔
۲	حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ	۱۳۵۴ھ	تا	۱۳۶۲ھ	۱۳۶۲ھ تا حال کوئی نہیں رہا۔

دارالعلوم دیوبند کے ممبران مجلس شوریٰ

ذیل میں ان حضرات کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں جو ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۸۴ھ تک دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر رہے یا ہیں۔

اسمائے گرامی حضرات ممبران مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

نمبر شمار	اسمار گرامی	ابتدائی سن		آخری سن
		۱۲۸۳ھ	تا	۱۳۸۴ھ
۱	حضرت حاجی عابد حسین صاحب دیوبندیؒ	۱۲۸۳ھ	تا	۱۳۱۰ھ
۲	حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ	۱۲۸۳ھ	″	۱۲۹۷ھ
۳	مولانا مہتاب علی صاحبؒ	۱۲۸۳ھ	″	۱۳۰۴ھ
۴	مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندیؒ	۱۲۸۳ھ	″	۱۳۲۱ھ
۵	مولانا فضل الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ	۱۲۸۳ھ	″	۱۳۲۳ھ
۶	منشی فضل حق صاحبؒ	۱۲۸۳ھ	″	۱۳۱۱ھ
۷	شیخ نہال احمد صاحبؒ	۱۲۸۳ھ	″	۱۳۰۴ھ
۸	حکیم مشتاق احمد صاحبؒ	۱۲۹۸ھ	″	۱۳۰۹ھ
۹	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ	۱۲۹۸ھ	″	۱۳۲۳ھ
۱۰	حکیم ضیاء الدین صاحب رامپوریؒ	۱۳۰۵ھ	″	۱۳۱۲ھ
۱۱	شیخ ظہور الدین صاحب دیوبندیؒ	۱۳۱۲ھ	″	۱۳۲۳ھ
۱۲	مولانا احمد حسن صاحب امروہویؒ	۱۳۱۳ھ	″	۱۳۲۹ھ
۱۳	مولانا قاضی محمد محی الدین صاحب مرادآبادیؒ	۱۳۱۳ھ	″	۱۳۴۷ھ

آخری سن	تا	ابتدائی سن	اسمار گرامی	نمبر شمار
۱۳۴۱ھ	تا	۱۳۱۳ھ	مولانا محمد عبد الحق صاحب پور قاضیؒ	۱۴
۱۳۳۸ھ	؍؍	۱۳۱۳ھ	شاہ منظہر حسین صاحب گنگوہیؒ	۱۵
۱۳۴۱ھ	؍؍	۱۳۱۳ھ	حکیم محمد اسماعیل صاحب گنگوہیؒ	۱۶
۱۳۳۹ھ	؍؍	۱۳۱۳ھ	شاہ سعید احمد صاحب امبیٹھویؒ	۱۷
۱۳۵۴ھ	؍؍	۱۳۲۱ھ	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	۱۸
۱۳۳۷ھ	؍؍	۱۳۲۱ھ	حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ	۱۹
۱۳۴۱ھ	؍؍	۱۳۲۱ھ	مولانا حافظ حکیم احمد صاحب رامپوریؒ	۲۰
۱۳۲۸ھ	؍؍	۱۳۲۳ھ	خلیفہ احمد حسن صاحب دیوبندیؒ	۲۱
صرف ایکسال	؍؍	۱۳۲۳ھ	حافظ داد الٰہی صاحب دیوبندیؒ	۲۲
۱۳۵۰ھ	؍؍	۱۳۲۳ھ	منشی منظہر حسن صاحب دیوبندیؒ	۲۳
۱۳۲۸ھ	؍؍	۱۳۲۳ھ	منشی فراغت علی صاحب دیوبندیؒ	۲۴
صرف ایکسال	؍؍	۱۳۲۳ھ	شیخ محمد حسین صاحب دیوبندیؒ	۲۵
۱۳۵۰ھ	؍؍	۱۳۲۴ھ	مولانا حکیم مسعود احمد صاحب ابن حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ	۲۶
۱۳۴۷ھ	؍؍	۱۳۲۴ھ	مولانا سعید الدین صاحب رامپوریؒ مدار المہام ریاست بھوپال	۲۷
۱۳۴۷ھ	؍؍	۱۳۲۴ھ	مولوی ظہور علی احمد صاحب پور قاضی وکیل سرکار بھوپال	۲۸
۱۳۲۵ھ	؍؍	۱۳۲۴ھ	شیخ حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی محلہ کوٹلہ۔	۲۹
۱۳۶۵ھ	؍؍	۱۳۳۰ھ	مولانا قاضی محمد حسن صاحب مرادآبادی قاضی القضاۃ بھوپال	۳۰
صرف ایکسال	؍؍	۱۳۴۴ھ	حاجی حافظ فصیح الدین صاحب میرٹھیؒ	۳۱
۱۳۵۴ھ	؍؍	۱۳۴۴ھ	مولانا حکیم جمیل الدین صاحب نگینویؒ	۳۲
۱۳۷۳ھ	؍؍	۱۳۴۴ھ	مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب کٹھوریؒ	۳۳

نمبر شمار	اسماء گرامی	ابتدائی سن		آخری سن
۳۴	مولانا حکیم مشیت اللہ صاحب بجنوریؒ	سنہ ۱۳۴۴ھ	تا	سنہ ۱۳۶۲ھ
۳۵	مولانا عبدالرحمٰن صاحب سیوہارویؒ	سنہ ۱۳۴۴ھ	〃	سنہ ۱۳۵۰ھ
۳۶	مولانا حکیم محمد اشفاق صاحب رائپوریؒ خواہرزادہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ رائپوری قدس سرہٗ۔	سنہ ۱۳۴۴ھ	〃	سنہ ۱۳۶۷ھ
۳۷	مولانا حکیم رضی الحسن صاحب کاندھلویؒ	سنہ ۱۳۴۵ھ	〃	سنہ ۱۳۴۹ھ
۳۸	حاجی شیخ رشید احمد صاحب میرٹھیؒ	سنہ ۱۳۴۵ھ	〃	سنہ ۱۳۷۱ھ
۳۹	مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (بحیثیت عہدہ)	سنہ ۱۳۴۸ھ	〃	تا حال
۴۰	مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ سابق پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۶۷ھ
۴۱	مولانا حکیم مقصود علی صاحب مقصود جنگ ناظم الاطباء حیدرآباد دکن	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۸۱ھ
۴۲	مولانا محمد صادق صاحبؒ کراچی بانی مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۶۷ھ
۴۳	مولانا حکیم سعید احمد صاحب گنگوہیؒ المعروف بہ حکیم اجمیری	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۵۹ھ
۴۴	مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوریؒ سابق پرنسپل مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۶۲ھ
۴۵	خواجہ فیروز الدین صاحب جنرل اکاؤنٹنٹ ریاست کپورتھلہ	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۶۲ھ
۴۶	مولانا محمد فضل اللہ صاحب وانمباڑی مدراس	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۵۲ھ
۴۷	مولانا عبدالرحمٰن خاں صاحب خورجہ	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۶۱ھ
۴۸	مولانا سعید احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ ہاٹ ہزاری ضلع چاٹگام	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	سنہ ۱۳۶۷ھ
۴۹	مولانا شاہ رحمت علی صاحب موضع بہڑ ضلع جالندھر	سنہ ۱۳۵۰ھ	〃	صرف ایک سال
۵۰	مولانا حافظ محمود صاحب رامپوریؒ مدار المہام ریاست اندر گڑھ راجپوتانہ۔	سنہ ۱۳۵۱ھ	〃	سنہ ۱۳۵۹ھ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	ابتدائی سن		آخری سن
۵۱	مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی	۱۳۵۱ھ	تا	۱۳۵۲ھ
۵۲	حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ بانی جماعت تبلیغ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی	۱۳۵۱ھ	،،	۱۳۵۳ھ
۵۳	مولانا نواب حبیب الرحمٰن صاحب شروانیؒ صدر یار جنگ علی گڈھ۔	۱۳۵۳ھ	،،	۱۳۵۹ھ
۵۴	مولانا حافظ محمد یوسف صاحب گنگوہیؒ	۱۳۵۲ھ	،،	۱۳۶۳ھ
۵۵	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ بحیثیت عہدہ (صدر مدرس)	۱۳۵۳ھ	،،	۱۳۷۷ھ
۵۶	نواب عبدالباسط خان صاحبؒ حیدر آبادی	۱۳۵۳ھ	،،	۱۳۶۶ھ
۵۷	خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب راجوپوریؒ ضلع سہارن پور۔	۱۳۵۴ھ	،،	۱۳۷۳ھ
۵۸	حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ بحیثیت عہدہ صدر مہتمم	۱۳۵۴ھ	،،	۱۳۶۲ھ
۵۹	حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ صدر جمعیۃ العلماء ہند دہلی	۱۳۵۵ھ	،،	۱۳۷۳ھ
۶۰	مولانا محمد ابراہیم صاحب راندیریؒ	۱۳۵۵ھ	،،	۱۳۶۷ھ
۶۱	مولانا حکیم محمد یٰسین صاحب نگینویؒ	۱۳۶۰ھ	،،	۱۳۷۸ھ
۶۲	حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری قدس سرہٗ	۱۳۶۰ھ {دوبارہ ۱۳۷۷ھ	میں تا	صرف ایکسال ۱۳۸۱ھ}
۶۳	مولانا ظہیر الحسن صاحب کاندھلویؒ	۱۳۶۰ھ	،،	۱۳۶۲ھ
۶۴	مولانا حکیم عبدالرشید محمود صاحب گنگوہی سلمہٗ اللہ تعالیٰ	۱۳۶۲ھ	،،	۱۳۶۷ھ
۶۵	مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلماء ہند دہلی۔	۱۳۶۲ھ	،،	۱۳۸۲ھ
۶۶	مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہٗ	۱۳۶۳ھ		تا حال

نمبر شمار	اسماء گرامی	ابتدائی سن		آخری سن
۶۷	مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مدظلہ	۱۳۶۳ھ	تا	۱۳۶۷ھ
۶۸	مولانا شبیر علی صاحب تھانوی مقیم حال پاکستان	۱۳۶۳ھ	؍؍	۱۳۶۷ھ
۶۹	مولانا بشیر احمد صاحب کٹھوریؒ	۱۳۶۳ھ	؍؍	۱۳۷۳ھ
۷۰	مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ	۱۳۶۴ھ	؍؍	۱۳۷۷ھ
۷۱	حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند	۱۳۶۸ھ	؍؍	تا حال
۷۲	مولانا محمد نبیہ صاحب خانجہاں پوریؒ	۱۳۶۸ھ	؍؍	۱۳۸۱ھ
۷۳	مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی مدظلہ دہلی	۱۳۶۸ھ	؍؍	تا حال
۷۴	مولانا سید سلیمان صاحب ندویؒ اعظم گڈھ	۱۳۶۹ھ	؍؍	صرف ایک سال
۷۵	مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ دہلی	۱۳۷۰ھ	؍؍	تا حال
۷۶	مولانا ڈاکٹر مصطفیٰ حسن صاحب علوی لکھنؤ	۱۳۷۰ھ	؍؍	تا حال
۷۷	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور	۱۳۷۰ھ	؍؍	۱۳۸۲ھ
		⁝	.	⁝
۷۸	مولانا مفتی محمود احمد صاحب نانوتوی مدظلہ مفتی مالوہ	۱۳۷۳ھ		تا حال
۷۹	مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ مئو ضلع اعظم گڈھ	۱۳۷۳ھ		تا حال
۸۰	مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی مدظلہ مانڈر ضلع مونگیر	۱۳۷۳ھ		تا حال
۸۱	مولانا محمد سعید صاحب مدظلہ سملکی ۔ (سورت)	۱۳۷۳ھ		تا حال
۸۲	مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار و اڑیسہ (مونگیر)	۱۳۷۴ھ		تا حال
		⁝		⁝
۸۳	مولانا حکیم محمد اسماعیل صاحب نگینویؒ دہلی۔	۱۳۷۴ھ		۱۳۸۲ھ
۸۴	حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مدظلہ بحیثیت عہدہ (حاضر صدر مدرس)	۱۳۷۷ھ		تا حال

آخری سن		ابتدائی سن	اسمائے گرامی	نمبر شمار
۱۳۸۰ھ	تا	۱۳۷۷ھ	مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ	۸۵
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ، لکھنؤ	۸۶
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا عبد القادر صاحب مدظلہ، مالیگاؤں	۸۷
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا قاضی زین العابدین صاحب سجاد مدظلہ، میرٹھی	۸۸
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی مدظلہ، صدر شعبہ دینیات	۸۹
؍؍		؍؍	مسلم یونیورسٹی علی گڈھ	
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا حامد الانصاری غازی صاحب مدظلہ، صدر	۹۰
؍؍		؍؍	جمعیۃ العلماء بمبئی	
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ، بجنوری	۹۱
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا فضل اللہ صاحب مدظلہ، حیدر آباد	۹۲
تا حال		۱۳۸۲ھ	مولانا سید حمید الدین صاحب مدظلہ، فیض آبادی،	۹۳
؍؍	؍؍	؍؍	شیخ الحدیث مدرسہ عالیہ کلکتہ۔	

دارالعلوم دیوبند کے عام مدرسین، معلمین، نظماء شعبہ جات و مبلغین وغیرہ

ذیل میں ان تمام حضرات کے اسمائے گرامی پیش کئے جاتے ہیں جو ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۸۴ھ تک ۱۰۲ سال کے دوران میں مدرس، معلم، مفتی، ناظم شعبہ یا مبلغ وغیرہ رہے۔

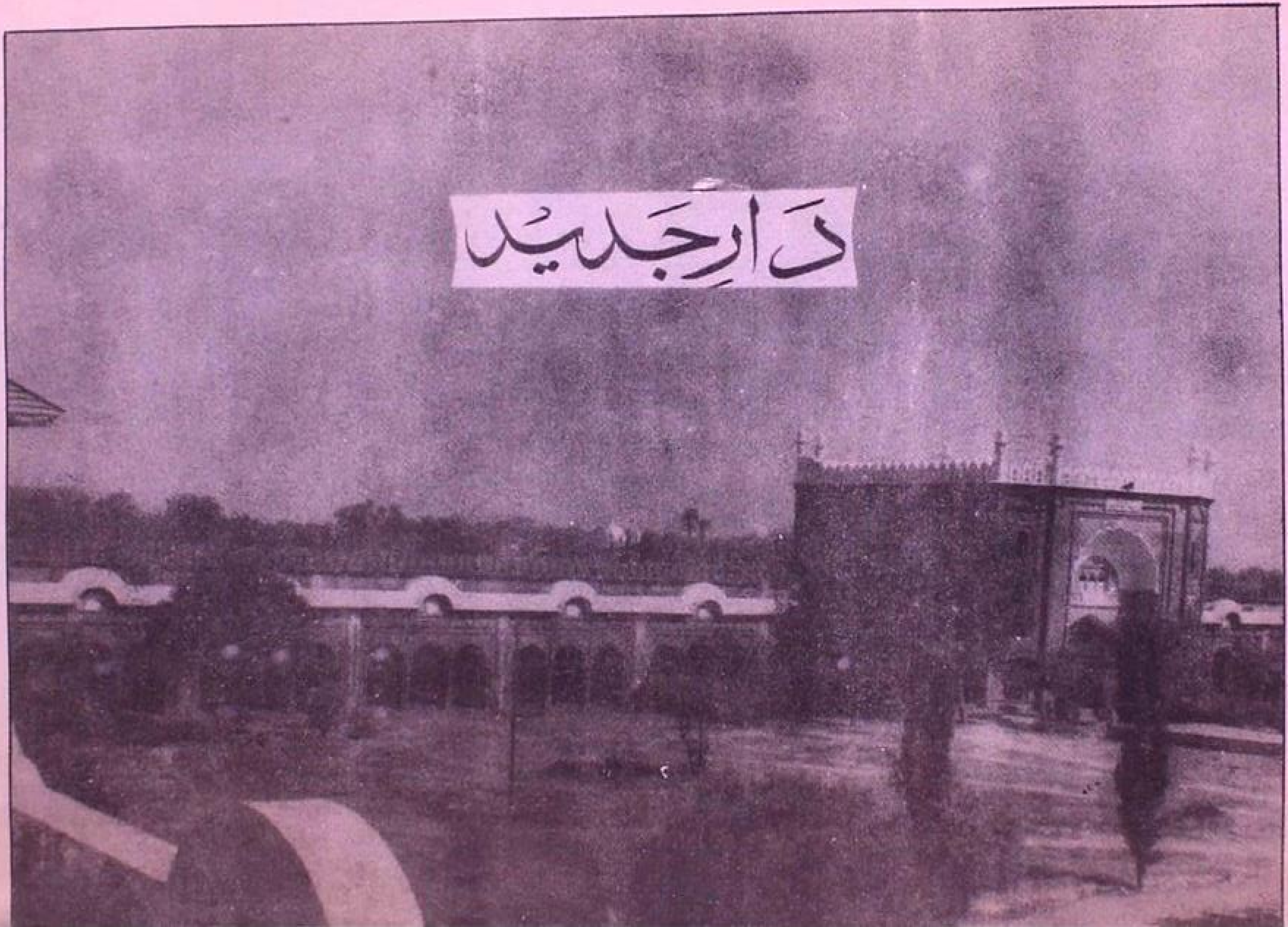
نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی صدر مدرس عربی	۱۲۸۳ھ	تا	۱۳۰۲ھ	
۲	مولانا محمود صاحب دیوبندی مدرس عربی	۱۲۸۳ھ	"	۱۳۰۳ھ	
۳	مولانا محمد فاضل صاحب پھلتی " "	۱۲۸۳ھ	"	۱۲۹۳ھ	
۴	مولانا میر باز خان صاحب " "	۱۲۸۳ھ	"	۱۲۸۷ھ	
۵	مولانا فتح محمد صاحب " "	۱۲۸۳ھ	"	۱۲۸۷ھ	
۶	مولانا سید احمد صاحب دہلوی " "	۱۲۸۶ھ	"	۱۳۰۷ھ	
۷	حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھوی " "	۱۲۹۰ھ	"	۱۲۹۲ھ	
۸	مولانا عبداللہ صاحب گوالیاری " "	۱۲۹۰ھ	"	۱۲۹۲ھ	دوبارہ ۱۳۰۵ھ میں صرف ایک سال
۹	مولانا عبدالحق صاحب بریلوی " "	۱۲۹۰ھ	"	۱۲۹۵ھ	
۱۰	مولانا محمد مراد صاحب پاک پٹن " "	۱۲۹۰ھ	میں صرف ایکسال		
۱۱	مولانا عبداللہ صاحب انبیٹھوی " "	۱۲۹۱ھ	تا	۱۲۹۲ھ	
۱۲	مولانا عبدالعزیز خاں صاحب " "	۱۲۹۱ھ	میں صرف ایکسال		
۱۳	مولانا منفعت علی صاحب مدرس فارسی و مدرس عربی	۱۲۹۱ھ	تا	۱۳۱۸ھ	
۱۴	مولانا سراج الحق صاحب دیوبندی " "	۱۲۹۲ھ	میں صرف ایکسال		

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱۵	حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی (شیخ الہند) مدرس عربی	سنہ ۱۲۹۲ھ	تا	سنہ ۱۳۳۳ھ	
۱۶	مولانا عبد العلی صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۴ھ	〃	سنہ ۱۲۹۷ھ	
۱۷	مولانا احمد صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۴ھ	〃	سنہ ۱۲۹۹ھ	
۱۸	مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۴ھ	〃	سنہ ۱۲۹۹ھ	
۱۹	مولانا حامد حسن صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۴ھ	میں	صرف ایکسال	
۲۰	مولانا عبد الحق صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۴ھ	تا	سنہ ۱۲۹۵ھ	
۲۱	مولانا بشیر احمد صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۴ھ	〃	سنہ ۱۲۹۵ھ	
۲۲	مولانا رحیم بخش صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۵ھ	〃	سنہ ۱۲۹۷ھ	
۲۳	مولانا عبد الحکیم صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۵ھ	میں	صرف ایکسال	
۲۴	مولانا حاجی احمد علی صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۵ھ	〃	〃	
۲۵	مولانا احمد الدین صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۶ھ	〃	〃	
۲۶	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی و 〃 〃	سنہ ۱۲۹۸ھ	تا	سنہ ۱۳۴۶ھ	از سنہ ۱۲۹۸ھ تا سنہ ۱۳۰۹ھ مدرس۔ سنہ ۱۳۱۰ھ تا سنہ ۱۳۴۶ھ مفتی۔
۲۷	مولانا ذو الفقار علی صاحب 〃 〃	سنہ ۱۲۹۸ھ	〃	سنہ ۱۳۴۶ھ	
۲۸	مولانا حافظ اشرف علی صاحب 〃 〃	سنہ ۱۳۰۰ھ	میں	صرف ایکسال	
۲۹	مولانا حکیم محمد حسن صاحب طبیب و 〃 〃	سنہ ۱۳۰۲ھ	تا	سنہ ۱۳۴۵ھ	
۳۰	مولانا عبد المومن صاحب 〃 〃	سنہ ۱۳۰۲ھ	〃	سنہ ۱۳۰۸ھ	
۳۱	مولانا حافظ احمد صاحب نانوتوی مہتمم و 〃 〃	سنہ ۱۳۰۳ھ	〃	سنہ ۱۳۴۷ھ	
۳۲	مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی نائب مہتمم و 〃	سنہ ۱۳۰۳ھ	〃	سنہ ۱۳۴۸ھ	
۳۳	مولانا عبد العزیز خانصاحب دیوبندی 〃 〃	سنہ ۱۳۰۵ھ	〃	سنہ ۱۳۰۶ھ	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسینِ عربی۔	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۳۴	مولانا منظہر حسن خانصاحب رامپوری مدرس عربی	۱۳۰۵ھ	تا	۱۳۰۶ھ	
۳۵	مولانا عطاء الحق صاحب چاندپوری ″ ″	۱۳۰۵ھ	میں	صرف ایکسال	
۳۶	مولانا حافظ نور محمد صاحب فتحپوری ″ ″	۱۳۰۵ھ	″	″	
۳۷	مولانا غلام رسول صاحب ہزاروی ″ ″	۱۳۰۷ھ	تا	۱۳۳۷ھ	
۳۸	حضرت مولانا خلیل احمد صاحب امبیٹھوی (شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور) مدرس عربی	۱۳۰۸ھ	″	۱۳۱۴ھ	
۳۹	مولانا محمد یٰسین صاحب شیرکوٹی ″ ″	۱۳۱۱ھ	میں	صرف ایکسال	دوبارہ ۱۳۱۹ھ تا ۱۳۲۴ھ
۴۰	مولانا محمد اسحاق صاحب امرتسری ″ ″	۱۳۱۲ھ	تا	۱۳۱۴ھ	
۴۱	مولانا عبد العلی صاحب ″ ″	۱۳۱۴ھ	″	۱۳۱۷ھ	
۴۲	مولانا گل محمد خانصاحب ″ ″	۱۳۱۶ھ	″	۱۳۱۹ھ	دوبارہ ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۳۹ھ
۴۳	مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رئیس المبلغین و مدرس عربی	۱۳۱۹ھ	″	۱۳۲۲ھ	دوبارہ ۱۳۲۶ھ تا ۱۳۳۱ھ سہ بارہ ۱۳۳۹ھ تا ۱۳۵۰ھ
۴۴	مولانا عبد الصمد صاحب نگینوی مدرس عربی	۱۳۲۴ھ	تا	۱۳۲۸ھ	
۴۵	مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوری ″ ″	۱۳۲۴ھ	″	۱۳۳۱ھ	دوبارہ بحیثیت مفتی ۱۳۵۵ھ تا ۱۳۵۷ھ۔
۴۶	حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری ″ ″	۱۳۲۷ھ	″	۱۳۴۵ھ	
۴۷	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی ″ ″	۱۳۲۷ھ	″	۱۳۲۹ھ	دوبارہ بحیثیت صدر مدرس ۱۳۴۶ھ تا ۱۳۷۷ھ
۴۸	مولانا نبی حسن صاحب دیوبندی ″ ″	۱۳۲۷ھ	″	۱۳۵۱ھ	
۴۹	مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی ″ ″	۱۳۲۸ھ	″	۱۳۴۳ھ	دوبارہ بحیثیت صدر مہتمم ۱۳۵۴ھ تا ۱۳۶۲ھ
۵۰	حضرت مولانا سید فخر الدین احمد صاحب مدظلہ ″ ″	۱۳۲۸ھ	میں	صرف ایکسال	دوبارہ ۱۳۶۳ھ میں صرف ایک سال، سہ بارہ ۱۳۶۷ھ تا حال۔
۵۱	مولانا عبد السمیع صاحب دیوبندی ″ ″	۱۳۲۹ھ	تا	۱۳۶۶ھ	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۵۲	مولانا احمد امین صاحب امروہویؒ مدرس عربی	۱۳۲۹ھ	تا	۱۳۳۹ھ	
۵۳	مولانا اعزاز علی صاحب امروہویؒ 〃 〃	۱۳۳۰ھ	〃	۱۳۷۴ھ	
۵۴	مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ 〃 〃	۱۳۳۰ھ	〃	۱۳۶۴ھ	
۵۵	حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاوی مدظلہ 〃 〃	۱۳۳۱ھ	〃	۱۳۳۹ھ	دوبارہ ۱۳۴۲ھ تا ۱۳۶۲ھ سہ بارہ ۱۳۶۶ھ تا حال ۱۳۷۷ھ سے صدر مدرس ہوئے۔
۵۶	حضرت مولانا منظہر الدین صاحب شیرکوٹیؒ 〃 〃	۱۳۳۱ھ	〃	۱۳۳۲ھ	
۵۷	مولانا سید حسن صاحب چاندپوریؒ 〃 〃	۱۳۳۱ھ	〃	۱۳۳۲ھ	
۵۸	مولانا شائق احمد صاحب عثمانیؒ 〃 〃	۱۳۳۱ھ	میں	صرف ایکسال	
۵۹	مولانا احمد شیر صاحبؒ 〃 〃	۱۳۳۲ھ	تا	۱۳۴۲ھ	
۶۰	مولانا قاضی مسعود احمد صاحب دیوبندی مدظلہ نائب مفتی و 〃 〃	۱۳۳۲ھ	〃	۱۳۸۴ھ	
۶۱	مولانا محمد ادریس صاحب سکروڈویؒ 〃 〃	۱۳۳۲ھ	〃	۱۳۴۶ھ	
۶۲	مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ 〃 〃	۱۳۳۲ھ	میں	صرف ایکسال	
۶۳	مولانا محمد صدیق صاحب نجیب آبادیؒ 〃 〃	۱۳۳۲ھ	تا	۱۳۳۴ھ	
۶۴	مولانا محمد رسول خان صاحب مدظلہ 〃 〃	۱۳۳۳ھ	〃	۱۳۵۳ھ	
۶۵	مولانا سراج احمد صاحبؒ 〃 〃	۱۳۳۴ھ	〃	۱۳۴۶ھ	
۶۶	مولانا خلیل الرحمٰن صاحب 〃 〃	۱۳۳۴	〃	۱۳۳۵ھ	
۶۷	مولانا تفضل حسین صاحب بارہ بنکوی 〃 〃	۱۳۳۵ھ	〃	۱۳۳۹ھ	
۶۸	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ دیوبندی مفتی و مدرس عربی	۱۳۳۷ھ	〃	۱۳۶۲ھ	
۶۹	مولانا حکیم سید محفوظ علی صاحب گنگوہیؒ مدرس عربی	۱۳۳۷ھ	تا	۱۳۳۹ھ	دوبارہ ۱۳۸۰ھ میں چند ماہ۔
۷۰	مولانا محمد اسحاق صاحب کان پوری 〃 〃	۱۳۳۷ھ	〃	۱۳۳۸ھ	

نمبر شمار	اسماءِ گرامی حضرات مدرسین عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۷۱	مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہٗ مدرس عربی	۱۳۳۸ھ	تا	۱۳۴۶ھ	دوبارہ ۱۳۵۸ھ تا ۱۳۶۸ھ
۷۲	مولانا علی محمد صاحب سورتی 〃 〃	۱۳۳۸ھ	〃	۱۳۳۹ھ	
۷۳	مولانا سعید احمد صاحب گنگوہی مدظلہٗ 〃 〃	۱۳۴۰ھ	تا	حال	
۷۴	مولانا افتخار علی صاحب مدظلہٗ 〃 〃	۱۳۴۰ھ	〃	۱۳۴۴ھ	
۷۵	مولانا سید میرک شاہ صاحب کشمیری مدظلہٗ 〃 〃	۱۳۴۱ھ	〃	۱۳۴۴ھ	
۷۶	مولانا غلام محمد صاحب سیتاپوری 〃 〃	۱۳۴۲ھ	〃	۱۳۴۴ھ	
۷۷	مولانا ابورحمت صاحب 〃 〃	۱۳۴۲ھ	میں	صرف چند ماہ۔	
۷۸	منشی امتیاز علی صاحب 〃 〃	۱۳۴۲ھ	میں	صرف چند ماہ	
۷۹	مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب دیوبندی مدظلہٗ 〃 〃	۱۳۴۴ھ	تا	۱۳۴۶ھ	
۸۰	مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی 〃 〃	۱۳۴۴ھ	میں	صرف ۸ ماہ	
۸۱	مولانا محمد تقی صاحب 〃 〃	۱۳۴۴ھ	〃	صرف ۹ ماہ	
۸۲	مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مدظلہٗ 〃 〃	۱۳۴۴ھ	تا	۱۳۴۶ھ	
۸۳	مولانا محمد میاں صاحب مدظلہٗ	۱۳۴۴ھ	میں	صرف چند ماہ	
۸۴	مولانا محمد یحییٰ صاحب 〃 〃	۱۳۴۴ھ	تا	۱۳۴۶ھ	
۸۵	مولانا سید اختر حسین صاحب دیوبندی مدظلہٗ 〃 〃	۱۳۴۴ھ	تا	حال	
۸۶	مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہاں پوری مدظلہٗ 〃	۱۳۴۶ھ	میں	صرف ایک سال	
۸۷	مولانا سید وحید احمد صاحب مدنی 〃 〃	۱۳۴۶ھ	تا	۱۳۴۷ھ	
۸۸	مولانا قاری محمد طاہر صاحب قاسمی دیوبندی رح 〃	۱۳۴۶ھ	〃	۱۳۴۷ھ	
۸۹	مولانا قاری اصغر علی صاحب بجنوری رح	۱۳۴۷ھ	〃	۱۳۸۴ھ	۱۳۴۷ھ تا ۱۳۵۷ھ مدرس تجوید۔ ۱۳۵۸ھ تا ۱۳۸۴ھ مدرس عربی
	مدرس تجوید و مدرس عربی				


دارِ جدید

نمبر شمار	اسماءِ گرامی حضرات مدرسین عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۹۰	مولانا مفتی ریاض الدین صاحبؒ مفتی و مدرس عربی	۱۳۴۷ھ	تا	۱۳۶۳ھ	
۹۱	مولانا حکیم رمضان الحق صاحبؒ طبیب ״ ״	۱۳۴۸ھ	״	۱۳۴۹ھ	
۹۲	مولانا ظہور احمد صاحب دیوبندیؒ ״ ״	۱۳۴۹ھ	״	۱۳۶۲ھ	دوبارہ ۱۳۶۷ھ تا ۱۳۸۳ھ
۹۳	مولانا محمد انور صاحب چاندپوری ״ ״	۱۳۴۹ھ	میں	صرف ایکسال	
۹۴	مولانا محمد حمید حسن صاحب دیوبندی مدظلہٗ ״ ״	۱۳۴۹ھ	״	״ ״	
۹۵	مولانا خلیل احمد صاحب مرادآبادی ״ ״	۱۳۴۹ھ	״	״ ״	
۹۶	مولانا محمد جلیل صاحب کیرانوی مدظلہٗ ״ ״	۱۳۵۰ھ	تا	حال	
۹۷	مولانا محمد مجتبیٰ صاحب رامپوری مدظلہٗ ״ ״	۱۳۵۰ھ	״	۱۳۵۵ھ	
۹۸	مولانا عبدالحق صاحب عرف نافع گل پشاوری مدظلہٗ ״ ״	۱۳۵۲ھ	״	۱۳۶۶ھ	
۹۹	مولانا شمس الحق صاحب پشاوری ״ ״	۱۳۵۴ھ	״	۱۳۵۷ھ	
۱۰۰	مولانا محمد عثمان صاحب دیوبندی مدظلہٗ ״ ״	۱۳۵۴ھ	״	حال	
۱۰۱	مولانا نوراللہ صاحب نواکھالی ״ ״	۱۳۵۵ھ	میں	صرف چند ماہ	
۱۰۲	مولانا سید حسن صاحب دیوبندیؒ مدرس فارسی و مدرس عربی	۱۳۵۷ھ	تا	۱۳۸۱ھ	۱۳۵۷ھ تا ۱۳۷۰ھ مدرس فارسی۔ ۱۳۷۱ھ تا ۱۳۸۱ھ مدرس عربی
۱۰۳	مولانا مشیت اللہ صاحب دیوبندیؒ ״ ״	۱۳۵۸ھ	میں	صرف چند ماہ	
۱۰۴	مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندی مدظلہٗ ״ ״	۱۳۵۸ھ	تا	حال	
۱۰۵	مولانا سید فخرالحسن صاحب مدظلہٗ مرادآبادی	۱۳۶۲ھ	میں	صرف چند ماہ	دوبارہ ۱۳۶۳ھ تا حال۔
۱۰۶	مولانا قاضی شمس الدین صاحب پنجابی مدظلہٗ ״ ״	۱۳۶۲ھ	میں	صرف چند ماہ	
۱۰۷	مولانا بشیر احمد خان صاحب بلند شہری مدظلہٗ ״	۱۳۶۲ھ	تا	حال	
۱۰۸	مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی مدظلہٗ ضلع پشاور ״ ״	۱۳۶۲ھ	״	۱۳۶۶ھ	
۱۰۹	مولانا سراج الدین صاحب پشاوری مدظلہٗ ״ ״	۱۳۶۲ھ	میں	صرف چند ماہ	

نمبر شمار	اسماءِ گرامی حضرات مدرسین عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱۱۰	مولانا حبیب اللہ صاحب میرٹھی رح مدرس عربی	۱۳۶۲ھ	تا	۱۳۶۷ھ	
۱۱۱	مولانا جمال الدین صاحب " "	۱۳۶۲ھ	میں	صرف چند ماہ	
۱۱۲	مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی مدظلہ " "	۱۳۶۳ھ	تا	حال	
۱۱۳	مولانا عبدالخالق صاحب ملتانی مدظلہ " "	۱۳۶۳ھ	"	۱۳۶۷ھ	
۱۱۴	مولانا عبدالشکور صاحب دیوبندی رح " "	۱۳۶۳ھ	"	۱۳۶۷ھ	
۱۱۵	مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہ " "	۱۳۶۳ھ	"	۱۳۶۶ھ	
۱۱۶	مولانا محمد کفیل صاحب بجنوری مدظلہ " "	۱۳۶۳ھ	میں	صرف ایک سال	
۱۱۷	مولانا حشمت علی صاحب گلاؤٹھی مدظلہ " "	۱۳۶۴ھ	"	" "	
۱۱۸	مولانا محمد نور صاحب میانوالی	۱۳۶۵ھ	"	" "	
۱۱۹	مولانا نصیر احمد خانصاحب بلند شہری مدظلہ " "	۱۳۶۶ھ	تا	حال	
۱۲۰	مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی مدظلہ " "	۱۳۶۶ھ	تا	حال	
۱۲۱	مولانا عبدالحفیظ صاحب بلیاوی مدظلہ " "	۱۳۶۷ھ	میں	صرف ایک سال	
۱۲۲	مولانا محمد حسین صاحب بہاری مدظلہ " "	۱۳۶۷ھ	تا	حال	
۱۲۳	مولانا محمد ہارون صاحب دیوبندی مدظلہ " "	۱۳۶۷ھ	"	"	
۱۲۴	مولانا محمود صاحب شاہجہاں پوری مدظلہ " "	۱۳۶۷ھ	میں	صرف ایک سال	
۱۲۵	مولانا ریاض احمد صاحب بہاری " "	۱۳۶۹ھ	تا	۱۳۷۰ھ	
۱۲۶	مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہ " "	۱۳۷۰ھ	تا	حال	
۱۲۷	مولانا سید فیض علی شاہ صاحب مدظلہ " "	۱۳۷۰ھ	"	۱۳۷۷ھ	
۱۲۸	مولانا سید اسعد صاحب مدظلہ " "	۱۳۷۰ھ	"	۱۳۸۲ھ	
۱۲۹	مولانا محمد اکرم صاحب بخاری مدظلہ " "	۱۳۷۰ھ	میں	صرف ایک سال	

نمبر شمار	اسماءِ گرامی حضرات مدرسین درجۂ عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱۳۰	مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہٗ مدرس عربی	۱۳۷۳ھ	تا	حال	
۱۳۱	مولانا حامد میاں صاحب امروہوی مدظلہٗ ؍؍	۱۳۷۴ھ	؍؍	؍؍	
۱۳۲	مولانا سید حمید الدین صاحب فیض آبادی مدظلہٗ ؍؍	۱۳۷۴ھ	؍؍	۱۳۷۵ھ	
۱۳۳	مولانا بہاؤ الحسن صاحب مراد آبادی مدظلہٗ ؍؍	۱۳۷۸ھ	میں	صرف چند ماہ	دوبارہ ۱۳۸۳ھ تا حال۔
۱۳۴	مولانا اسلام الحق صاحب اعظمی مدظلہٗ ؍؍	۱۳۸۰ھ	تا	حال	
۱۳۵	مولانا خورشید عالم صاحب دیوبندی مدظلہٗ ؍؍	۱۳۸۳ھ	؍؍	؍؍	
۱۳۶	مولانا محمد شریف صاحب دیوبندی مدظلہٗ ؍؍	۱۳۸۳ھ	؍؍	؍؍	
۱۳۷	مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی مدظلہٗ	۱۳۸۳ھ	؍؍	؍؍	

نمبر شمار	اسماءِ گرامی حضرات مدرسین درجۂ فارسی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	حافظ احمد حسن صاحبؒ	۱۲۸۳ھ	تا	۱۳۰۷ھ	
۲	مولانا نہال احمد صاحبؒ	۱۲۸۹ھ	میں	صرف ایک سال	
۳	مولانا شہاب الدین صاحبؒ	۱۲۹۰ھ	تا	۱۲۹۱ھ	
۴	مولانا حافظ محمد یٰسین صاحبؒ	۱۳۰۰ھ	؍؍	۱۳۰۵ھ	
۵	پیر جی محمد حسن صاحب دیوبندیؒ	۱۳۰۴ھ	؍؍	۱۳۰۷ھ	
۶	مولانا محمد یٰسین صاحب دیوبندیؒ	۱۳۰۸ھ	؍؍	۱۳۵۲ھ	
۷	منشی محمد یوسف علی صاحبؒ	۱۳۰۹ھ	؍؍	۱۳۱۰ھ	
۸	منشی منظور احمد صاحب دیوبندیؒ	۱۳۱۰ھ	؍؍	۱۳۵۰ھ	
۹	منشی محمد عاقل صاحب دیوبندی	۱۳۳۹ھ	؍؍	۱۳۶۲ھ	
۱۰	منشی بشیر احمد صاحبؒ	۱۳۵۰ھ		میں صرف چند ماہ	
۱۱	مولانا نور الحسن صاحب دیوبندیؒ	۱۳۵۰ھ	تا	۱۳۵۶ھ	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین درجۂ فارسی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱۲	مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولیؒ	۱۳۵۵ھ	میں	صرف چند ماہ	
۱۳	مولانا محمد فاروق صاحب گنگوہیؒ	۱۳۵۵ھ	تا	۱۳۵۶ھ	
۱۴	مولانا ظہیر احمد صاحب جھنجھانوی مدظلہٗ	۱۳۵۷ھ	"	حال	
۱۵	جناب منشی احمد حسن صاحب عرف ماسٹر کلن دیوبندیؒ	۱۳۵۷ھ	"	۱۳۶۷ھ	
۱۶	مولانا سید حسن صاحب دیوبندیؒ	۱۳۵۷ھ	"	۱۳۷۰ھ	۱۳۷۱ھ تا ۱۳۸۱ھ مدرس عربی رہے۔ اس کے بعد نگران دار التربیت تا حال
۱۷	حاجی شاہ عزیز حسین گنگوہی مدظلہٗ	۱۳۶۰ھ	"	۱۳۷۹ھ	
۱۸	مولانا اصلح الحسینی مدظلہٗ گلاوٹھی	۱۳۶۲ھ	"	۱۳۶۷ھ	
۱۹	مولانا رحیم الٰہی صاحب راجوپوری مدظلہٗ	۱۳۶۴ھ	تا	حال	
۲۰	مولانا فیض محمد صاحب کوکب جوالاپوریؒ	۱۳۶۷ھ	"	۱۳۶۸ھ	
۲۱	مولانا شمیم احمد صاحب دیوبندی مدظلہٗ	۱۳۷۱ھ	"	حال	
۲۲	مولانا مشفع حسن صاحب دیوبندی مدظلہٗ	۱۳۷۶ھ	تا	حال	
۲۳	مولانا فضیل الرحمٰن صاحب دیوبندی مدظلہٗ	۱۳۸۰ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین درجۂ قراءۃ و تجوید	ابتدائی سن		آخری سن	
۱	قاری عبد الوحید خاں صاحب الٰہ آبادیؒ	۱۳۲۱ھ	تا	۱۳۵۶ھ	
۲	مولانا حافظ قاری محمد شفیع صاحبؒ	۱۳۲۹ھ	"	۱۳۳۱ھ	
۳	قاری محمد یامین صاحب منگلوری	۱۳۴۱ھ	"	۱۳۴۹ھ	
۴	مولانا قاری اصغر علی صاحب مدظلہٗ	۱۳۴۷ھ	"	۱۳۵۷ھ	۱۳۵۸ھ تا ۱۳۸۴ھ مدرس عربی
۵	مولانا قاری عتیق احمد صاحب دیوبندی مدظلہٗ	۱۳۵۰ھ	"	حال	
۶	مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاپگڈھی مدظلہٗ	۱۳۵۰ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین درجۂ قراءۃ و تجوید	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۷	مولانا قاری محمد اسحاق صاحب بچھرایونی رح	۱۳۵۲ھ	تا	۱۳۶۱ھ	
۸	قاری عبد الباری صاحب مدظلہ	۱۳۵۳ھ	تا	۱۳۵۴ھ	
۹	مولانا قاری اعزاز احمد صاحب عرف احمد میاں مروہوی مدظلہ	۱۳۵۷ھ	"	حال	
۱۰	قاری جلیل الرحمٰن صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۶۰ھ	"	"	
۱۱	مولانا قاری محمد نعمان صاحب بلیاوی مدظلہ	۱۳۶۴ھ	"	"	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین درجۂ قرآن شریف	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	حافظ نامدار خاں صاحب رح	۱۲۸۴ھ	تا	۱۳۳۹ھ	
۲	حافظ محمد عظیم صاحب رح	۱۳۰۹ھ	"	۱۳۲۳ھ	
۳	حافظ محمد ہاشم خاں صاحب رح	۱۳۲۴ھ	"	۱۳۲۷ھ	
۴	حافظ نور محمد صاحب رح	۱۳۲۷ھ	"	۱۳۶۱ھ	
۵	پیرجی شریف احمد صاحب گنگوہی مدظلہ	۱۳۳۹ھ	تا	حال	
۶	حافظ کالے خاں صاحب رح	۱۳۴۰ھ	"	۱۳۵۴ھ	
۷	قاری بشیر احمد صاحب	۱۳۴۲ھ	میں	صرف چند ماہ	
۸	حافظ داؤد احمد صاحب	۱۳۴۴ھ	میں	صرف چند ماہ	
۹	حافظ شریف احمد صاحب دیوبندی	۱۳۴۵ھ	تا	۱۳۵۶ھ	
۱۰	قاری انعام الٰہی صاحب دیوبندی	۱۳۵۳ھ	میں	صرف چند ماہ	
۱۱	قاری حافظ محمد کامل صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۵۷ھ	تا	حال	
۱۲	مولانا حافظ عبد الرقیب صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۶۰ھ	تا	حال	
۱۳	حافظ بشیر الحق صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۶۰ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین درجۂ قرآن شریف	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
١٤	قاری محمود احمد صاحب دیوبندی مدظلہٗ	١٣٧٤ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین درجۂ اُردو دینیات	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
١	ماسٹر ظفر احمد صاحب کاکو دیوبندی مدظلہٗ	١٣٧٢ھ	تا	حال	
٢	مولانا نور الحسن صاحب مراد آبادی مدظلہٗ	١٣٧٣ھ	تا	حال	
٣	مولانا محمد خالد صاحب رامپوری	١٣٧٤ھ	تا	حال	
٤	مولانا کفیل احمد صاحب کیرانوی مدظلہٗ	١٣٧٨ھ	تا	حال	
٥	مولانا شاہد حسن صاحب دیوبندی مدظلہٗ	١٣٨١ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات مدرسین درجۂ صفِ عربی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
١	مولانا عبد المنعم صاحب نمر مصری مدظلہٗ مبعوث جامعہ ازہر۔ قاہرہ۔	١٣٧٥ھ	تا	١٣٧٧ھ	
٢	مولانا عبد العال صاحب عقبادی مصری مدظلہٗ مبعوث جامعہ ازہر۔ قاہرہ۔	١٣٧٥ھ	تا	١٣٧٧ھ	
٣	مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندی مدظلہٗ	١٣٧٨ھ	میں	صرف ایک سال	
٤	مولانا عبد الوہاب صاحب مصری مدظلہٗ مبعوث جامعۂ ازہر قاہرہ۔	١٣٧٩ھ	تا	١٣٨٢ھ	
٥	مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی مدظلہٗ	١٣٨٣ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمارِ گرامی حضرات نائبین مفتی دار العلوم دیوبند	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	مولانا قاضی مسعود احمد صاحب دیوبندیؒ	۱۳۳۳ھ	تا	۱۳۸۴ھ	
۲	مولانا سید احمد علی سعید صاحب نگینوی مدظلہٗ	۱۳۵۹ھ	تا	۱۳۷۴ھ	
۳	مولانا جمیل الرحمٰن صاحب مدظلہٗ	۱۳۷۵ھ	تا	حال	

اسمارِ گرامی نظمارِ شعبہ جات دار العلوم دیوبند

نمبر شمار	اسمارِ گرامی نظمارِ شعبہ جات	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
	نظمارِ دفتر اہتمام				
۱	مولانا بشیر حسین صاحب نگینوی	۱۳۵۰ھ	تا	۱۳۵۴ھ	
۲	مولانا محمد یحییٰ صاحب (پیشکار صدر مہتمم)	۱۳۵۵ھ	″	۱۳۵۸ھ	
۳	حاجی شاہ عزیز حسین صاحب	۱۳۵۷ھ	تا	۱۳۵۹ھ	۱۳۶۰ھ تا ۱۳۶۱ھ کوئی نہیں رہا۔
۴	مولانا حامد الانصاری غازی صاحب	۱۳۶۲ھ	میں	صرف ایک سال	۱۳۶۳ھ تا ۱۳۷۰ھ کوئی نہیں رہا۔
۵	مولانا عبد الحق صاحب غازی پوری	۱۳۷۱ھ	تا	حال	

نمبر شمار	نظمارِ شعبۂ تعلیمات	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوریؒ	۱۳۳۹ھ	تا	۱۳۵۱ھ	۱۳۵۲ھ تا ۱۳۶۷ھ کوئی نہیں رہا۔
۲	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ	۱۳۶۸ھ	″	۱۳۷۷ھ	
۳	حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مدظلہٗ	۱۳۷۷ھ	″	حال	

نمبر شمار	معلمین و نظمارِ شعبۂ خوش نویسی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	منشی محبوب علی صاحب، ناظم و معلم خوشنویسی	۱۳۳۲ھ	تا	۱۳۳۹ھ	۱۳۴۰ھ میں کوئی نہیں رہا۔

نمبر شمار	معلمین و نظار شعبۂ خوشنویسی	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۲	مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی ناظم و معلم شعبۂ خوشنویسی۔	۱۳۴۱ھ	تا	۱۳۴۵ھ	۱۳۴۶ھ تا ۱۳۵۱ھ کوئی نہیں رہا۔
۳	مولانا نور اللہ صاحب نواکھالی ناظم و معلم شعبہ خوش نویسی۔	۱۳۵۲ھ	تا	۱۳۵۶ھ	۱۳۵۷ھ تا ۱۳۶۳ھ کوئی نہیں رہا۔
۴	مولانا اشتیاق احمد صاحب ممدوح الصدر ناظم شعبۂ خوش نویسی۔	۱۳۶۴ھ	تا	حال	
۵	مولوی محمد حیات صاحب دیوبندی معلم خوشنویسی	۱۳۶۴ھ	تا	حال	
۶	منشی امتیاز احمد صاحب دیوبندی 〃 〃	۱۳۶۴ھ	تا	حال	
۷	منشی محبوب کریم صاحب دیوبندی 〃 〃	۱۳۶۴ھ	تا	۱۳۸۰ھ	
۸	مولانا گل رحیم صاحب اسماری 〃 〃	۱۳۶۴ھ	تا	۱۳۶۵ھ	

نمبر شمار	نظار شعبۂ تنظیم و ترقی و مبلغین شعبۂ ہذا	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	مولانا عبد الوحید صاحب غازیپوری، ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی	۱۳۵۴ھ	تا	۱۳۷۰ھ	
۲	مولانا محمود احمد صاحب گل نگینوی 〃 〃	۱۳۷۱ھ	تا	حال	
۳	مولانا انوار الحسن صاحب ہاشمی مبلغ شعبۂ تنظیم و ترقی	۱۳۷۰ھ	تا	حال	
۴	مولانا ضامن حسن صاحب شیر کوٹی 〃 〃	۱۳۷۳ھ	تا	حال	۱۳۷۳ھ سے قبل سفیر تھے۔

نمبر شمار	نظار شعبۂ برقیات و شعبہ جات متفرقہ (صفائی، مسجد، باغبانی و مہمان خانہ وغیرہ۔)	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	پیرجی محمد عمر صاحب گنگوہی رح	۱۳۷۲ھ	تا	۱۳۷۸ھ	
۲	مولوی محمد اسلم صاحب قاسمی دیوبندی مدظلہ	۱۳۷۹ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمائے گرامی نظمائے شعبہ جات	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
	نظمائے شعبۂ تبلیغ ومبلغین				
۱	مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہاں پوری مدظلہٗ ناظم شعبہ تبلیغ	۱۳۶۱ھ	تا	۱۳۶۲ھ	
۲	مولانا حامد الانصاری صاحب غازی مدظلہٗ " "	۱۳۶۳ھ	"	۱۳۶۷ھ	
۳	مولانا خلیق احمد صاحب سرِدھنوی رح " "	۱۳۶۷ھ	"	۱۳۶۸ھ	
۴	مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی فیض آبادی "	۱۳۸۳ھ	تا	حال	
۵	مولانا ہادی حسن صاحب رح مبلغ	۱۳۲۹ھ	"	۱۳۳۲ھ	
۶	مولانا سید معظم علی صاحب نجیب آبادی رح "	۱۳۴۹ھ	"	۱۳۵۹ھ	
۷	مولانا عطاء محمد صاحب رح "	۱۳۲۲ھ	"	۱۳۴۰ھ	
۸	مولانا محمد یونس صاحب نگھروی رح "	۱۳۵۳ھ	"	۱۳۶۰ھ	
۹	مولانا عتیق الرحمٰن صاحب آروی مدظلہٗ "	۱۳۵۲ھ	"	۱۳۶۳ھ	
۱۰	مولانا شاہ علی صاحب بستوی مدظلہٗ "	۱۳۵۳ھ	"	۱۳۵۶ھ	اسکے بعد سفیر تا حال
۱۱	مولانا عبد الجبار صاحب ابوہری رح "	۱۳۶۰ھ	"	۱۳۶۵ھ	
۱۲	مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی "	۱۳۶۴ھ	تا	حال	
۱۳	مولانا سید سیف اللہ صاحب ہاشمی مدظلہٗ "	۱۳۶۴ھ	"	"	۱۳۶۴ھ سے قبل سفیر تھے۔
۱۴	مولانا خلیق احمد صاحب سرِدھنوی رح "	۱۳۶۴ھ	"	۱۳۶۸ھ	
۱۵	مولانا سلطان مسعود صاحب راجپوری "	۱۳۶۵ھ	"	۱۳۶۸ھ	
۱۶	مولانا سید ارشاد احمد صاحب فیض آبادی مدظلہٗ "	۱۳۶۷ھ	تا	حال	
۱۷	مولانا سید فرید الوحیدی صاحب فیض آبادی مدظلہٗ "	۱۳۷۵ھ	"	۱۳۷۹ھ	
۱۸	مولانا ابوالکلام صاحب دیوبندی مدظلہٗ "	۱۳۸۰ھ	تا	حال	
۱۹	مولانا بلال اصغر صاحب دیوبندی مدظلہٗ "	۱۳۸۳ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمار گرامی نظمار شعبہ محافظ خانہ	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	منشی سید محمد شفیع صاحب حسنپوری (مراد آباد)	۱۳۵۶ھ	تا	۱۳۵۹ھ	
۲	منشی عظیم بخش صاحب دیوبندی مرحوم	۱۳۶۰ھ	〃	۱۳۶۶ھ	
۳	سید محبوب صاحب رضوی دیوبندی	۱۳۶۶ھ	تا	حال	
	نظمار شعبہ مطبخ۔				
۱	صوفی محمد شفیع صاحب	۱۳۳۴ھ	تا	۱۳۴۰ھ	
۲	مولانا گل محمد خاں صاحب	۱۳۴۰ھ	〃	۱۳۴۹ھ	
۳	پیر جی محمد عمر صاحب گنگوہی	۱۳۵۰ھ	میں	صرف ایکسال	۱۳۵۱ھ میں کوئی نہیں رہا۔ دوبارہ ۱۳۵۲ھ تا ۱۳۵۴ھ
۴	منشی منظر الحق صاحب دیوبندی	۱۳۵۵ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمار گرامی نظمار شعبہ تنظیم ابنار قدیم	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۱	مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی بی اے (جامعہ)	۱۳۷۶ھ	تا	حال	
	نظمار شعبہ دار الصنائع و معلمین شعبہ ہذا				
۱	مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی ناظم	۱۳۶۸ھ	تا	۱۳۷۱ھ	
۲	مولانا خالد سیف اللہ صاحب گنگوہی 〃	۱۳۷۲ھ	تا	۱۳۷۸ھ	
۳	مولانا احمد علی سعید صاحب نگینوی 〃	۱۳۷۸ھ	〃	۱۳۸۰ھ	
۴	منشی محمد کامل صاحب دیوبندی معلم چرم دوزی	۱۳۶۸ھ	میں	صرف چند ماہ	
۵	منشی افضال احمد صاحب دیوبندی 〃	۱۳۶۸ھ	〃	صرف ایکسال	
۶	منشی مطلوب احمد صاحب دیوبندی معلم جلد سازی	۱۳۶۸ھ	تا	حال	

نمبر شمار	اسمار گرامی نظار شعبہ دار الصنائع ومعلمین شعبہ ہٰذا	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۷	منشی شوکت حسین صاحب دیوبندی معلم جلد سازی	۱۳۶۸ھ	تا	حال	
۸	ماسٹر احمد حسن صاحب عرف ماسٹر چونا دیوبندی معلم خیاطی	۱۳۷۰ھ	"	۱۳۷۱ھ	
۹	ماسٹر رشید احمد صاحب دیوبندی " "	۱۳۷۰ھ	"	حال	
۱۰	منشی احتشام غازی صاحب دیوبندی معلم ٹائپ رائٹنگ	۱۳۷۱ھ	"	۱۳۷۲ھ	
۱۱	ماسٹر محمد شفیق صاحب دیوبندی معلم خیاطی	۱۳۷۲ھ	"	حال	
۱۲	مولوی معین الدین صاحب حیدر آبادی معلم چرم دوزی	۱۳۷۴ھ	"	حال	
	نظار شعبہ اوقاف				
۱	منشی سید مشتاق حسین صاحب خورجوی	۱۳۳۵ھ	تا	۱۳۴۷ھ	۱۳۴۸ھ میں کوئی ناظم نہیں رہا۔
۲	مولانا نور الحسن صاحب دیوبندی	۱۳۴۹ھ	میں	صرف ایک سال	
۳	مولانا رحمت علی صاحب پھپھوندوی	۱۳۵۰ھ	تا	۱۳۵۲ھ	
۴	منشی مرتضیٰ حسن صاحب سیکروی	۱۳۵۲ھ	"	۱۳۵۳ھ	۱۳۵۴ھ تا ۱۳۵۸ھ کوئی ناظم نہیں رہا۔
۵	مولوی محمد احمد صاحب نگینوی	۱۳۵۹ھ	"	۱۳۶۰ھ	
۶	سید شوکت حسین صاحب	۱۳۶۱ھ	"	۱۳۶۲ھ	
۷	منشی حامد حسن صاحب	۱۳۶۳ھ	"	۱۳۶۴ھ	
۸	پیرجی محمد عمر صاحب قدوسی گنگوہی	۱۳۶۵ھ	"	۱۳۷۲ھ	
۹	مولوی عبد الواحد صاحب ناظم محاسبی	۱۳۷۳ھ	تا	حال	
	نظار ومعین صدر جمعیۃ الطلبہ				
۱	مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی بی، اے۔ فیض آبادی ناظم ومعین صدر جمعیۃ الطلبہ	۱۳۶۷ھ	تا	۱۳۷۰ھ	
۲	مولانا یعقوب الرحمن صاحب عثمانی دیوبندی معین صدر جمعیۃ الطلبہ۔	۱۳۷۰ھ	میں	صرف ایک سال	۱۳۷۱ھ میں کوئی نہیں رہا۔

نمبر شمار	اسماء گرامی نظماء معین صدر جمعیۃ الطلباء	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۳	مولانا فرید الوحیدی صاحب فیض آبادی ایم، اے معین صدر جمعیۃ الطلبہ	۱۳۷۲ھ ؁	تا	۱۳۷۴ھ ؁	
	نظماء شعبہ محاسبی				
۱	مولانا بشیر حسین صاحب نگینوی	۱۳۵۳ھ	تا	۱۳۵۴ھ	
۲	ماسٹر طفیل احمد صاحب بی، اے	۱۳۵۴ھ	〃	۱۳۵۵ھ	
۳	بابو سعید احمد صاحب عثمانی دیوبند	۱۳۵۶ھ		۱۳۶۲ھ	
۴	مولوی عبد الواحد صاحب دیوبندی	۱۳۶۲ھ		تا حال	
	نظماء شعبۂ تعمیرات				
۱	مولانا رحمت علی صاحب پھپھوندوی	۱۳۳۲ھ	تا	۱۳۴۰ھ	۱۳۴۱ھ تا ۱۳۴۳ھ کوئی نہیں رہا۔
۲	حافظ عزیز الرحمٰن صاحب سکروی	۱۳۴۳ھ	〃	۱۳۴۴ھ	
۳	مولانا حافظ نور الحسن صاحب دیوبندی	۱۳۴۴ھ	〃	۱۳۴۵ھ	
۴	حاجی محمد قاسم صاحب دیوبندی	۱۳۴۶ھ	〃	۱۳۶۲ھ	
۵	منشی محمد مظہر صاحب فاروقی گنگوہی	۱۳۶۲ھ	〃	۱۳۶۷ھ	
۶	بابو رفیق احمد صاحب دیوبندی	۱۳۶۸ھ	〃	۱۳۷۶ھ	
۷	بابو محبوب حسن صاحب دیوبندی	۱۳۷۷ھ	〃	حال	
	نظماء شعبۂ کتب خانہ				
۱	مولانا عبد الحفیظ صاحب بلیاوی	۱۳۳۴ھ	تا	۱۳۳۵ھ	۱۳۳۶ھ تا ۱۳۴۰ھ کوئی نہیں رہا۔
۲	مولانا رحمت علی صاحب پھپھوندوی	۱۳۴۱ھ	〃	۱۳۴۹ھ	
۳	مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی دیوبندی	۱۳۵۰ھ	میں	صرف ایک سال	دوبارہ پھر ۱۳۵۲ھ تا ۱۳۵۴ھ۔
۴	پیر جی محمد عمر صاحب قدوسی گنگوہی	۱۳۵۱ھ	میں	صرف چند ماہ	

نمبر شمار	اسماء گرامی نظار شعبۂ کتب خانہ	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۵	مولانا بشیر حسین صاحب نگینوی	سنہ ۱۳۵۱ھ	تا	سنہ ۱۳۵۲ھ	
۶	مولانا سلطان الحق صاحب بجنوری	سنہ ۱۳۵۵ھ	تا	حال	
	نظار شعبۂ نشر و اشاعت				
۱	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی رح ایڈیٹر رسالہ القاسم	سنہ ۱۳۲۷ھ	تا	سنہ ۱۳۳۹ھ	
۲	حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی رح معین المدیر	سنہ ۱۳۲۷ھ	تا	سنہ ۱۳۳۹ھ	مولانا مرحوم اگرچہ باضابطہ مدیر یا معین مدیر نہیں رہے لیکن درحقیقت رسالہ کا کام وہی کرتے تھے۔
۳	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی رح ایڈیٹر رسالہ القاسم ۔ والرشید۔	سنہ ۱۳۳۲ھ	تا	سنہ ۱۳۳۹ھ	
				سنہ ۱۳۴۰ھ تا سنہ ۱۳۵۹ھ کوئی رسالہ نہیں نکلا۔	
۴	مولانا عبدالوحید صاحب غازیپوری ایڈیٹر رسالہ دارالعلوم	سنہ ۱۳۶۰ھ	تا	سنہ ۱۳۶۴ھ	
۵	مولانا خلیق احمد صاحب سردھنوی ایڈیٹر " "	سنہ ۱۳۶۵ھ	"	سنہ ۱۳۶۸ھ	
۶	مولانا عبدالحفیظ صاحب بلیاوی " " "	صفر سنہ ۱۳۶۸ھ	تا	شعبان سنہ ۱۳۶۸ھ	
۷	جناب سید ازہر شاہ صاحب قیصر " " "	سنہ ۱۳۶۸ھ	تا	حال	
	نظار شعبہ دارالاقامہ				
۱	مولانا سید رحمت علی صاحب پھپھوندوی	سنہ ۱۳۵۲ھ	تا	سنہ ۱۳۵۳ھ	سنہ ۱۳۵۴ھ میں کوئی نہیں رہا۔
۲	حاجی شاہ عزیز حسین صاحب گنگوہی مدظلہ	سنہ ۱۳۵۵ھ	"	سنہ ۱۳۵۶ھ	
۳	مولانا سلطان الحق صاحب بجنوری مدظلہ	سنہ ۱۳۵۷ھ	"	سنہ ۱۳۵۹ھ	
۴	منشی سید محمد شفیع صاحب حسن پوری مدظلہ	سنہ ۱۳۶۰ھ	"	سنہ ۱۳۶۳ھ	
۵	مولانا حبیب اللہ صاحب میرٹھی رح	سنہ ۱۳۶۴ھ	"	سنہ ۱۳۶۶ھ	
۶	حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب امروہوی رح	سنہ ۱۳۶۶ھ	"	سنہ ۱۳۶۹ھ	
۷	حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب مرادآبادی مدظلہ	سنہ ۱۳۶۶ھ	"	سنہ ۱۳۷۴ھ	

نمبر شمار	اسماء گرامی نظماء شعبہ دار الاقامہ	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۸	مولانا عبد الحق صاحب عرف نافع گل صاحب پشاوری مدظلہ	۱۳۶۶ھ	میں	صرف چند ماہ	
۹	مولانا عبد الحق صاحب اکوڑوی مدظلہ	۱۳۶۶ھ	〃	〃	
۱۰	مولانا عبد الخالق صاحب ملتانی مدظلہ	۱۳۶۶ھ	〃	〃	
۱۱	مولانا معراج الحق صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۶۶ھ	تا	۱۳۶۹ھ	دوبارہ ۱۳۷۰ھ تا ۱۳۷۲ھ سہ بارہ ۱۳۸۱ھ تاحال۔
۱۲	مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۶۷ھ	〃	۱۳۶۹ھ	دوبارہ ۱۳۷۲ھ تا ۱۳۷۳ھ
۱۳	حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مدظلہ	۱۳۶۹ھ	〃	۱۳۷۰ھ	
۱۴	حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب بلند شہری مدظلہ	۱۳۶۹ھ	〃	۱۳۷۳ھ	دوبارہ ۱۳۷۰ھ میں صرف ایک سال۔
۱۵	مولانا سید اختر حسین صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۷۳ھ	〃	۱۳۷۴ھ	
۱۶	مولانا محمد حسین صاحب بہاری مدظلہ	۱۳۷۳ھ	〃	۱۳۷۶ھ	دوبارہ ۱۳۷۷ھ میں ایکسال سہ بارہ ۱۳۸۰ھ تا ۱۳۸۱ھ
۱۷	مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۷۳ھ	میں	ایکسال	دوبارہ ۱۳۷۷ھ میں ایکسال سہ بارہ ۱۳۸۰ھ تاحال
۱۸	مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہری مدظلہ	۱۳۷۷ھ	〃	〃	دوبارہ ۱۳۸۱ھ تاحال
۱۹	مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دیوبندی مدظلہ	۱۳۷۷ھ	〃	〃	دوبارہ ۱۳۷۹ھ میں ایک سال
۲۰	مولانا سید حسن صاحب دیوبندیؒ	۱۳۷۷ھ	〃	〃	
۲۱	مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی فیض آبادی مدظلہ بی، اے	۱۳۸۰ھ	میں	ایک ماہ	
۲۲	مولانا سید انظر شاہ صاحب دیوبندی مدظلہ	۱۳۸۰ھ	تا	۱۳۸۱ھ	
	نظماء و معلمین شعبہ طب و طبیب				
۱	حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندیؒ ناظم شعبہ طب و طبیب۔	۱۳۰۲ھ	تا	۱۳۴۵ھ	
۲	مولانا حکیم رمضان الحق صاحب لکھیم پوریؒ ناظم شعبہ طب و طبیب۔	۱۳۴۸ھ	تا	۱۳۴۵ھ	

نمبر شمار	اسماء گرامی نظار شعبہ جات، نظار و معلمین شعبہ طب و طبیب	ابتدائی سن		آخری سن	کیفیت
۳	مولانا حکیم محمد عمر صاحب دیوبندی مدظلہٗ، طبیب و پرنسپل جامعہ طبیہ دار العلوم	سنہ ۱۳۵۰ھ	تا	حال	
۴	مولانا حکیم انیس احمد صاحب دیوبندی نائب طبیب و معلم طب	سنہ ۱۳۷۴ھ	تا	حال	
۵	حکیم عبد الکریم صاحب معلم طب	سنہ ۱۳۸۰ھ	تا	سنہ ۱۳۸۲ھ	
۶	مولانا حکیم سید محفوظ علی صاحبؒ " "	سنہ ۱۳۸۰ھ	میں	صرف چند ماہ	
۷	مولانا حکیم محمد وسیم صاحب قدوائی فیض آبادی " "	سنہ ۱۳۸۱ھ	تا	سنہ ۱۳۸۲ھ	
۸	مولانا حکیم سید محمد ایوب صاحب فرخ آبادی " "	سنہ ۱۳۸۲ھ	"	سنہ ۱۳۸۳ھ	
۹	مولانا حکیم سید محمد نفیس صاحب خانجہاں پوری " "	سنہ ۱۳۸۲ھ	"	حال	
۱۰	مولانا حکیم عزیز الرحمٰن صاحب اعظمی " "	سنہ ۱۳۸۲ھ	تا	حال	
۱۱	حکیم شمیم احمد صاحب سعیدی میرٹھی " "	سنہ ۱۳۸۳ھ	تا	حال	
	نگران شعبہ جات				
	نگران شعبہ دار المطالعہ				
۱	منشی محمد صدیق صاحب دیوبندی مرحوم	سنہ ۱۳۶۹ھ	تا	سنہ ۱۳۸۳ھ	
۲	حافظ اخلاق احمد صاحب رامپوری	سنہ ۱۳۸۳ھ	تا	حال	
	نگران شعبہ دار الترتیب				
۱	حاجی شاہ عزیز حسین صاحب گنگوہی	سنہ ۱۳۷۷ھ	تا	حال	
	نگران شعبہ ترتیب فتاویٰ				
۱	مولانا احمد علی سعید صاحب نگینوی مرتب فتاویٰ	سنہ ۱۳۷۴ھ	تا	سنہ ۱۳۷۵ھ	
۲	مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب سیوہاروی " "	سنہ ۱۳۷۵ھ	"	سنہ ۱۳۷۶ھ	
۳	مولانا ظفیر الدین صاحب بہاری " "	سنہ ۱۳۷۷ھ	تا	حال	

نمبر شمار	نگران شعبہ امور خارجہ (جس سے بیرون ہند کے طلبہ کے پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ کا تعلق ہے)	ابتدائی سن		آخری سن	
۱	مولوی عبداللہ جاوید صاحب غازی پوری	سنہ ۱۳۷۸ھ	تا	حال	
	نگران شعبہ تعلیم انگریزی (صف انگریزی)				
۱	مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی فیض آبادی بی، اے۔	سنہ ۱۳۸۰ھ	تا	حال	
	نگران شعبۂ معارف القرآن (اکاڈمی قرآن عظیم)				
۱	مولانا عمید الزماں صاحب کیرانوی۔ نگراں و منتظم	سنہ ۱۳۸۳ھ	تا	سنہ ۱۳۸۴ھ	
۲	مولانا محمد سالم صاحب قاسمی۔ معتمد ادارہ	سنہ ۱۳۸۵ھ	تا	حال	
	نگراں شعبۂ ورزش				
۱	استاد محمد ظہیر صاحب سیکروی	سنہ ۱۳۵۸ھ	تا	سنہ ۱۳۵۹ھ	دوبارہ سنہ ۱۳۶۰ھ تا سنہ ۱۳۶۵ھ۔ سہ بارہ سنہ ۱۳۶۶ھ تا سنہ ۱۳۶۷ھ۔
۲	استاد عبدالرحمٰن صاحب اعظمی	سنہ ۱۳۶۰ھ	تا	سنہ ۱۳۶۲ھ	
۳	استاد عبدالرشید صاحب اعظمی	سنہ ۱۳۶۰ھ	تا	سنہ ۱۳۶۲ھ	سنہ ۱۳۶۳ھ سے سنہ ۱۳۶۵ھ تک کوئی نہیں رہا۔
۴	استاد عبدالمجید صاحب شاہجہاں پوری	سنہ ۱۳۶۶ھ	تا	سنہ ۱۳۶۷ھ	
۵	مولانا محمد ابراہیم صاحب بمبئی	سنہ ۱۳۶۶ھ	تا	سنہ ۱۳۶۷ھ	
	نگران شعبۂ تربیت معلمین				
۱	مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی فیض آبادی، بی، اے۔	سنہ ۱۳۸۲ھ	تا	سنہ ۱۳۸۳ھ	
		⁝		⁝	